اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ

ماہنامہ

مصباح ربوہ

اُمّ المومنینؓ نمبر

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ ۱۰ آنے

سالانہ چندہ ۶ روپے

جسم کی صحت، دماغ کی روشنی

بہت سی بیماریاں بدبوؤں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بدبودار چیزیں استعمال کرکے یا جسم کو گندہ رکھکر مسجدوں اور مجلسوں میں آنے سے منع کیا ہے۔ خوشبوئیں صحت کے لئے اچھی ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج۔ یہی وجہ ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مساجد اور مجالس میں آنے سے پہلے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ صفائی نہ رکھنا، جسم یا کپڑوں کا بدبودار رکھنا نیکی نہیں۔ اگر یہ نیکی ہوتی تو اسلام اس کا حکم دیتا۔ صفائی رکھنا اور خوشبو لگانا عیاشی نہیں۔ اگر ایسا کرنا عیاشی ہوتا تو اسلام اس کا حکم نہ دیتا۔ بیمار ہو کر علاج کرنے سے بہتر ہے کہ انسان بیماری کو آنے سے ہی روکے۔ اور اس کا ایک ہی علاج ہے یعنی صفائی پسندی اور خوشبو کا استعمال۔

خوشبو کے کارخانے عام طور پر ہندوستان میں رہ گئے۔ **ایسٹرن پرفیومری کمپنی** کے عطر پاکستان میں تیار کئے جاتے ہیں اور ہندوستان سے لائے ہوئے عطروں سے کم قیمت اور خوشبو میں اچھے ہیں۔

مختصر فہرست ذیل میں درج ہے!

نام عطر:۔	چنبیلی	گلاب	خس	حناء	
فی تولہ:۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
نام عطر:۔	گل شبو	کرنا	نرگس شہلا	نجدی	
فی تولہ:۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
نام عطر:۔	شام شیراز	عطر باغ و بہار	حناء عنبری	موتیا	عنبرین
فی تولہ:۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جو عطر ہم پانچ روپے تولہ دیتے ہیں وہ دوسرے کارخانوں میں (ہندوستان کا آیا ہوا) آٹھ روپے تولہ بکتا ہے۔ اور جو آٹھ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بارہ روپے تولہ اور جو پندرہ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بیس روپے تولہ اور جو بیس روپے تولہ دیتے ہیں وہ تیس روپے تولہ بکتا ہے۔

سردیوں کیلئے عطر حناء، شام شیراز اور عنبرین کا عطر خاص تحفہ ہیں!

اس کے علاوہ آئیڈیل کیمیکل کمپنی کے سپرٹ کے عطر بھی چنبیلی، گلاب، خس، جوتو، اوپوپون، شامی، ٹیوب روز اعلیٰ قسم عمدہ فی شیشی مل سکتے ہیں! +

ملنے کا پتہ

ایسٹرن پرفیومری کمپنی۔ ربوہ۔ ضلع جھنگ

قولہ تعالیٰ اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

ماہنامہ

مصباح

جلد ۲۴/۳ ——— نمبر ۲

احمدی مستورات کا علمی، مذہبی و ادبی رسالہ

زیر انتظام

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

ربوہ

بابت ماہ

ہجرت/احسان ۱۳۳۱ھ + مئی/جون ۱۹۵۲ء

مدیرہ

امۃ اللہ خورشید

مندرجات

ہماری مقدس ماںؓ ہمیں داغ مفارقت دے گئی، مدیرہ ۲
آہ پیاری اماں جانؓ، حضرت اُمّ ناصر احمد صاحب ۳
قطعہ تاریخ وفات سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا
——— مرزا محمد حیات صاحب تاثیر ۴
حضرت ام المومنینؓ کے جسد اطہر کے جنازہ اور تدفین کے حالات
——— منقول از اخبار الفضل ۵
حضرت ام المومنینؓ کا ایک مبشر خواب، عبدالرحمن صاحب شاکر ۷
آج ام المومنین اس دار فانی میں نہیں (نظم)، رشید قیصرانی ۸
حضرت ام المومنین کے تعزیت کے خطوط کا جواب، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ۹
میری پیاری اماں جانؓ، صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ۱۲
حضرت اماں جانؓ کا ذکر خیر، امۃ الرحیم صاحبہ از قادیان ۱۵
حضرت اُمّ المومنینؓ کی یاد میں، عبدالحکیم صاحب ۲۳
حضرت اُمّ المومنینؓ کی یاد میں، حمیدہ صابرہ صاحبہ ۲۶
آہ پیاری اماں جان، صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ ۳۳
اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر، بیگم صاحبہ میاں عبدالمنان صاحب
——— عمر ۳۹
آج ام المومنینؓ اس دار فانی میں نہیں، امۃ الرشید شوکت صاحبہ ۴۳
حضرت ام المومنین کا مقام، مولانا جلال الدین صاحب شمس ۴۹
حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا بلند مقام ———
اللہ کے الہامات و وحی مقدس، مولانا ابو العطاء صاحب ۵۵
آہ حضرت ام المومنینؓ (نظم)، احمد صاحب بنگوی ۶۲
حضرت اُمّ المومنین کی صفات حسنہ ———
اہلیہ مولوی محمد یعقوب صاحب انچارج شعبہ زود نویسی ۶۵
حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا اپنے خدام ماؤں سے نیک سلوک
——— عائشہ بی بی صاحبہ ۶۷
حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا سلوک اپنی پروردہ بچیوں سے
——— آمنہ بیگم صاحبہ ۷۵

زرِ مبادلہ

پاکستان — چھ روپے
بھارت — سات روپے
بیرون پاکستان — ۱۰ شلنگ

(شیخ خورشید احمد شاد پرنٹر و پبلشر نے پنجاب الیکٹرک پریس لائلپور میں چھپوا کر دفتر رسالہ مصباح ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)

ہماری مقدس ماں ہمیں داغ مفارقت دے گئی!

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

۲۰ اور ۲۱ اپریل کی درمیانی شب ساڑھے گیارہ بجے مومنوں کی ماں، بیواؤں کی تسکین، یتامیٰ کی ملجا وماویٰ نہایت ہی مہربان و مشفق وجود حضرت سیدۃ النساء نصرت جہان بیگم صاحبہ ہم سے جدا ہو گئیں۔ مادر مہربان کی وفات کا صدمہ عام حالات میں بھی کوئی معمولی نہیں ہوتا، لیکن ایسی ماں جس کا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۱۳۰۰ سال بعد پوری ہونیوالی ایک پیشگوئی کا واضح ثبوت تھا اور جس سے جماعتی اور انفرادی لحاظ سے بے شمار برکات وابستہ تھیں یقیناً ناقابل برداشت صدمہ ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعاؤں کی برکات سے اب بھی مستفید فرماتے اور آپؓ کی ہمارے درمیان عدم موجودگی کی وجہ سے اگر اس کی کوئی تلخ تقدیر وابستہ ہو تو ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین!

ہم اس صدمہ میں حضرت سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ وجملہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دلی شریک ہیں۔

مصباح کا یہ نمبر اپنی مقدس ماں کی یاد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ آپؓ کی صفات تو اتنی وسیع ہیں کہ ان کو اس مختصر اور محدود رسالہ میں جمع کرنا مشکل ہے اور آپؓ کے احسانات اپنی روحانی اور جسمانی اولاد پر اس قدر ہیں کہ اگر تمام کو جمع کیا جائے تو بہت بڑی ضخیم کتاب بن جائے۔ لیکن اس شمارہ میں ہم نے ضروری اور اہم مضامین درج کر دیئے ہیں تاکہ پڑھنے والے حضرت اماں جانؓ کی سیرۃ کے اہم واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔

مضامین جس ترتیب میں ہمیں ملے اُسی ترتیب میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں کوئی تغیر و تبدل یا مختلف عنوانات کے ماتحت اندراج مناسب نہیں سمجھا گیا اسلئے کہ جن جذبات کا اظہار مضمون نگار نے اپنے مضمون میں کیا ہے وہ مختلف عنوانات کے ماتحت ہر مضمون میں سے مختلف واقعات کو درج کرنے سے باقی نہیں رہتے تھے۔ پھر لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی مقصود تھی۔

بہرحال ہمیں یہ یقین ہے کہ مصباح کا یہ نمبر اور اسی طرح اور جس قدر آئندہ میں حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرۃ طیبہ کے واقعات شائع ہو رہے ہیں آنے والے مؤرخ کے لئے ٹھوس مواد کا کام دیں گے۔

بہت سے مضامین ہمیں دیر سے ملے ہیں اُنہیں آئندہ شماروں میں شائع کیا جا سکے گا۔ انشاء اللہ

وباللہ التوفیق!

آہ پیاری امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُمّ ناصر احمد صاحبہ

موت ایک ایسی چیز ہے جو عزیز سے عزیز چیز کو بھی چھین لیتی ہے۔ آج ہماری محبوب ماں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا جن کا سایہ میرے لئے ہمیشہ سایۂ ہما رہا، ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنے پیارے مولا سے حقیقی کے پاس چلی گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

کئی عزیز بہنوں کی خواہش ہے کہ آپ کوئی واقعات لکھ کر دیں چند واقعات لکھ رہی ہوں۔ جو کہ میری ابتدائی زندگی یعنی جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ۱۹۰۲ء میں بیاہی آئی۔ اس کے متعلق لکھوں۔ اُس وقت میں بچپن اور کم سنی کے دور میں گذر رہی تھی۔ میری عمر کا گیارھواں سال تھا جبکہ میری شادی ہوئی اور یہ شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش سے۔ میرے والد صاحب (ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب) نے حضور سے عرض کیا کہ لڑکی کی عمر بہت چھوٹی ہے۔

اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ کوئی نہیں یا کوئی حرج نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان تھا کہ بچپن میں ہونے کی وجہ سے میں نے اس نعمت کو پایا اور ان کی شفقت محبت اور دعاؤں سے مجھ پر انعام اور فضل نازل فرمایا۔

آپؓ کی شفقت والدین سے بھی بہت بڑھ کر تھی حضور ہمیشہ نہایت پیار سے محمودہ کہہ کر بلاتے تھے۔ جب میں شادی ہو کر پہلی دفعہ آئی تو میں حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تین رات سوئی۔ آپؓ فرماتی تھیں کہ یہ بچہ ہے اداس ہو جائیگی۔ پھر میں دوبارہ ایک سال کے بعد آگرہ سے قادیان آئی (کیونکہ میرے اباجان کا تبادلہ رڑکی سے آگرہ ہوگیا تھا) حضرت اماں جانؓ کے پاس سوتی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میں گویا اپنی والدہ سے بھی زیادہ شفیق والدہ کے ساتھ سوئی ہوں۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں حضرت اماں جانؓ کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی۔ اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ حضرت اماں جانؓ نے بہت پیار کیا تو میں ضبط نہ کر سکی۔ رفتہ رفتہ آپؓ کی محبت و اُلفت کی چادر مجھ پر کشادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ میں اپنا میکا بھول گئی۔ گویا ایک ماں کی گود سے نکل کر دوسری آغوشِ مادر میں خدا تعالیٰ نے بھیج دیا۔

پیدا ہوا تو وہ جنوری کا مہینہ تھا، جمعہ کا دن تھا۔ میں نے حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ مجھے تکلیف ہے آپؓ نماز پڑھ کر تشریف لے آئیں۔ اور آپؓ کے آنے کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ بچہ کو غسل وغیرہ دے کر حضرت اماں جانؓ کی گود میں دیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ محمودہ! اس بچے کے لئے کوئی گرم شال نہیں ہے؟ اس پر میں نے کہا۔ نہیں اماں جان (منگوائی نہیں) آپؓ نے جو گرم چادر اوڑھی ہوئی تھی اور جس کا رنگ نسواری تھا اس میں بچے کو لپیٹ دیا۔

یہ ایک ایسی ہنسی کی مثال ہے۔

ان کا غریبوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنا اور امیروں کے ساتھ ان کی ہمدردی جو تھی وہ بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔

عبادت۔ مجاہدہ۔ دعائیں

میں نے انہیں کبھی خالی وقت میں خاموش نہیں

دیکھا۔ وہ دُعا جو وہ اکثر گھبراہٹ کے وقت پڑھا کرتی تھیں وہ یا حَیُّ یا قیّوم برحمتک نستغیث ہے۔ اور حقیقت ہے کہ میں نے دُعائیں سیکھی ہی حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا سے ہیں۔

دوسری دُعا جو وہ کرتی تھیں وہ یہ تھی۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ اللہ تعالےٰ آپؓ کے درجات کو بلند فرمائے۔ اِس بات کا بے حد صدمہ ہے کہ جو دُعاؤں کا دروازہ ہمارے لئے کُھلا تھا وہ امّاں جانؓ کی وفات سے بند ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ! محبوب مادرِ مہربان پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرما اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کی چادر سے ڈھانپ لے۔ آمین یا ربّ العالمین! •

تاریخ وفات سیّدۃ النساء حضرت اُم المومنینؓ

قطعہ

تربت پہ تھا کھڑا میں اک وزیدہؓ کی
تاریخ سوچتا تھا حالت میں ہی دُعا کی

اُلٹے پڑھو عدد تم ہاتف نے یہ صدا دی
نصرت جہان بیگم جنّت کی شہزادی

۱۷۳۱

آخری مصرع کے عدد ۱۷۳۱ بنتے ہیں۔ اس رقم کو مروّجہ طریق سے اُلٹ یعنی بائیں سے دائیں کی بجائے دائیں سے بائیں کو پڑھا جائے تو ۱۳۷۱ کا عدد حاصل ہوگا اور یہی سال یعنی ۱۳۷۱ سنہ ہجری سیّدۃ النساء حضرت ام المومنین نصرت جہان بیگمؓ کی وفات کا سال ہے۔

والسّلام
خاکسار
مرزا محمد حیات تاثیر
احمدیہ کالج۔ چنیوٹ

حضرت ام المومنین رضؓ کے جسدِ اطہر کے جنازہ اور تدفین کے حالات

منقول از اخبار "الفضل" ۲۳ر اپریل سنہ ۱۹۵۲ء

ربوہ ۲۲ر اپریل۔ آج صبح آٹھ بج کر ۲۲ منٹ پر کم و بیش چھ سات ہزار مومنین نے اشکبار آنکھوں، محزون قلوب اور اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی رقت اور سوز و گداز سے ممد دُعاؤں کے ساتھ سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسدِ اطہر کو سپردِ خاک کر دیا اور اس طرح اس مقدس وجود کا اس دُنیائے فانی سے آخری تعلق بھی منقطع ہو گیا جس کی خود اللہ تعالیٰ نے عرش پر تعریف فرمائی۔ اور جو اس زمانہ کے عظیم الشان مامور سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت میں داخل ہو کر حضور ہی کی ذاتِ بابرکات کا ایک حصہ بن چکا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

جنازہ اُٹھانے کا منظر

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ اندرونِ خانہ سے اُٹھا کر چھ بجکر ایک منٹ پر تابوت میں باہر لایا گیا۔ اس وقت خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نونہال اسے تھامے ہوئے تھے۔ تابوت کو ایک چارپائی پر رکھ دیا گیا جس کے دونوں طرف لمبے بانس اس غرض سے بندھے ہوئے تھے تاکہ ایک وقت میں زیادہ دوست کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ اس وقت تک ملک کے کونے کونے سے ہزاروں احمدی مرد وزن پہنچ چکے تھے جو اپنی مادرِ مشفق کے لئے سوز و گداز سے دعائیں کرنے میں مصروف تھے۔ چھ بجکر پانچ منٹ پر جنازہ اُٹھایا گیا۔ جبکہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد دیگر افراد جنازے کو کندھا دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی دُعائیں بعض اوقات خاموشی کے ساتھ اور بعض اوقات کسی قدر بلند آواز سے دوہرا رہے تھے۔

باری باری کندھا دینے کا انتظام

چونکہ احباب بہت بڑی تعداد میں آچکے تھے اور ہر دوست کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنے کا متمنی تھا اسلئے رستے میں یہ انتظام کیا گیا کہ اعلان کر کے باری باری مختلف دوستوں کو کندھا دینے کا موقع دیا جائے چنانچہ امرائے صوبجات، اضلاع یا ان کے نمائندگان، بیرونی ممالک کے مبلغین، غیر ملکی طلباء، کارکنان صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید، مجالس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ کے نمائندگان اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے علاوہ مختلف مقامات کی جماعتوں نے بھی وقفے وقفے سے جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض افراد نے شروع سے آخر تک کندھا

دیئے رکھا۔

نمازِ جنازہ۔ رقت کا ایک خاص عالم

چھ بجکر چھتیس منٹ پر تابوت جنازہ گاہ میں پہنچ گیا۔ جو موصیوں کے قبرستان کے ایک حصہ میں مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کی مساعی سے قبلہ رُخ خطوط لگا کر تیار کی گئی تھی۔ صفوں کی درستی اور گنتی کے بعد سات بجکر پانچ منٹ پر سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ جنازہ شروع فرمائی جو سات بجکر سترہ منٹ تک جاری رہی۔ نماز میں رقت کا ایک ایسا عالم طاری تھا جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

نمازِ جنازہ کے بعد تابوت مجوزہ قبر تک لیجایا گیا جہاں حضرت اماں جانؓ کو امانتاً دفن کرنا تھا۔ قبر کے لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت قبرستان موصیان ربوہ کا ایک قطعہ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ ہجوم بہت زیادہ تھا اسلئے تنظیم و ضبط کی خاطر مجوزہ قبر کے اردگرد ایک بڑا حلقہ قائم کر دیا گیا جس میں جماعت کے مختلف طبقوں کے نمائندگان کو بلا لیا گیا۔ چنانچہ صحابہ کرام، مختلف علاقوں کے امراء، افسران صیغہ جات، بیرونی مبلغین، غیر ملکی طلباء اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو اس حلقہ میں بلا کر شمولیت کا موقع دیا گیا۔

پونے آٹھ بجے تابوت کو قبر میں اُتارا گیا۔ اُس وقت سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام حاضر الوقت اصحاب نہایت رقت اور سوز و گداز کے ساتھ دُعاؤں میں مصروف تھے۔ رقت کا یہ سماں اپنے اندر ایک خاص روحانی کیفیت رکھتا تھا۔

تابوت پر چھت ڈالنے کے بعد حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۸ بجکر ۲۲ منٹ پر قبر پر اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی جس کی تمام احباب نے اتباع کی۔ جب قبر تیار ہو گئی تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پھر مسنون طریق پر مختصر دُعا فرمائی اور اس طرح سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے جسدِ اطہر کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تجہیز و تکفین

کفن کے لئے ایک تھان حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا اپنے ہمراہ قادیان سے لائی ہوئی تھیں اور اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ مَیں نے یہ اپنے کفن کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اس تھان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ململ کا مستعمل کرتہ بھی رکھا ہوا تھا کہ یہ کفن کے ساتھ انکو پہنایا جائے۔ چنانچہ غسل کے بعد پہلے کرتہ پہنایا گیا اور اس پر کفن پہنایا گیا۔

جنازہ میں شرکت کرنیوالوں کی تعداد

جنازہ میں شرکت کرنیوالے احباب کا اندازہ چھ اور سات ہزار کا ہے۔ جو پاکستان کے ہر علاقہ اور ہر گوشہ سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کے معاً بعد بذریعہ ایکسپریس تار خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو اور جملہ جماعتہائے احمدیہ کے امراء کو اس سانحہ کی اطلاع بھجوا دی گئی تھی اور جماعت کے اخلاص کے پیش نظر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جنازہ ۲۲ اپریل کی صبح کو ہو تاکہ دوست زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو سکیں۔ چنانچہ ۲۲ کی صبح تک ہر علاقہ سے ہزاروں کی تعداد میں احمدی مرد و زن ربوہ میں پہنچ چکے تھے۔ پشاور سے لیکر کراچی تک کی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے۔ ۲۱ اپریل کی شام کو جب حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کا موقع مستورات کو دیا گیا تو قریباً ڈیڑھ ہزار مستورات نے زیارت کا شرف حاصل کیا اور ابھی ایک بڑی تعداد باقی رہتی تھی۔

نمازِ جنازہ کے وقت احباب کی ۲۵ صفیں تھیں اور

ہر لاتن میں کم و بیش اڑھائی صد بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی کھڑے تھے۔ بعض مستورات بھی اپنے شوق سے اور اخلاص میں جنازہ گاہ تک پہنچکر شریکِ نماز ہوئیں۔

تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ میں شامل ہونے والوں میں پندرہ سولہ وہ غیر ملکی طلبہ بھی تھے جو دُنیا کے مختلف حصوں سے دین سیکھنے اور خدمتِ دین میں اپنی زندگیاں بسر کرنے کے لئے ربوہ آئے ہوئے ہیں۔ ان غیر ملکی طلبہ میں چین، جاوا، سماٹرا، ملایا، برما، شام، مصر، سوڈان، حبشہ، مغربی افریقہ، جرمنی، انگلستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے طلبا شامل تھے ؀

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک مبشر خواب

{ پیش کردہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب شاکر لائبریرین مرکزی لائبریری ربوہ

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی تدفین سے واپس آکر دل بڑا بوجھل معلوم ہو رہا تھا۔ میں نے حسبِ عادت کتابوں سے دل بہلانا چاہا۔ اتفاق سے مجھے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وہ قلمی بیاض نظر آگئی جس میں حضرت ممدوح نے کچھ اپنی یادداشتیں درج کی ہوئی ہیں اور کچھ تاریخ وار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں سے حضور کے فرمودہ کلماتِ طیبات مرقوم ہیں۔

یہ بیاض میرے پاس کس طرح آئی؟ واقعہ یہ ہے کہ یہ بیاض اور اسکے ساتھ کی ایک اور بیاض دونو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے کسی وقت خوش ہو کر جناب محترم مرزا محمود بیگ صاحب آف پٹی ضلع لاہور کو عنایت فرمائی تھیں۔ مرزا صاحب موصوف کے پاس عرصہ تک یہ بیاضیں پڑی رہیں۔ ۱۹۲۳ء میں میرے والد چوہدری نعمت اللہ صاحب گوہر بی۔ اے اور جناب مرزا صاحب موصوف گوجرہ ہائی سکول میں ملازم تھے (ویسے بھی ہم پڑوسی تھے) ایک دن مرزا صاحب نے خوش ہو کر دونوں بیاضیں والد صاحب کو دکھائیں اور فرمایا کہ ایک بیاض آپ لے لیں میں آپ کو خوشی سے دیتا ہوں۔ والد صاحب نے ایک بیاض ان میں سے اُٹھالی جو عرصہ تک قادیان میں کس مپرسی کی حالت میں پڑی رہیں۔

ایک دن میں نے اُسے غور سے جو مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو نہایت قیمتی باتوں سے پُر ہے۔ چنانچہ میں نے اُسے حفاظت سے رکھ لیا اور ۳ ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جب ہمیں گھروں سے نکالا گیا تو میں نے صرف یہی چیز گھر سے اُٹھائی اور چل پڑا۔

اس بیاض میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض غیر مطبوعہ الہامات بھی درج ہیں۔ غرضیکہ یہ نہایت ہی قیمتی اور نایاب تحفہ ہے جسے کئی بزرگانِ سلسلہ نے دیکھ کر حظ اُٹھایا ہے، مشورے بھی دیئے ہیں اور اس کو محفوظ کرنے کے طریقے بھی بتاتے ہیں مگر عملی طور پر اگر اسے ایک قومی عجائب خانہ بنا کر مع دیگر تبرکات کے اسے بھی وہاں رکھ دیا جائے تو عین مناسب ہوگا۔ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ، حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ عنہ صاحب اور بے شمار دیگر بزرگانِ جماعت کے تبرکات اور یادگاریں اچھی طرح سے محفوظ ہیں۔ اگر اُن میں سے تھوڑا تھوڑا بھی جمع کیا جائے تو یقیناً ایک اوسط درجے کے عجائب خانہ کو سجایا جا سکتا ہے۔ اگر جلد کوئی مؤثر قدم اس سلسلہ میں اُٹھایا جائے تو سب سے پہلے راقم الحروف اس تحفے کو پیش کر دیگا۔

خیر یہاں تک تو جملہ معترضہ تھا اب اصل بات کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اسی بیاض میں ۱۸۹۳ء کے واقعات میں ایک جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت اُمّ المومنین

نور اللہ مرقدہا کا ایک نہایت ہی مبشر خواب درج کیا ہے جو ہدیۂ قارئین کرتا ہوں۔ پہلے اصل عبارت کا عکس دیا جاتا ہے اس کے بعد وہی عبارت صاف الفاظ میں درج ہے تاکہ پڑھنے میں آسانی رہے۔

حضرت کے گھر میں خواب ہوا کہ ایک عورت ہے
اور اس کے ساتھ بہت لڑکے اور لڑکیاں ہیں اسے
پوچھا گیا تو کون ہے تو اس نے کہا میں عیسیٰ کی
بیٹی ہوں مسلمان ہونے کے واسطے مرزا جی کے پاس آئی ہوں
(اس سے معلوم ہوتا ہے بہت عیسائی مسلمان ہوں گے)

"حضرت کے گھر میں خواب ہوا کہ ایک عورت ہے اور اس کے ساتھ بہت لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ اسے جب پوچھا گیا کہ تو کون ہے تو اُس نے کہا کہ مَیں عیسیٰؑ کی بیٹی ہوں مسلمان ہونے کے واسطے مرزا جی کے پاس آئی ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت عیسائی مسلمان ہوں گے۔"

یہ درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اِس بیاض کے ساتھ والی دوسری بیاض گذشتہ ملکی فسادات میں بمقام پٹی ضلع لاہور ضائع ہو گئی ہے۔

درخواستہائے دُعا

اکثر بہنوں نے اپنے مختلف مقاصد اور بیماروں کی شفایابی کے متعلق دعا کی درخواستیں بھجوائی ہیں جو بوجہ عدم گنجائش درج نہیں ہو سکیں بہنیں ان کیلئے دُعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کے مقاصد کو پورا کرے اور بیماروں کو شفا بخشے۔ آمین۔ (مدیرہ)

آج اُمّ المومنینؓ اس دارِ فانی میں نہیں!

سردار رشید قیصرانی

آفتابِ احمدیت کی درخشندہ کرن
آج ضو افشا فضائے آسمانی میں نہیں
آج غم انگیز ہے یہ وسعتِ کون و مکاں
آج اُمّ المومنین اِس دارِ فانی میں نہیں

جس کے دم سے ظلمتوں میں نور کی بارش ہوئی
جاذبِ اکرامِ ربّانی رہا جس کا وجود
مصلحِ اقوامِ عالم کو دیا جس نے جنم
منبعِ انوارِ یزدانی رہا جس کا وجود

جس کو حاصل تھا مسیحا کی رفاقت کا غرور
عہدِ حاضر کے لئے تھی جو مقدس یادگار
جس کے دم سے میرے آقا کا چمن پھولا پھلا
چل بسی وہ چھوڑ کر اپنے مقدس برگ و بار

وہ مکینِ عرش اب قیدِ مکانی میں نہیں
آج اُمّ المومنینؓ اس دارِ فانی میں نہیں

(الفضل ۲۳ راپریل ۱۹۵۲ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

حضرت اُمّ المؤمنینؓ کی تعزیت کے خطوط کا جواب

رسالہ مصباح کی مدیرہ صاحبہ نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کے رسالہ کے لئے حضرت ام المومنین ادام اللہ فیوضہا کے متعلق کوئی مضمون لکھ کر ارسال کروں۔ میں جانتا ہوں کہ جماعت مستورات کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا پر اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کا طبقہ مستورات پر گہرا حق ہے لیکن کچھ تو میں آجکل بیمار ہوں اور کچھ ابھی تک طبیعت اس مضمون کے لئے حاضر نہیں ہے اسلئے فی الحال میں ان خطوں کی نقل بھجوا رہا ہوں جو میری طرف سے حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا کی تعزیت کے خطوں کے جواب میں بھجوایا گیا ہے۔ ان میں سے پہلا خط تو احمدی بہنوں اور بھائیوں کے خطوط کے جواب میں ہے اور دوسرا خط دوسرے مسلمان حضرات کے خطوط کے جواب میں ہے اور تیسرا خط غیر مسلم اصحاب کے خطوں کے جواب میں ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ان خطوں میں ہمارے جذبات کا خلاصہ آجاتا ہے لیکن اہل بصیرت کو ہمارے جذبات کی ایک جھلک ضرور نظر آسکتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری مصباحی بہنیں اس وقت اس جھلک پر ہی اکتفا کرتے ہوئے مجھے معذور خیال فرمائیں گی۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد۔ ربوہ

۱۵/۵/۵۲

پہلا خط احمدی بھائی بہنوں کے خطوں کے جواب میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ربوہ ۱۵/۵/۵۲

مکرمی محترمی / مکرمہ محترمہ .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت ام المومنین ادام اللہ فیوضہا کی وفات پر آپ کی طرف سے ہمدردی کا خط موصول ہوا۔ حقیقۃً یہ ہم سب کا مشترکہ صدمہ ہے اسلئے طبعاً ایسے موقع پر ایک دوسرے کی ہمدردی اور دعاؤں کا سہارا بڑی تسلی کا موجب ہوتا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرہ۔

حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا کا وجود جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور واقعات سے ظاہر ہے بڑی برکات کا مجموعہ تھا۔ پس اب جب کہ یہ مبارک وجود ہماری مادی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ ہمیں خصوصیت کے ساتھ

دعا کرنی چاہیئے کہ حضرت اماں جان کی برکات اور فیوض کا سلسلہ ہمارے لئے اب بھی اسی طرح جاری رہے بلکہ آگے سے بڑھ کر جاری ہو کیونکہ طبعاً اس اولاد کو شفقت اور رأفت کی زیادہ پیاس ہوتی ہے جاپنے والدین کی وفات کی وجہ سے اُن کی ظاہری محبت سے محروم ہو جاتی ہے۔ خدا کرے کہ ہم حضرت اُمّ المومنینؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے وارث بن کر اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں سے بیش از پیش حصہ پاتے رہیں اور جب ہمارا سفرِ آخرت پیش آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں دیکھ کر خوش ہوں کہ میرے پیچھے میری جسمانی اور روحانی اولاد نے خدائی امانت کو ضائع نہیں کیا اور میرے نام اور کام کو زندہ رکھا اور روشن کیا ہے۔

مَیں آپ کی محبت اور ہمدردی کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں بھی حضرت اُمّ المومنین کی ان تمام دُعاؤں کو قبول فرمائے جو وہ اپنی زندگی میں جماعت کے لئے فرماتی رہی ہیں۔ اور آپ اور ہم سب اُن انعاموں سے پُورا پُورا حصہ پائیں جو ازل سے خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں کے لئے مقدر ہیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

دوستوں کو آجکل یہ دُعا بھی ضرور کرنی چاہیئے کہ اگر حضرت اُمّ المومنینؓ کی وفات کے ساتھ کوئی اور تلخ تقدیر بھی وابستہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل و رحم سے ٹال دے اور جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ فقط

والسلام
خاکسار
دستخط
(مرزا بشیر احمد)

دوسرا خط غیر احمدی اصحاب کے خطوں کے جواب میں

ربوہ
۱۵-۵-۵۲

مکرمی محترمی ....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا کی وفات پر آپ کی طرف سے ہمدردی کا خط پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہمدردی کی جزائے خیر دے اور آپ کا اور آپ کے عزیزوں کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

والدین کا رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جس کا قدرت نے کوئی بدل پیدا نہیں کیا۔ اسی لئے والدین کا سایہ ایک بہت ہی بابرکت سایہ ہوتا ہے۔ اور ہماری والدہ محترمہ کا وجود تو ہمارے لئے خصوصیت کے ساتھ ایک نہایت ہی مبارک وجود تھا جس کے ساتھ کئی برکتوں کے سامان وابستہ تھے۔ اور گو ہم اب بظاہر ان کی پاک صحبت سے محروم ہو گئے ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ وفات کے بعد بھی ان کی درد بھری دُعائیں ہمارا ساتھ دیں گی اور خدا کا فضل ہمارے شاملِ حال رہے گا۔

حضرت اماں جان مرحومہ مغفورہ کو اللہ تعالیٰ نے بے حد پاک سیرۃ عطا کی تھی۔ غریبوں اور بیکسوں کی ملجاء و ماویٰ مصیبت زدوں کی مونس و غمخوار۔ خاندان اور جماعت کے لئے عافیت کا حصار۔ اولاد کے لئے مجسّم رحمت۔ بلا لحاظ امیر و غریب ہر شخص کے ساتھ انتہائی محبت و شفقت کے ساتھ ملنے والی۔ صبر و رضا کا مجسمہ۔ دن رات دُعاؤں میں مشغول رہنے والی اور خدا اور

رسولؐ کی عاشق زار تھیں۔ ہر شخص ماں رکھتا ہے اور فطرتاً ہر شخص کو اپنی ماں سے محبت بھی ہوتی ہے مگر میں اس اظہار سے رُک نہیں سکتا کہ۔

"کم بزاید مادرے چوں ایں صفا دُرِّ یتیم"

میں آپ کی ہمدردی کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس موقع پر ہمارا غم بٹانے کی کوشش فرمائی ہے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔ فقط

والسلام۔ خاکسار
(دستخط)
(مرزا بشیر احمد)

تیسرا خط غیر مسلم اصحاب کے خطوں کے جواب میں

ربوہ ۱۰-۶-۵۲   مکرمی محترمی ....

تسلیم!

حضرت اماں جان کی وفات پر آپ کی طرف سے ہمدردی کا خط موصول ہوا۔ آپ کی اس ہمدردی کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور آپ کو خوشی اور راحت کی زندگی نصیب ہو۔

والدین کا سایہ بہت ہی بابرکت ہوتا ہے اور ہماری والدہ محترمہ کا وجود تو ہمارے لئے خصوصیت کے ساتھ نہایت ہی مبارک وجود تھا جس کے ساتھ کئی برکتوں کے سائے وابستہ تھے۔ پس ان کی وفات حقیقۃً ایک بہت بھاری صدمہ ہے۔ مگر ہمیں خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ ان کے بعد بھی ان کی پاک دُعائیں ہمارا ساتھ دیں گی اور خدا کا فضل ہمارے شاملِ حال رہے گا۔

حضرت اماں جان کو اللہ تعالیٰ نے نہایت پاک فطرت عطا فرمائی تھی۔ وہ بلا امتیاز مذہب و ملت سب لوگوں کی خیرخواہ اور ہمدرد تھیں اور خصوصیت سے غریبوں کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔ اور نیکی کے کاموں میں سبقت کرنا اور صدقہ و خیرات اور دُعا میں وقت گزارنا اُن کا محبوب مشغلہ تھا۔ ایسے وجود کی وفات کسی ایک خاندان یا قوم کا صدمہ نہیں بلکہ دراصل ساری دُنیا کا مشترکہ صدمہ ہے۔

میں آپ کی ہمدردی کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہمدردی کا بہتر بدلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ فقط

خاکسار
دستخط
(مرزا بشیر احمد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ———— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
ھُوَ النّاصِر

میری پیاری امّاں جان!

حضرت صاحبزادہ
ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

آخری بیماری سے قبل حضرت امّاں جان کی طبیعت پوچھنے میں آپؓ کے پاس جایا کرتا تھا مگر آپؓ نے کبھی کسی قسم کی خاص تکلیف کا اظہار نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ کبھی کوئی معمولی عارضہ ہوا اور آپؓ نے اس کے متعلق کہہ کر مجھ سے دوا طلب فرمائی۔ مگر چھبیس فروری کی شام میرے دل پر ایک گہرا اثر چھوڑ گئی ہے جبکہ آپؓ کی اس بیماری کا علم ہوا جو بالآخر آپؓ کو ہم سب سے ہمیشہ کے لئے جدا کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

پچیس فروری ۱۹۵۲ء عشاء کے قریب حضرت امیر المومنین کا پیغام مجھے ملا کہ حضرت امّاں جان کو آکر دیکھ جاؤں کیونکہ آپؓ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ میں اسی وقت حضرت امّاں جان کے گھر گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب چونکہ چھبیس تاریخ صبح چار بجے سندھ تشریف لے جا رہے تھے اسلئے حضرت امّاں جان کو ملنے آئے اور مصافحہ کرنے پر حضرت امّاں جان کے ہاتھ گرم معلوم ہوئے تو حضرت صاحب کو خیال ہوا کہ ان کو بخار ہے اور اس وجہ سے مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے حضرت امّاں جان کو دیکھا آپؓ کو اُس وقت سَو کے قریب بخار تھا اور کوئی تکلیف بظاہر نہ تھی۔ چنانچہ بخار کا نسخہ لکھ کر اور دوا بنوا کر میں آ گیا۔ اس کے بعد میں روزانہ صبح شام دونو وقت حضرت امّاں جان کو دیکھنے جاتا۔ شروع میں بخار ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن زیادہ ہوتا۔ (یعنی سَو ڈگری کے قریب یا اس سے کچھ زیادہ۔)

اس کے علاوہ کوئی اور تکلیف نہ تھی۔ لہٰذا اغلب خیال ملیریا بخار ہی کا تھا۔ اور اس وجہ سے اس کا ہی علاج کیا گیا۔ مگر بخار کو کلی آرام نہ آیا البتہ ٹمپریچر نارمل ہو جاتا تھا۔ بعض دفعہ چوبیس اڑتالیس گھنٹے بھی نارمل رہتا۔ مگر پھر بخار ہو جاتا تھا۔ اس دوران میں حضرت امّاں جانؓ نے کسی اور تکلیف کا اظہار نہ کیا بلکہ رفع حاجت وغیرہ کیلئے بھی آپ کموڈ وغیرہ پر تشریف لے جاتی تھیں اور بظاہر کوئی خاص کمزوری اس بخار سے معلوم نہ ہوتی تھی۔ یہ حالت تقریباً دو ہفتے یا کچھ زائد رہی اور جب بخار کا کلی افاقہ نہ ہوا تو مجھے فکر لاحق ہوا کہ کسی اور قسم کا بخار نہ ہو۔ چنانچہ انہیں دنوں حضرت امّاں جان کو پیشاب کی تکلیف محسوس ہوئی تو میں نے پیشاب کا ٹیسٹ کرایا اور اسمیں گردوں کی سوزش کا اثر پایا گیا جس کا علاج فوری شروع کر دیا گیا۔ یہ اندازاً بارہ تیرہ مارچ کی بات ہے۔ یعنی بخار شروع ہونے سے تیسرا ہفتہ گذر رہا تھا۔ اب حضرت امّاں جان کو جلد جلد کمزوری ہونی شروع ہو گئی تھی اور غذا بھی بہت ہی کم ہو گئی تھی۔

نوٹ:- اور پہلے بھی چند ماہ سے بھوک بہت کم ہو کر غذا برائے نام ہی رہ گئی تھی۔ صرف سیّال چیز ہارلکس وغیرہ آسانی سے لے لیا کرتی تھیں وہ بھی کم مقدار میں۔

چنانچہ میں نے مکرم ناظر صاحب اعلیٰ اور مکرم صاحبزادہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو لکھ کر عرض کیا کہ حضرت

امّاں جان کی بیماری لمبی ہوتی جا رہی ہے اور کمزوری بڑھ رہی ہے لہٰذا لاہور سے کسی ڈاکٹر کو بلا کر دکھانا ضروری ہے۔ اس پر فوراً ایک آدمی لاہور مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب کے پاس بھجوایا گیا کہ وہ ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ یا ڈاکٹر بلوچ کو لیکر فوراً ربوہ آجائیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ کو لیکر ۲۲ فروری کو ربوہ آئے۔ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب نے حضرت امّاں جان کو دیکھا اور کچھ ادویہ تجویز کیں جو علاج گُردوں کی سوزش کے لئے پہلے کیا گیا تھا اس سے اتفاق کیا اور آئندہ کے لئے بھی کچھ ترمیم کے ساتھ اُسی کی ہدایت دی۔ نیز کچھ مزید علاج تجویز کیا۔ مگر اب حضرت امّاں جان کی حالت دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی اور رفع حاجات کے لئے بھی اُٹھ نہ سکتی تھیں۔ لہٰذا پلنگ پر ہی کپڑے وغیرہ رکھ دیئے جاتے تھے۔ دل میں کمزوری کے آثار شروع ہو چکے تھے اور خون کا دباؤ گرنا شروع ہو گیا۔ پاؤں پر ورم ہو گیا اور غذا برائے نام لیتی تھیں۔ چھبیس مارچ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سفر سندھ سے تشریف لائے اور سیدھے حضرت امّاں جان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت امّاں جان نے آپ کو پہچانا اور فرمایا "کب آئے؟" حضرت امیر المومنین کے ساتھ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب بھی آگئے تھے لہٰذا اسکے بعد سے وہ بھی علاج کے مشورہ میں آخر تک شامل رہے۔ جب حضرت امّاں جان کی حالت سنبھلتی نظر نہ آئی تو اکتیس مارچ کو پھر لاہور سے ڈاکٹر غلام محمد صاحب بلوچ کو بُلوایا گیا۔ وہ مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب کے ساتھ آئے اور حضرت امّاں جان کا معائنہ کیا اور دوائیں وغیرہ تجویز کیں۔ ایک دوا ایسی تھی جو آسانی سے دستیاب نہ ہو سکتی تھی۔ لہٰذا اس کیلئے فوری کراچی امیر جماعت صاحب کو تار دی۔ نیز لاہور سے اس کے حصول کی کوشش کی تاکید مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب کو کی انہوں نے لاہور جا کر فوری تلاش کر کے دوا بھجوائی۔

نیز کراچی سے بھی خاص آدمی دوا لیکر تیسرے دن پہنچ گیا۔ ڈاکٹروں کے مجوّزہ علاج تمام جاری رہتے مگر امّاں جان کی علالت میں کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ عارضی طور پر اگر کسی دن کسی علامت میں تخفیف ہوتی تو دوسری علامت زیادہ شدّت اختیار کر گئی۔ تنفس کے لئے آکسیجن گیس باقاعدہ سنگھانی شروع کر دی گئی تھی۔ سیّال غذا دی جا رہی تھی اور کوشش کر کے جتنی مقدار بھی حضرت امّاں جان بغیر کوفت کے لے سکتی تھیں دی جاتی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ چار اونس دودھ یا شوربا ایک ایک گھونٹ پیتے پیتے آدھ گھنٹہ لگ جاتا بلکہ چند بار گھنٹہ بھر صرف ہوا۔ کبھی ذرا اچھی ہوتیں تو نسبتاً جلد لے لیتی تھیں ٹھنڈے پانی کی خواہش اور پیاس بہت رہتی۔ تقریباً ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن آدمی لاہور بھجوایا جاتا جو حضرت امّاں جان کی حالت کی تفصیل پر مشتمل خط ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب کے پاس لے جاتا اور مکرم ڈاکٹر صاحب وہاں ڈاکٹروں سے مشورہ کر کے اگر مزید ہدایات ہوتیں تو مجھے لکھتے۔ جب حالت کسی صورت سنبھلتی نظر نہ آئی تو پھر لاہور سے ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کو دکھانے کے لئے بُلوایا گیا۔ وہ پانچ اپریل رات کے وقت آئے اور حضرت امّاں جان کو دیکھا۔ اُس دن حضرت امّاں جان کے دل کی حالت بہت ہی تشویشناک تھی۔ مکرم ڈاکٹر محمد یوسف صاحب نے معائنہ کے بعد کچھ علاج تجویز کیا (یہاں یہ لکھنا ضروری ہے کہ تمام ڈاکٹروں کا تجویز کردہ علاج تقریباً ایک ہی تھا سوائے معمولی فرق کے) اور چلے گئے۔ ایک ٹیکہ جو انہوں نے دل کی بے قاعدگی دور کرنے کے لئے تجویز کیا (جبکہ مُنہ کے ذریعہ دینے والی دوا تو اُس دن صبح سے ہی شروع کر دی گئی تھی) حضرت امّاں جان کو خاکسار نے فوراً لگایا۔ نیز وریدوں میں گلوکوز کے ٹیکے جو تجویز ہوئے اس کا پہلا ٹیکہ مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب نے اسی وقت خود حضرت امّاں جان کو کیا۔

چونکہ حضرت امّاں جان کی حالت بہت تشویشناک

دور سے گذر رہی تھی اسلئے میں تو تقریباً چوبیس گھنٹے آپ کے پاس ہی ہوتا اور مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب بھی اکثر وقت وہیں ہوتے۔ اس کے ایک دن بعد حضرت اماں جان کے دل کی حالت سنبھل گئی۔ مگر پھر دوسرے دن تنفس میں بے قاعدگی شروع ہوگئی جو اس حالت تک پہنچ گئی کہ ہم گھبرا گئے کہ شاید آخری وقت آن پہنچا ہے۔ اُسی وقت خاکسار نے ایک ٹیکہ تنفس کے لئے کیا جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنفس بہتر ہونا شروع ہوگیا اور شام تک تقریباً نارمل ہوگیا اس کے بعد سے آخری وقت تک یہی حالت رہی کہ جب کسی عضو جسم میں کوئی کمزوری معلوم ہوتی اس کے لئے فوری ٹیکہ کردیا جاتا۔ اور وقتی طور پر خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ حالت دور ہوجاتی۔ اسی اثناء میں حضرت امیر المومنین کی خواہش پر کہ دیسی طب کا علاج بھی کروانا چاہیئے شاید اللہ تعالیٰ اسی سے شفا دے۔ لاہور سے حکیم محمد حسن صاحب قرشی کو بلوایا گیا۔ اُن کے ساتھ مکرم حکیم مرہم عیسیٰ صاحب بھی تشریف لائے۔ دونو نے حضرت اماں جان کو اٹھارہ اپریل رات کو دیکھا اور اگلے دن لاہور جا کر اسی کار کے ذریعہ جو انکو پہنچانے گئی تھی ادویہ بھجوائیں۔ جو بیس اپریل کو شروع کردی گئیں۔

بیس اپریل صبح چار بجے حضرت اماں جان کو پھر دل میں کمزوری کی علامات شروع ہوئیں جن کے لئے میں نے فوری ٹیکہ کیا اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے دس بجے دن تک حالت سنبھل گئی۔ اور بقیہ حصہ دن حالت سنبھلی رہی بلکہ اس دن بخار بھی پہلے سے کم رہا۔ مگر آہ کسے معلوم تھا کہ یہ آخری سنبھالا ہے اور ہماری اماں جان اسی رات ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہونے والی ہیں۔ چنانچہ رات تقریباً نو بجے اماں جان نے کروٹ لی اور ساتھ ہی کرب کے ساتھ کراہتے ہوئے جیسے کوئی شدید تکلیف ہو اتنا کہا کہ "اُوئی میں مری مجھے ٹھنڈا پانی دو اور زور سے پنکھا کرو" اور جب ہاتھ کا پنکھا ہلایا گیا تو فرمایا کہ "نہیں چھت کا پنکھا ہلاؤ"

اسی وقت خاکسار نے اماں جان کی نبض دیکھی تو معلوم ہؤا کہ حضرت اماں جان پر صدمہ (Shock) کی حالت طاری ہے۔ چنانچہ اس کے لئے طاقت کا ٹیکہ فوری کیا پھر دس منٹ بعد ٹیکہ کیا اور پھر پانچ منٹ بعد ایک اور ٹیکہ کیا۔ ان ٹیکوں کے بعد نبض میں بہت تھوڑے وقفہ کے لئے خفیف سا فرق ہؤا مگر پھر جلد ہی حالت خراب ہوگئی جس پر میں نے ورید میں ایک ٹیکہ کیا مگر پھر بھی نبض کی حالت نہ سنبھلنی تھی نہ سنبھلی۔ بلکہ اس وقت نبض محسوس ہونا بھی بند ہوچکی تھی۔ اسکے بعد مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب نے بھی ایک ٹیکہ کیا۔ مگر جس بات کا فیصلہ آسمان میں مقدر ہوچکا تھا اُس کا وقت آن پہنچا تھا اور کوئی زمینی تدبیر اس کو اب ٹال نہ سکتی تھی۔ چنانچہ ساڑھے گیارہ بجے شب میری پیاری اماں جان نے اس دُنیا کا آخری سانس لیا اور اپنی سب اولاد اور اولاد در اولاد کو اپنے گرد روتے بلکتے ہوئے اس دُنیا میں چھوڑ کر اپنے مولا سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بیماری کے حالات اختصار سے لکھنے کے بعد میں چاہتا ہوں کہ اس بیماری کے دوران میں جو کوئی خاص بات یا واقعہ (میرے علم میں) ہؤا ہو اس کو ضبطِ تحریر میں لے آؤں۔ سب سے اہم بات جس نے میرے دل پر گہرا اثر کیا یہ تھی کہ تقریباً دو ماہ کی مسلسل بیماری میں ایک دن بھی اماں جان کے مُنہ سے کوئی مایوسی یا تکلیف کا کلمہ نہ نکلا اور جب بھی کسی نے آپ سے پوچھا کہ اماں جان طبیعت کیسی ہے؟ تو آپ نے یہی فرمایا کہ اچھی ہے۔ بلکہ اکثر یہی فرماتیں کہ بہت اچھی ہے۔ میں خود حضرت اماں جان سے تقریباً روزانہ ہی یہ پوچھتا کہ اماں جان! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ جواباً فرماتیں "اچھی ہے" بلکہ کئی مرتبہ تو فرمایا کہ "بہت اچھی ہے" حتّٰی کہ جب آپ کو ضعف بہت زیادہ ہوچکا تھا تو کئی دفعہ میرے طبیعت پوچھنے پر سر کے اشارے سے فرماتیں "اچھی ہے" ٹیکے وغیرہ میں خود ہی حضرت اماں جان کو کرتا تھا اور پانچ اپریل سے تو ورید وں

میں گلوکوز کے ٹیکے دو وقت، پنسلین کے ٹیکے دن میں بار بار، حیاتین کے ٹیکے، دل کی طاقت کے ٹیکے۔ غرض دن میں آٹھ دس ٹیکے لگتے تھے مگر کبھی بھی آپؑ نے ٹیکہ کروانے سے انکار نہیں کیا۔ اور میرے ہاتھ سے ٹیکہ کی آپؑ کو عادت سی ہوگئی تھی۔ کیونکہ اسی دوران میں چند ایک مرتبہ جب کسی دوسرے نے ٹیکہ کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ "یہ کس نے ٹیکہ کیا ہے؟" (آپؑ اکثر آنکھیں بند رکھتی تھیں اسلئے ٹیکہ کرنے والے کو عام طور پر دیکھ نہ سکتی تھیں) اسی طرح جب تین چار روز وریدوں میں گلوکوز کا ٹیکہ (جو کہ حضرت امّاں جان کے دل کی حالت کے پیش نظر بہت آہستہ آہستہ اور احتیاط سے دیا جاتا تھا) میری طبیعت خراب ہونیکی وجہ سے ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے کیا تو امّاں جان نے فوراً فرمایا کہ کون ٹیکہ کر رہا ہے؟ جب بتایا گیا کہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد تو فرمانے لگیں "درد کی ہے۔" نیز جب ایک مرتبہ ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ ٹیکہ کرنے لگیں تو امّاں جان نے پیار سے فرمایا کہ "اگر مجھے درد کی تو ماروں گی تمہیں۔"

ایک دن جب میں ٹیکہ کرنے لگا اور ٹیکہ سے پہلے بازو پر پٹی باندھی تو فرمانے لگیں "کیا کرنے لگے ہو؟" میں نے عرض کی "ٹیکہ"۔ فرمایا "تمہیں اسی لئے ڈاکٹری پڑھائی تھی؟" یہ فقرہ بھی مادرانہ شفقت اور پیار کا تھا کہ بجائے بیماری میں آرام دینے کے سوئیاں چبھو رہے ہو۔

تمام بیماری کے دوران میں حضرت امّاں جان کے ہوش درست رہے۔ اگرچہ آپؑ اکثر ضعف کی وجہ سے آنکھیں بند کر کے لیٹی رہتی تھیں مگر جب بھی بلایا جاتا آپؑ آنکھیں کھول کر جواب دیتیں۔ اور بعض دفعہ تو آپ خود بھی آنکھیں کھول کر اپنے اردگرد بغور دیکھتیں اور لوگوں کو پہچانتیں۔ ایک دن میں سرہانے کی طرف کھڑا تھا کہ آپؑ نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھ کر فرمایا "ڈاکٹر صاحب ہیں؟" میں نے کہا "امّاں جان میں ہوں منوّر احمد"۔ جس پر آپؑ نے فرمایا "ہاں ڈاکٹر منوّر احمد"۔ یعنی یہ کہ آپ نے پہلے مجھے پہچان کر ہی ڈاکٹر کہا تھا۔ اس بیماری سے قبل بھی حضرت امّاں جان اکثر شام کے وقت گھر کے لڑکوں کو (جو اکثر عزیزان مرزا رفیع احمد، مرزا حنیف احمد، میر محمود احمد ہوتے تھے) بلا کر قرآن شریف اور احادیث سُنا کرتی تھیں۔ اس بیماری کے دوران میں بھی کئی دفعہ آپؑ نے خود کہہ کر قرآن شریف سُنا حتیٰ کہ وفات کے دن بھی صبح کے وقت جب میں ورید میں ٹیکہ شروع کرنے لگا تو آپؑ نے فرمایا "قرآن شریف سُناؤ"۔ میں نے عرض کی امّاں جان ٹیکہ کر لوں، پھر سُن لیں۔ جس پر آپؑ نے اثبات میں سر سے اشارہ کیا۔ چنانچہ ٹیکہ کے بعد میر محمود احمد نے قرآن شریف پڑھ کر سُنایا۔ اور وفات سے ایک گھنٹہ قبل یعنی رات ساڑھے دس بجے بھی امّاں جان نے فرمایا "قرآن شریف سُناؤ" جس پر میر محمود احمد صاحب نے قرآن شریف پڑھ کر سُنایا۔

جب بیس تاریخ کی رات کو امّاں جان کی حالت یکدم خراب ہوگئی تو حضرت امیر المومنین بھی تشریف لے آئے۔ اور امّاں جان کے سرہانے بیٹھے دعائیں فرماتے رہے۔ اسی دوران میں حضرت امّاں جان نے آنکھیں کھول کر حضرت صاحب کو دیکھا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر اشارے سے دُعا کرنے کے لئے کہا۔ حضرت صاحب دُعائیں بڑے سوز اور رقت سے کرتے جاتے تھے اور کبھی آپ کی آواز بلند بھی ہو جاتی تھی اس وقت جو دُعا آپ نے بلند آواز سے بار بار دُہرائی اور جسے میں سُن سکا یہ تھی۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ...... الآیۃ

امّاں جان کے آخری ڈیڑھ گھنٹہ حضرت صاحب آپؑ کے پاس ہی رہے سوائے اس کے کہ چند منٹ کیلئے باہر برآمدے میں تشریف لے جاتے پھر کمرہ میں آجاتے۔ حضور کے علاوہ امّاں جان کے کمرے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب،

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ سیدہ ام متین صاحبہ۔ سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ۔ صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ۔ ہماری تینوں ممانی جان۔ خاکسار۔ عزیزم میر محمود احمد صاحب اور کچھ اور افرادِ خاندان موجود تھے۔ باقی تمام افراد خاندان برآمدے میں تھے اور تمام ہی اپنے رب کے حضور دعاؤں میں نہایت کرب کے ساتھ مشغول تھے۔ حضرت اماں جان کو آخری سانس سے قبل ایک لمبا سانس کھینچ کر آیا اس وقت حضرت صاحب چند منٹ قبل برآمدے میں تشریف لے گئے تھے چنانچہ بڑی پھوپھی جان نے زور سے کہا کہ بھائی کو بلاؤ۔ حضور فوراً اندر تشریف لائے۔ اور عین اُسی وقت حضرت اماں جانؓ نے آخری چھوٹا سا سانس لیا اور آپ کی پاک رُوح ہمیشہ کے لئے جسدِ عنصری کو چھوڑ کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئی۔ ع

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر

حضرت اماں جان کی بیماری کا آخری مہینہ سارے کا سارا تقریباً نہایت ہی تشویش میں گذرا۔ چنانچہ اس وجہ سے خاندان کے اکثر افراد آپؓ کے پاس رہتے اور اپنے اپنے رنگ میں آپؓ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ چونکہ ایسے سخت بیمار کے پاس لوگوں کا جمگھٹا بھی مناسب نہیں ہوتا اس لئے اپریل کے پہلے ہفتہ سے سب کی ڈیوٹیاں لگا دی گئی تھیں تاکہ باری باری سب کو خدمت کا موقعہ مل جائے۔ لیکن کچھ ایسے بھی تھے جو چوبیس گھنٹے وہیں رہتے اور ڈیوٹی ادا کرتے تھے۔ ان میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب اکثر اماں جانؓ کے گھر رہتے۔ نیز خاکسار۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ عزیزم میر محمود احمد صاحب۔ مرزا حنیف احمد صاحب۔ میر داؤد احمد صاحب بھی ہر وقت حاضر رہتے۔ مستورات میں سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (جو چوبیس گھنٹے حضرت اماں جان کے کمرہ میں ہی رہتی تھیں)

سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ سیدہ ام متین۔ سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ۔ ہماری تینوں ممانی جان (یعنی حضرت اماں جان کی بھاوجیں) صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ۔ صاحبزادی امۃ المجید بیگم۔ سیدہ طیبہ بیگم۔ نیز طاہرہ بیگم بیماری کے شروع ایام میں تو خاندان ہی سے تھیں اور ان کے علاوہ آمنہ بیگم (جن کو حضرت اماں جان نے ہی بچپن سے پرورش کیا ہوا) اہلیہ مکرم نیک محمد خان صاحب۔ عائشہ بیگم اہلیہ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب سابق خادم لنگر خانہ (بچپن سے پرورش کردہ حضرت اماں جان اور مسلسل خدمت کرنے والی رہی ہیں۔ اماں جان ان دونوں سے بہت محبت فرماتی تھیں) اور رضیہ بیگم نرس نور ہسپتال (جو نذیر احمد صاحب مبلغ افریقہ کی بھانجی ہیں) تھیں۔ اور جیسا کہ پہلے لکھ آیا ہوں مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب بھی اکثر وقت حضرت اماں جان کے پاس حاضر رہے۔ بلکہ زیادہ خراب حالت میں بعض راتیں بھی وہیں سوتے۔ فجزاھم اللہ اجمعین احسن الجزاء فی الدارین۔ ان کے علاوہ خاندان کے دوسرے افراد بھی اپنے وقت میں ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔

میں مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے حضرت اماں جان کی بیماری میں ہر ممکن کوشش اور امداد آپؓ کے علاج کے لئے بہم پہنچائی فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔

اے میرے خدا تُو سمیع و علیم ہے اور مضطر کی دعاؤں کو ضرور سُنتا ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ جو دعائیں اور صدقات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب جماعت نے اپنی پیاری ماں کی صحت اور درازئ عمر کیلئے کئے وہ ضرور تیرے حضور شرفِ قبولیت حاصل کر گئے ہیں گو ظاہری شکل میں وہ نتیجہ نہ نکلا جس کے لئے خاندان اور جماعت تیرے حضور ملتجی ہوئے کیونکہ تیری تقدیر مبرم تھی۔

اور ہمیں یقین ہے کہ ہماری وہ دُعائیں ہماری امّاں جان کے درجات بہت بلند کریں گی۔ لیکن اے ہمارے آقا! ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہم اپنی پیاری محبت کرنیوالی ماں کی دُعاؤں سے اب ہمیشہ کے لئے محروم رہ گئے ہیں سو تُو اس کا بدل ہمیں ایسے رنگ میں جس کو تُو ہی بہتر جانتا ہے عطا فرما کہ ہم اپنی پیاری ماں کی ان محبت بھری دُعاؤں سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور ان کی دُعائیں ان کی وفات کے بعد بھی ہمارے ہر حال میں ہمارے ساتھ شامل رہیں۔ آمین یا ربّ العالمین!۔

اے میرے پیارے خدا اب میرا جسمانی تعلق میری پیاری امّاں جان سے منقطع ہو چکا ہے اور ان کو پیغام پہنچانے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تو اپنے اس گناہ گار بندے پر رحم فرماتے ہوئے اس کا یہ پیغام اس کی امّاں جان کو پہنچا دے کہ "میری پیاری امّاں جان! مَیں نے آپ کو بیماری میں ٹیکے کر کر کے بہت تکلیف پہنچائی مگر میری امّاں جان! مَیں یہ سب کچھ صرف اسی لئے کر رہا تھا کہ شاید آپ کو صحت ہو جائے اور آپ کچھ عرصہ اور ہم لوگوں میں رہیں۔ آپ کو ٹیکے کرتے وقت خود میرا دل ایک سخت تپش محسوس کرتا تھا۔ مگر مَیں مجبور تھا امّاں جان مجھے معاف فرمائیں تا میرا خدا بھی مجھے معاف فرما دے۔ آمین یا ربّ العالمین!۔

نوٹ از سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

مجھے بے حد خوشی اور اطمینان بھی اس حالتِ غم میں حاصل ہوتا رہا کہ میرے پیارے منوّر کو جو علاوہ بھتیجا ہونے کے میرا داماد اور فرزند عزیز بنے ہے' امّاں جان کی خدمت کا اس قدر موقع حاصل ہوا ہے۔ جب پہلے طبیعت بعد السلام علیکم پوچھتے نہایت نرم آواز میں کہتے "امّاں جان طبیعت کیسی ہے؟" اور جواب سُنکر پھر نبض، بلڈ پریشر وغیرہ دیکھنے کا سلسلہ شروع کرتے۔ پہلے تو کبھی کبھی ہم لوگوں کے یاد دلانے / دوسروں کے پوچھنے پر سر درد وغیرہ بتایا بھی کرتی تھیں مگر اس دو ماہ کی علالت میں تو پیاری امّاں جان نے خدا جانے کیا سمجھ لیا تھا اور کیا عزم کر لیا تھا کہ جب کہا "اچھی ہوں" یہ کہا۔ اوّل تو قادیان سے آنے کے بعد نمایاں طور پر مَیں نے محسوس کیا تھا کہ اپنے جسمانی عوارض کی شکایت بہت ہی کم کر دی تھی +

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی وفات پر
تعزیت کے خطوط

نوٹ:- لجنات اماء اللہ پاکستان کی طرف سے محترمہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات پر جو تعزیتی خطوط موصول ہوئے ہیں ان کو شائع کیا جاتا ہے ۔ ـــــ (ادارہ)

کیمبل پور - جماعت احمدیہ کیمبل پور کا ایک غیر معمولی اجلاس ۲۱/۴/۵۲ کو بعد نماز مغرب محمد افضل خان صاحب کے مکان پر منعقد ہوا جس میں حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات پر جملہ احباب نے اس عظیم ترین صدمہ کا اظہار کیا اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تار بھجوایا۔ علاوہ ازیں طے پایا کہ نماز جنازہ جمعہ کے روز ادا کی جائے جبکہ ساری جماعت حاضر ہو۔ نیز قرار پایا کہ اس اجلاس کی کارروائی کی اطلاع ناظر صاحب اعلیٰ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ایڈیٹر صاحب الفضل لاہور اور مدیرہ صاحبہ مصباح ربوہ کی خدمت میں بھجوائی جائے۔

عبد الرحمان خان عفی عنہ

امیر جماعت احمدیہ کیمبل پور ۲۲/۴/۵۲

(باقی صفحہ ۳۳ کالم ۲ پر)

حضرت امّاں جانؓ کا ذکرِ خیر

خدا تعالیٰ کا یہ فضل و احسان ہے کہ خاکسارہ کو سیدۃ النساء حضرت ام المومنین اعلی اللہ درجاتہا فی الجنۃ کو سفر و حضر میں ایک لمبا عرصہ نہایت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور میں نے حضرت ممدوحہ کی شفقتِ بے پایاں اور احسانات کریمانہ کا ہر رنگ اور ہر جہت سے مشاہدہ کیا اور آج جبکہ حضرت اماں جانؓ کی جدائی اور فرقت سے سب کے دل زخمی اور احساسات مجروح ہیں میں یقین اور وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ حضرت اماں جانؓ اپنے اخلاق، اپنے کردار و گفتار اور ہر حرکت و سکون میں اس زمانہ کی بلند ترین عورت تھیں۔ اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اعلیٰ ترین اخلاق، بلند ہمت اور قوتِ پیش روی کی وجہ سے امامِ وقت تھے اسی طرح حضرت اُمّ المومنین رضؓ اپنے اخلاقِ فاضلہ اور علو تربیت کی وجہ سے سب سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجیت کی مستحق اور اس زمانہ کی مستورات کی امام تھیں۔

آپؓ کی وہ اعلیٰ شخصیت تھی جس کو خود خدائے ذوالجلال نے اپنے عرش سے اپنی خدیجہ اور اپنی نعمت قرار دیا اور اپنی معیت کا وعدہ دیا۔ وہ آپؓ ہی تھیں جن کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقدس خاندان کا بانی قرار دیا۔

میں اپنی محترم بہنوں کے لئے چند واقعات حضرت امّ المومنینؓ کی سیرۃ و اخلاق کے متعلق بیان کرتی ہوں یہ واقعات میرے اپنے ساتھ تعلق رکھتے ہیں سُنی سُنائی باتیں نہیں ہیں۔ اسلئے امید ہے کہ محترم بہنیں ان کو توجہ سے پڑھیں گی اور ان سے فائدہ اُٹھائیں گی۔ اور سیدۃ النساء حضرت امّ المومنین کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں کریں گی۔

۱۔ جن دنوں میں قادیان میں مقیم ہوئی اور میرے شوہر محترم بسلسلہ ملازمت عراق و ایران میں تھے تو خاکسارہ ان کے حالات سے حضرت ممدوحہؓ کو باخبر رکھتی اور حضرت سیدۃ النساءؓ بھی ہر وقت ان کی خیر و عافیت میں دلچسپی لیتیں اور دریافت حالات کرتی رہتیں۔ جب ان کی واپسی کی اطلاع آتی تو جس دن انہوں نے واپس ہونا ہوتا حضرت سیدہ طاہرہؓ کئی بار خادمات کو بھجواتیں کہ کیا مرزا صاحب آئے ہیں یا نہیں۔ ان دنوں چونکہ قادیان میں ریل نہ آئی تھی اور ہمیں وقت کا علم نہ ہوتا تھا اسلئے دن میں کئی کئی بار حضور کی طرف سے خادمات آتیں اور حسب ہدایت پہلے خیریت سے واپسی کی اطلاع حاصل کرتیں اور پھر حضرت ممدوحہ کے ارشاد کے ماتحت مبارکباد دیتیں۔ جب قادیان میں ریل ۱۹۲۸ء میں آگئی تو اس وقت بھی ایسا ہی ہوتا اور گاڑی کے وقت سیدۃ النساءؓ کی طرف سے خادمہ آکر دریافت کرتی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ممدوحہؓ کی سب توجہ اور تعلق میرے گھر سے ہی ہے۔ اور یہ حال ہمارا ہی نہ تھا بلکہ حضرت ممدوحہ کا سینکڑوں ہزاروں دیگر خدام اور خادمات سے بھی ایسا ہی سلوک تھا۔ ہر ایک کے دُکھ درد میں برابر بلکہ زیادہ کی شریک تھیں۔

۲۔ حضرت سیدۃ النساءؓ کی مہربانیاں یہاں تک بڑھی ہوئی تھیں کہ بیان کرنا ممکن نہیں۔ ۱۹۲۳ء کا واقعہ ہے

میرے شوہر محترم مرزا صاحب اپنی ملازمت سے رخصت پر قادیان تشریف لائے۔ حضرت سیدۃ النساءؓ کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک دن اپنی خاص نگرانی میں کھانا تیار کرا کر حضور نے بطور ضیافت کے بھجوایا۔ ہم گھر کے دو ڈھائی افراد تھے لیکن حضرت ممدوحہؓ نے مختلف قسم کے لذیذ اور عمدہ کھانے اتنی مقدار میں بھجوائے کہ دس افراد کیلئے کافی تھے۔ چنانچہ اس ضیافت سے میرے میکہ والوں نے بھی برکت حاصل کی۔

۳- حضرت اماں جانؓ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہایت اعلیٰ انتظامی قوتیں عطا ہوئی تھیں۔ جس مجلس میں بیٹھتیں اشارے اشارے میں انتظامات درست ہوتے جاتے اور ہر کام کی تفصیلات میں دلچسپی لیتیں اور پایۂ تکمیل تک پہنچاتیں۔ جب مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت احمدیہ گورداسپور کی شادی اور دعوتِ ولیمہ ہوئی تو اس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مستوراتِ مبارکہ نے بھی شمولیت فرمائی۔ حضرت اماں جان بنفسِ نفیس دعوت میں شامل تھیں اور بعض لڑکیاں بھی شریکِ دعوت تھیں۔ کھانے کے دوران میں آپؓ کی نگاہ ہر عورت اور لڑکی پر پڑ رہی تھی اور آپؓ کے اشارے سے ہر ایک کی ضرورت پوری ہو رہی تھی۔ لڑکیوں کی طرف آپؓ کی خاص نظرِ شفقت تھی۔ عام طور پر ایسی دعوتوں میں بالخصوص مستورات میں کئی انتظامی خامیاں رہ جاتی ہیں اور باعثِ تکلیف ہو جاتی ہیں لیکن حضرت اماں جانؓ کی محض موجودگی سے جملہ انتظامات نہایت عمدگی سے درست طور پر سرانجام پا رہے تھے۔

۴- جب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی شادی ہونے والی تھی تو میرے والد محترم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ میں نے عطا کسارہ نے حضرت اماں جانؓ سے اُن کے پاس جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت ممدوحہؓ نے فرمایا "بچی! شادی دیکھ کر جانا۔" چنانچہ میں رُک گئی اور اس عرصہ قیام میں خاص طور پر آپؓ کی خدمتِ مبارکہ میں جلد جلد حاضر ہوتی رہی۔ ایک روز حضرت اماں جانؓ نے سر میں تیل ڈال کرنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے تعمیلِ ارشاد کی تعمیل کرنی شروع کر دی۔ آپؓ نے فرمایا "بچی! آصفہ کا رشتہ برکات احمد کے لئے کر لو۔ (آصفہ میری بھتیجی اور برکات احمد میرا لڑکا تھا جو اب فوت ہو چکا ہے۔) اس کی ماں کا خاندان اچھا ہے۔" پاس ہی کچھ خادمائیں تھیں اُن میں سے کسی نے عرض کیا حضور لڑکی بڑی ہے۔ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کچھ حرج نہیں بو زینب (بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب) بھی میاں شریف (حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب) سے بڑی ہیں۔

۵- حضرت اماں جانؓ اپنے معاملات میں بہت صاف اور محتاط تھیں لیکن ساتھ ہی اپنی خادمات پر اعتماد بھی کرتی تھیں۔ حضرت ممدوحہؓ کے پاس سینکڑوں ہزاروں روپیہ لوگوں کی امانت پڑا رہتا تھا جس میں سے بوقتِ ضرورت قرض بھی دے دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ میں نے حضرت ممدوحہ سے کئی بار ہزار دو ہزار روپیہ تک قرض لیا اور وعدہ کے مطابق خدا وند کریم ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرماتا رہا۔

۶- حضرت سیدۃ النساء اپنے خدام کی ہر جائز طریق پر دلجوئی فرمایا کرتی تھیں۔ ان کے آرام اور سہولت کا بھی خیال رکھتیں۔ کئی دفعہ حضرت اماں جانؓ خاندان کی مستورات کے ساتھ قادر آباد بھی تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ راستہ میں ہمارے مکان سے بنفسِ نفیس خود کئی بار اندر داخل ہو کر آواز دیا کرتیں "لڑکیو آؤ" اور جمع

میں اور میری بھاوجہ مرحومہ ساتھ ہو لیتیں اور بعض دفعہ خادمہ کو حکم دیتیں کہ بھائی جی کی لڑکی اور بہو کو بلا لو۔ خاندان کی صاحبزادیاں ورزش کی غرض سے ٹینس وغیرہ کھیلتیں جس کا انتظام پردہ میں ہوتا تھا یعنی چاردیواری کے اندر۔ اور حضرت ممدوحہ ان کی دلجوئی کی خاطر کھیل دیکھتی رہتیں اور بعض اوقات قادر آباد کے خادموں کے کسی گھر میں تشریف لیجایا کرتیں۔ اور اس طرح اپنے غلاموں کی عزت افزائی اور حوصلہ افزائی فرماتیں اور دیگر گھر کے افراد کی خیر خیریت دریافت فرماتیں۔

۷۔ ایک عظیم الشان خوبی حضرت ام المومنینؓ میں خاکسارہ نے دیکھی ہے کہ باوجود کثرت مشاغل اور ذمہ داریوں کے نماز نہایت التزام کے ساتھ اول وقت میں ادا فرماتیں اور پیرانہ سالی میں بھی جبکہ آپؓ کی عمر ستر سال کے لگ بھگ تھی میں نے دیکھا آپؓ کھڑی ہو کر نماز نہایت اطمینان کے ساتھ ادا فرمایا کرتیں۔

۸۔ حضرت ممدوحہؓ قدرتی مناظر کو دیکھنے کا بہت شوق رکھتی تھیں کیونکہ ایسے مناظر کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ کی شان اور حکمت سے آگاہی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب موسم برسات میں قادیان کی ڈھاب میں کثرت سے پانی آ جاتا تو اسکا نظارہ دیکھنے کے لئے حضرت اماں جانؓ ہمارے گھر (مکان حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ) میں جو ڈھاب کے کنارے پر واقع ہے تشریف لاتیں اور دروازے میں سے کھڑی ہو کر پانی کا نظارہ دیکھتیں۔ کبھی ڈھاب کے پل پر سے بھی جو دارالانوار کی سڑک پر واقع ہے کھڑی ہو کر پانی کا چڑھاؤ اور بہاؤ ملاحظہ فرماتیں۔ اسی طرح پل بہشتی مقبرہ پر بھی تشریف لے جاتیں۔

۹۔ ایک دفعہ جب حضرت ام طاہرؓ بیمار ہوئیں اور لاہور چھاؤنی میں لیڈی ڈاکٹر کے مشورہ کے لئے تشریف لے گئیں تو سیدۃ النساء حضرت اماں جانؓ بھی ساتھ تشریف لے گئیں اس وقت میں نے دیکھا کہ ہر چھوٹی چھوٹی بات میں حضرت ام طاہرؓ آپؓ سے مشورہ لیتیں اور آپؓ کی ہدایت پر عمل کرتیں۔ بغیر ہدایت کے کوئی قدم نہ اٹھاتیں۔ اس سے اس گہرے اثر پر روشنی پڑتی ہے جو حضرت اماں جانؓ کا اپنے عزیزوں پر تھا۔

۱۰۔ سیدہ حضرت اماں جانؓ یتیموں اور لاوارث لڑکیوں کی پرورش فرماتیں اور اُن کو تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ کر کے پھر اُن کی مناسب حال شادیاں بھی کیا کرتیں۔ تمام ضروریات زندگی از قسم جہیز وغیرہ بمعہ سونے چاندی کے زیورات کے اپنے پاس سے مرحمت فرماتی تھیں۔

۱۱۔ آپؓ کھانے پینے کی اشیاء میں بہت سادگی پسند تھیں۔ ہر حلال و طیب چیز کو رغبت سے استعمال فرماتی تھیں۔ بالخصوص اگر کوئی چیز کوئی اخلاص و محبت سے پیش کرے تو اس کو بخوشی قبول فرماتیں اور دینے والے کی دلجوئی کا باعث بنتی تھیں یہاں تک کہ دیہاتی عورتیں جو معمولی قسم کی موٹی جھوٹی چیزیں یعنی چرخہ پر تیار کر کے لاتی تھیں اُن کو بھی بخوشی قبول کر کے اُن کے لئے باعث خوشی و مسرت ہوتی تھیں۔

۱۲۔ جب سیدہ حضرت امۃ الحیؓ کی وفات ہوئی تو اس وقت سارے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالخصوص اور تمام جماعت کو بالعموم بہت رنج و ملال تھا۔ لیکن باوجود اسکے حضرت سیدہ طاہرہ اپنے خدام اور خادمات کی خوشیوں اور غموں میں باقاعدہ شریک تھیں۔ چنانچہ انہی دنوں امۃ عبدالقادر صاحب قادیانی کی شادی ہوئی تو حضرت سیدۃ النساءؓ ہمارے گھر مبارکباد دینے کے لئے تشریف لائیں۔

۱۳۔ میں ذیل میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قیام گاہ کے متعلق تفصیلی نقشہ پیش کر دیتی ہوں جو

میرے شوہر محترم نے تیار کیا ہے۔ اس نقشہ سے جو اس وقت خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمیں قادیان میں قیام کی وجہ سے تیار کرنے میں آسانی ہوئی ہے۔ وہ بہنیں جو اس مقدس مکان کو جانتی ہیں ان کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ اور جنہوں نے نہیں دیکھا اُن کے لئے ازدیادِ علم کا باعث ہوگا۔ ساتھ ہی مختصراً نوٹ بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ تفصیل کی سمجھ آ سکے۔ ہر کمرہ اور برآمدہ اور صحن وغیرہ پر نمبر لکھ دیا ہے اور اس نمبر کی تشریح نقشہ کے نیچے درج کر دی گئی ہے۔ نقشہ حسب ذیل ہے:-

"الدار" میں حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قیام گاہ قادیان!

نوٹ :-

۱ - دالان حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بروایت حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دالان کو بیت الفکر کا ہی حصہ قرار دیا ہے۔ پہلے اس کی چھت کم اونچی تھی بعد میں اسکو زیادہ اونچا کیا گیا۔ حضرت امّاں جانؓ شادی کے بعد اسی دالان میں آئیں اور ۱۹۴۲ء تک آپؓ کا مستقل قیام اسی کمرہ میں رہا۔ اس کے شمال کی طرف دو کھڑکیاں جو نیچے کے تہ خانہ میں کھلتی تھیں۔ ان کے ایک طرف لکڑی کی سیڑھی ہے اور ایک طرف اینٹوں کی سیڑھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا موسم گرما میں انہی کے ذریعہ نچلے حصۂ مکان میں تشریف لے جاتے تھے۔

نقشہ میں ایک تار ظاہر کی گئی ہے جس پر پردہ لٹکایا ہوا تھا اور جب کوئی خاص خادم بیت الدعا میں جانے کے لئے آتے تو حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس پردہ کے پیچھے ہو جاتیں۔

۲ - بیت الدعا۔ اس کی تعمیر ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ یہ کمرہ دالان (۱) سے تین فٹ اونچا ہے اور سیڑھی کے ذریعہ سے اس کمرہ میں داخل ہوا جاتا ہے۔ یہ کمرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص طور پر دعاؤں اور گھر کی نمازوں کے لئے تعمیر کروایا تھا۔

۳ - غسلخانہ۔ یہ بعد میں تعمیر ہوا۔ اس میں بیت الخلاء بھی تھا۔ اور یہ غسلخانہ وغیرہ حضرت امّاں جان رضؓ کے استعمال میں ۱۹۴۲ء تک رہا تھا۔ یہ غسلخانہ دالان سے چھ انچ نیچا ہے۔

۴ - بیت الفکر۔ جس کا ذکر براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے اور جس کے متعلق الہام الٰہی میں من دخلہ کان اٰمناً کے الفاظ آئے ہیں۔

۵ - صحن مکان حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اسکا فرش دالان کے برابر ہے۔

$\frac{5}{1}$ - صحن بالائی - یہ نمبرہ سے ایک فٹ اونچا ہے اور بعد میں توسیع کر کے بنایا گیا تھا۔

۶ - یہ برآمدہ ہے۔ نمبرہ و $\frac{5}{1}$ و نمبر ۶ میں مستورات کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ درس قرآن مجید فرمایا کرتے تھے۔

۷ - کمرہ جس میں کبھی کبھی خادمائیں بھی رہ لیتی تھیں۔

۸ - رستہ۔ یہاں سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف لے جاتے تھے۔

۹ - باورچی خانہ جس میں کھانا تیار ہوتا تھا اور کبھی کبھی حضرت ممدوحہؓ خود بھی کھانا یہاں پر کھا لیا کرتی تھیں اور کبھی کبھی اپنے ہاتھ سے بھی کھانا پکا لیتی تھیں۔

۱۰ - بیت الریاضت۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ سے پہلے چھ ماہ کے روزے رکھے۔ ان ایام میں اس کی مغربی کھڑکی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی صاحب کے مکان سے کھانا آتا تھا جو چھکا کے ذریعہ اوپر کھینچ لیتے تھے۔

۱۱ - کمرہ۔ خوردو نوش کا سامان اس میں رکھا جاتا تھا۔

۱۲ - کنواں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسوقت جب تائی صاحبہؒ نے اپنے کوئیں سے پانی لینے پر حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طعنہ دیا تو فوراً بنوا دیا۔ اس کا پانی بہت ٹھنڈا اور لذیذ ہے۔ اس کوئیں کی کھدائی اور تعمیر کے وقت میرے والد محترم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے بھی چکس کو نیچے اُتارنے میں حصہ لیا تھا۔ اس وقت حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام چھت پر کھڑے ملاحظہ

فرماتے تھے۔

خدا تعالیٰ حضرت سیدۃ النساء اُمّ المومنین اعلی اللہ درجاتہا فی الجنۃ پر اپنی بے شمار رحمتیں اور فضل فرمائے اور آپؓ کو مسیح پاک علیہ السلام کے پہلو میں پورے اعزاز و اکرام سے جگہ دے اور آپؓ کی اولاد کو قیامت تک اُن دعاؤں اور بشارتوں کا مستحق بنائے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے لئے دردِ دل سے فرمائی ہیں۔ آمین!

اب حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے مکان کے نچلے حصہ کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

(نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے!)

حضرت اُمّ المومنین رضؓ کی یاد میں

از محترم عبدالحکیم صاحب باڈی پور۔ کراچی

بے صداؤں کی صدا اے بے زبانوں کی زباں!
تاابد قائم رہے تیری وفا کی داستاں!

تیری رحلت سے یہ سونی ہو گئی بزمِ جہاں
آہ! اب کس سے کہوں میں دردِ دل کی داستاں

دارِ احمدؑ تیرے دم سے شاد تھا، آباد تھا!
ملّتِ احمد کا ہر فردِ بشر دل شاد تھا

آس تھیں بیمار کی، ڈھارس دلِ لاچار کی
تھا سکوں دم سے تمہارے دولت تھیں تم نادار کی

مہدیٔ آخر زماں کے گھر کی تھیں مختار تم
اور مہمانوں کی اپنے پوری خدمت گار تم!

مادرانہ شفقتیں جب یاد آئیں گی ہمیں،
بے تحاشا خون کے آنسو رلائیں گی ہمیں

اے خدیجہ! تیری تربت پر ہزاروں برکتیں
مالکِ قدوس کی برسیں ہمیشہ رحمتیں

تشریح نقشہ مشمولہ:-

۱- بیت الولادت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام - اس کمرہ کی بلندی قدیم زمانہ کے دستور کے مطابق بہت کم تھی اور سوائے دروازوں کے کوئی روشندان نہ تھا - بعد میں اس کی چھت بلند کر دیا گیا اور اب صحن الدار کی طرف دو روشندان بھی روشنی کے لئے رکھے ہوئے ہیں - یہ کمرہ اسوقت صاحبزادگان مرزا عزیز احمد اور مرزا رشید احمد صاحبان کے مکان کا حصہ ہے -

۲- دروازہ جس میں سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا ایام ریاضت میں آیا کرتا تھا اور حضور اُٹھ کر ذریعہ اُوپر کھینچ لیتے تھے - کوٹھڑی زیر بیت الریاضت اور ملحقہ کمرہ بطرف جنوب ہے - اس کے نیچے تہہ خانہ تھا جو موسم گرما میں زیر استعمال رہتا تھا - اس کمرہ میں حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا جہیز بھی رکھا گیا تھا -

۳- کنواں الدار - اس کا ذکر سابقہ نمبر ۱۲ میں کیا گیا ہے -

۴- بعض ضروریات کے ماتحت قدیم ڈیوڑھی بند کرنے کے بعد کھلوا دی گئی - شاید اس کے نیچے یا اس کے شمالی کمرہ کے نیچے تہہ خانہ تھا جس کا ذکر ۲ میں کیا گیا ہے -

۵- ڈیوڑھی قدیم الدار
پانچ و چھ و آٹھ اور نو - ان کمروں کے اوپر کے حصہ میں سیدہ حضرت اُمّ المومنین کی رہائش گاہ تھی اور اس کے بطرف مشرق سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا شہر دالامکان ہے :

۷- جہاں مدرسۃ البنات ۱۹۲۳ء میں شروع ہوا - اس مدرسہ کے معلم خود حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بھی تھے -

۱۰- بیت الولادت سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - یہ کمرہ اپنی اصل شکل میں موجود ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی - کمرہ ۹ میں سے ہو کر گویا کمرہ میں آمد و رفت تھی -

۱۱- کمرہ زیر چوبارہ بیت الفکر جس کا ذکر براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۰ حاشیہ ۳ میں درج ہے -

۱۲- تین چھوٹے کمرے زیر دالان سیدۃ النساء حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا جو دالان بروایت سیدہ بیت الفکر میں بھی شامل ہے -

۱۳- عارضی رہائش گاہ - اس کمرہ میں پختہ سیڑھیاں ہیں جو حضرت اماں جانؓ کے دالان میں کھلتی ہیں لیکن آجکل یہ چھوٹا سا کمرہ کی نما دروازہ بند کیا ہوا ہے -

۱۴- عارضی رہائش گاہ - اس کمرہ میں چوبی سیڑھی ہے جو سیدۃ النساء حضرت اماں جانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دالان میں کھلتی ہے - آجکل چھوٹا سا کمرہ کی نما دروازہ بند کیا ہوا ہے -

۱۵، ۱۶ و ۱۷- ان کمروں کے اوپر حضرت سیدہ اُمّ ناصر احمد سلمہا اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ تھی -

۱۶- اس دروازہ سے کمرہ نمبر ۷ میں سے گذر کر راستہ باہر کوچہ میں کھلتا ہے جو حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے کے مکانات کو جاتا ہے -

---

امۃ الرحیم از قادیان
بنت حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی
واہلیہ مرزا برکت علی صاحب آف آبادان (ایران)
سابق امیر جماعتہائے احمدیہ عراق بغداد و ایران
۵۲/۵/۸

حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا کی یاد میں!

وہ جو بیچتے تھے دوائے دردِ دل ، وہ دُکان اپنی بڑھا گئے!

۲۰ر اپریل کی رات جماعت احمدیہ کی تاریخ میں غم و اندوہ سے بھری ہوئی ایک نہایت اہم رات ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ کے ماتحت اس رات ہم سے محبت کرنے والی اور ہماری نہایت پیاری اور برکتوں والی ماں ہمیشہ کے لئے ہم سے اس دنیا سے جُدا ہو کر ہمارے پیارے خدا کے پاس چلی گئیں۔ جس کے قانونِ قدرت اٹل ہیں اور جس کے بھید وں کو کوئی پا نہیں سکتا۔ ہاں وہ رات جس نے اُس گہرے زخم کو تازہ کر دیا جو آج سے چوالیس سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے جماعت احمدیہ کے قلوب پہنچا تھا۔ آہ وہ رات! جب ہم اپنی پیاری امّاں جان کے لئے صحت و زندگی کی دعائیں کرتے ہوئے اپنے پلنگوں پر لیٹے اور ایک گھنٹہ کے بعد اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے ہوئے بیدار ہوئے۔

حضرت امّاں جان کی پہلی زیارت کی یاد ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ میرے والد صاحب مرحوم نے ایک لمبا عرصہ بہاولپور ، ملازمت میں گذارا ہے اس لئے بچپن کا زیادہ حصّہ ہم بہاولپور رہے۔ تاہم والدہ صاحبہ محترمہ اکثر ہم بچّوں کو لے کر قادیان آتی رہتی تھیں۔ میں پانچ یا چھ سال کی تھی کہ ہم نے قادیان اپنی پھوپھی جان مرحومہ یعنی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کے ہاں قیام کیا۔ صبح کا وقت تھا ایک خادمہ آئی اور پھوپھی جان کو کہا کہ حضرت امّاں جان آپ کو بُلا رہی ہیں۔ میری پھوپھی جان نے اُس وقت اپنے سر پہ مہندی لگائی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہلا بھیجا اس وقت مجھے پریشانی کی ہوئی ہے نہانے ہی حاضر خدمت ہو جاؤں گی۔ حضرت پھوپھی جان کے اس فقرہ پر گھر کے سب افراد بہت ہنسے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جب حضرت پھوپھی جان کے ہمراہ دار المسیح میں گئی تو وہاں حضرت امّاں جان کو دیکھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ آپؓ پھوپھی جان کے جواب کو دہرا کر ہنستی رہی تھیں۔

اس کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے آپؓ کی صحبت مقدسہ میں سینکڑوں مرتبہ شامل ہونے کا موقع ملا اور بہت دفعہ آپؓ کی خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور آپؓ کی برکات سے کئی رنگوں میں مستفیض ہونے کا موقع ملا جن سے آپؓ کی سیرت طیبہ کے کئی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے اور وہ ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہیں۔

حضرت اُمّ المومنین ادام اللہ فیوضہا کی نادر صفات اور حُسنِ سلوک ایسے نہیں ہیں کہ وہ احاطۂ تحریر و تقریر میں لائی جا سکیں۔ اور اختصار کی صورت میں انسانی عقل یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ کسے چھوڑا جائے اور کسے بیان کیا جائے۔

آپؓ کا مبارک وجود ایک زندہ نشان تھا اور بہت سی برکات کا حامل۔ آپؓ نیک والدین کی دعاؤں کا نیک ثمرہ تھیں۔ اور ان کی نیک خواہشات کے مطابق آپ کو نیک ترین ہستی کی شریکِ زندگی بننے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے الہاموں اور آپ کی پیشگوئیوں سے اس نجیب الطرفین سیدۃ النساء کے عظیم الشان مقام اور اعلیٰ مراتب کا پتہ چلتا ہے اور الہام اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ میں آپ کے عالی نسب اور الہام اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ ...

خدیجیت میں اللہ تعالیٰ نے اس مبارک وجود کو اپنی خدیجہ بنایا ہے اور اپنی نعمت قرار دیا ہے اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کا فخر بخشا ہے۔

حضرت امّاں جان نور اللہ مرقدہا کے خصائل حسنہ کا بیان اپنی بساط کہاں۔ آپؓ خوبصورت، خوب سیرت اور خوبیوں کی کان تھیں۔ آپؓ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو کما حقہٗ ادا فرمایا۔

حضرت امّاں جان نماز کو اوّلین وقت میں ادا کرنے کی عادی تھیں۔ اذان سنتے ہی نماز کی تیاری میں مصروف ہو جاتیں اور نہایت ہی احسن طور پر نماز ادا کرتیں۔ میں نے سینکڑوں دفعہ آپؓ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اس آخری بیماری میں بھی جب اپریل کو ایک غیر احمدی خاتون کو ساتھ لیکر حضرت امّاں جان کے گھر گئی۔ میں آپؓ کو دیکھنے کے لئے آپؓ کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ آپؓ نقاہت کی وجہ سے آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھیں۔ مغرب کی اذان ہوئی۔ آمنہ بیگم صاحبہ نے عرض کیا۔ امّاں جان اذان ہو گئی ہے۔ آپؓ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر سرہانے کی طرف مار کر تیمم کیا۔ اور نماز کی نیت باندھی۔

تلاوت قرآن کریم سے آپؓ کو عشق تھا۔ قادیان میں بہت دفعہ میں نے آپؓ کو قرآن کریم پڑھتے دیکھا اور سنا۔ زندگی کے آخری سالوں میں جب آپؓ خود تلاوت نہ فرما سکتی تھیں۔ دوسروں سے قرآن کریم سنتیں۔ عصر کے وقت آمنہ بیگم صاحبہ آپؓ کو قرآن کریم سناتیں۔ یہ آپؓ کی قرآن کریم سے محبت ہی تھی کہ آخری وقت میں آپؓ نے قرآن کریم سننے کی خواہش فرمائی۔

آپؓ دعائیں بھی بہت کثرت سے کرتی تھیں اور اکثر درخواست دعا کو بلند آواز سے ادا فرماتیں۔ قادیان میں ایک دفعہ بہت زور کی بارش ہوئی اور آندھی چلی۔ میں اسوقت خدمت اقدس میں حاضر تھی۔ آپؓ برآمدہ میں پلنگ پر تشریف فرما تھیں۔ اور بلند آواز سے دعا کر رہی تھیں "الٰہی اپنا فضل کر۔ ہمارے مکان پرانے ہیں"۔

خادمات سے سلوک:۔ آپؓ اپنی ملازم عورتوں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ ان کی ہر ضرورت کو پورا فرماتیں اور اکثر انہیں عطیات بھی دیتی رہتیں۔ اکثر دفعہ کام میں ان کا ہاتھ بٹاتیں۔ قادیان میں میں نے متعدد مرتبہ آپؓ کو باورچی خانہ میں بیٹھے ہوئے سبزی بنواتے ہوئے یا ہنڈیا بھونتے ہوئے دیکھا۔ ایک دفعہ میں نے اور عزیزہ صاحبزادی مسعودہ آصفہ نے مل کر شلجم تیار کیا اور حضرت امّاں جان نے مرغابی پکائی اور پھر ہم نے ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔

سردار بیگم مرحومہ (جو آپؓ کی قدیم خادمہ تھیں) کی وفات کے دو تین دن کے بعد میں حضرت امّاں جان کی زیارت کے لئے گئی۔ سیڑھیاں طے کر کے حضرت امّاں جان کے مکان کے دروازے میں ہی تھی کہ میرے کانوں میں آواز آئی "اوئی اللہ میری سردار"۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا۔ کیا دیکھتی ہوں آپؓ حضرت اُمّ ناصر احمد صاحب کے مکان کی طرف سے اپنے گھر تشریف لا رہی ہیں۔ اس فقرہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ کو اپنی خادمہ سردار بیگم سے کتنا تعلق تھا۔ اُس دن اُس نیک بخت خاتون کی قسمت پر مجھے بڑا رشک آیا۔

حضرت امّاں جان ادام اللہ فیوضہا غریبوں اور ضرورتمندوں کا بہت خیال رکھتی تھیں اور اُن کی مدد فرماتیں۔ آپؓ کے جود و کرم کی بہت سی روایات ہیں۔ آپؓ ظاہری طور پر بھی مدد فرماتی تھیں اور پوشیدہ طور پر بھی آپؓ نے کئی غریب و یتیم لڑکیوں کی پرورش کی۔ اُن کی ماؤں سے بڑھکر اُن کی تربیت کی۔ اور پھر اُن کے بیاہ کئے۔ کئی لڑکے اور لڑکیوں کا تعلیم کا خرچ برداشت کیا۔

آپؓ حد سے زیادہ خوش اخلاق تھیں اور خوش طبعی بھی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایک دفعہ میری بہن عزیزہ

امۃ الحفیظ سلمہا اللہ نے دہلی سے حضرت والدہ صاحبہ کے ہاتھ حضرت اماں جان کے لئے ایک جوتی بھیجی۔ جب میری والدہ صاحبہ نے آپؓ کی خدمت میں پیش کی تو اتفاق سے آپؓ کو اُس جوتی کا ڈیزائن زیادہ پسند آیا جو میری والدہ صاحبہ نے پہنی ہوئی تھی۔ فرمایا مجھ سے یہ جوتی بدل لو۔ عورتیں دوپٹہ بدل کر بہنیں بنتی ہیں ہم جوتیاں بدل کر بہنیں بن جائیں۔ والدہ صاحبہ نے عرض کیا میری اِس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔ آپ سوچیں تو سہی کس قدر وسیع اخلاق کی مالک تھیں وہ خاتون۔ آپؓ نے اپنی ایک خادمہ کی مستعمل جوتی پہننے میں عار نہیں فرمایا اور اپنی نئی جوتی میری والدہ صاحبہ کو پہنادی۔ کیا اِس قسم کی مثال کہیں اور بھی مل سکتی ہے۔

اِسی طرح اکثر خوش طبعی سے آپؓ والدہ صاحبہ محترمہ کو مخاطب کرکے فرمایا کرتیں۔ ڈاکٹر کی بیوی، ڈاکٹر کی ماں، ڈاکٹر کی بھاوج، ڈاکٹر کی سالیہار۔

مجھے یاد ہے مَیں ایک دفعہ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھوڑی دیر آپؓ کے پاس ٹھہرنے کے بعد مَیں حضرت آپا جان اُمّ ناصر احمد صاحب کی طرف جا رہی تھی کہ حضرت اماں جان نے بلند آواز سے مجھے پکارا۔ حمیدہ! اُستانی حمیدہ، فیق علی کی بیٹی حمیدہ، احسان علی کی بہن حمیدہ۔ مَیں ہنستی ہوئی دوبارہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئی۔

۱۹۳۶ء میں جب مَیں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو ایک بوسکی کا تکیے کا غلاف کاڑھ کر آپؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے ایک طرف ایک سینری اور دوسری طرف ناٹ سٹیچ (knot stitch) کی بیل تھی۔ آپؓ نے ازراہِ کرم اُسے بہت پسند فرمایا اور وہ مقدس لب تا دیر میرے اور میرے والدین اور بہن بھائیوں کے لئے دُعا کرتے رہے۔ اور یہ غلاف آپؓ کو اس قدر پسند آیا کہ بعد میں بھی آپؓ نے کئی مرتبہ اس کی تعریف کی اور وہ کافی دیر تک آپؓ کے استعمال میں رہا۔

قادیان میں ہمارے گھر میں موتیا اور چنبیلی کے اچھے قسم کے پودے تھے۔ میری والدہ صاحبہ باقاعدہ اہتمام سے پھول چُن کر اور بڑے بڑے ہار بنا کر حضرت اماں جان کو بھیجتیں اور پھولوں کے موسم میں یہ کام اس قدر شوق اور باقاعدگی سے کرتیں کہ شاید ہی کسی دن ناغہ ہوتا۔ اکثر دفعہ مَیں یا والدہ صاحبہ خود حاضرِ خدمت ہو کر اپنے ہاتھوں سے وہ ہار حضرت اماں جان کے گلے میں ڈالتیں۔ آپؓ ازراہِ شفقت اپنا سر آگے بڑھا دیتیں۔ تا ہم ہار آسانی سے ڈال سکیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ہم نے صبح کے وقت کے بھیجے ہوئے ہار شام کو جا کر آپؓ کی گردن سے اتارے اور تازہ ہار پہنا دیئے۔ اور اُتارے ہوئے ہار اپنے پاس رکھ لئے آپ بہت دُعائیں دیتیں اور متعدد مرتبہ والدہ صاحبہ کو فرمایا۔ بیٹی! مَیں تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے بہت دُعا کرتی ہوں۔

میرے والدین پر آپؓ کی نظرِ شفقت بہت زیادہ تھی۔ آپؓ اُن کا بہت خیال رکھتیں۔ والدہ صاحبہ بھی آپ سے بہت محبت کرتی تھیں اور ضرورت پڑنے پر آپؓ سے مشورہ لیتیں اور پھر اُس مشورہ کے مطابق عمل کرتیں۔ میری والدہ محترمہ کو حضرت اماں جان کی خدمت کا بہت شوق تھا۔ وہ گھر میں لگے ہوئے درخت آم، سنگترے، امرود، انگوروں وغیرہ کی اچھی طرح دیکھ بھال صرف اِس نیت سے کرتی تھیں کہ اچھا پھل آئے اور مَیں حضرت اماں جان کو کھلاؤں۔ قادیان میں ہمارے صحن میں ایک اچھی قسم کا آم تھا اور وہ حضرت اماں جان کو بہت پسند تھا۔ جب اس پر آم لگتے تو حضرت والد صاحب اور والدہ صاحبہ اس کی بہت نگرانی کرتے۔ بچّوں کو اُس درخت کے آم توڑنے کی اجازت نہ تھی اور جو جو دانہ آم کا پکتا حضرت اماں جان کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا۔ ایک دفعہ سردیوں کے موسم میں سیر سے واپسی پر حضرت اماں جان ہمارے گھر تشریف لائیں۔ والدہ صاحبہ

نے حضرت اماں جان کی دستی چھڑی سے سنگترے توڑے آپ خود جھک جھک کر سنگترے اُٹھاتی تھیں اور فرماتی تھیں "بس بھی کرو۔ کیا سارے سنگترے مجھے ہی توڑ کر دے دو گی۔ بچوں کے لئے بھی رہنے دو۔"

حضرت اماں جان کو میری والدہ صاحبہ کے ہاتھ کے پکے ہوئے کریلے بہت پسند تھے۔ والدہ صاحبہ نے کئی دفعہ کریلے پکا کر آپ کو کھلائے۔ گھر میں جب بھی کوئی خاص چیز پکتی۔ والدہ صاحبہ حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں ضرور بھیج دیتیں۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے حضرت اماں جانؓ کو اپنے گھر آتے دیکھا ہے۔ آپؓ اکثر سیر سے واپسی پر تشریف لاتیں۔ بعض دفعہ کھڑے کھڑے واپس تشریف لے جاتیں اور کبھی تھوڑی دیر کے لئے قیام فرماتیں۔ آپؓ نے تقریباً ہمارے گھر میں ہر موقع پر ہر تقریب میں شمولیت فرمائی ہے۔ بچوں کی پیدائش پر تشریف لاتیں، انہیں دیکھتیں اور دعا فرماتیں۔ میرے چھوٹے بھائی عزیز عبدالحمید سلمہ اللہ کی پیدائش پر تشریف لائیں۔ اس کا نام خود تجویز فرمایا کہ بہن کے نام پر عبدالحمید رکھیں۔ اسی طرح میری بھتیجی عزیزہ امۃ الہادی سلمہا اللہ کا نام بھی اُس کی بڑی بہنوں امۃ الشافی اور امۃ الہادی کے وزن پر امۃ الہادی تجویز فرمایا۔ شادی بیاہ کے موقع پر تشریف لاتیں۔ سارے انتظامات کے متعلق پوچھتیں۔ کپڑے دیکھتیں اور اپنے قیمتی مشورہ سے نوازتیں اور اکثر اسی ٹوہ میں رہتیں کہ کس چیز کی کمی یا ضرورت ہے تا وہ اُسے خود پورا کر دیں۔

عزیزہ امۃ الحفیظ سلمہا اللہ کے بیاہ پر اپنے ہاتھوں سے سچے سفید باریک موتیوں کا بہت سی لڑیوں والا ہار پرو کر لائیں اور ساتھ ایک ریشمی جوڑا بھی۔ مہندی کے دن صبح کے وقت گھر پر تشریف لا کر اپنے ہاتھ سے تھوڑی سی مہندی گوندھ کر حفیظ سلمہا اللہ کو لگائی اور اپنے دستِ مبارک پر بھی لگائی۔ فرمایا شاید میں شادہ کو نہ آسکوں۔

اسی طرح میرے چھوٹے بھائیوں عزیز عبدالمنان سلمہ اللہ و عبدالسلام سلمہ اللہ کے بیاہوں پر بھی شرکت فرمائی۔ دونوں بھائیوں کا بیاہ میری چچازاد دو بہنوں کے ساتھ ہوا تھا۔ اسلئے کپڑے تیار کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ ایک جیسی چیزیں تیار ہوں۔ حضرت اماں جانؓ کو دلہنوں کے کپڑے دکھاتے ہوئے بتایا کہ بازار سے سُرخ رومال صرف ایک ملا ہے۔ یہ سُنتے ہی حضرت اماں جان نے مسکراتے ہوئے بالکل ویسا ہی سُرخ رومال اپنے بٹوے کی جیب سے نکال کر عطا فرمایا جسے دیکھ کر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ ایک تو ضرورت پوری ہوئی اور دوسرے تبرک ملا۔ پھر گھر جا کر دائی عائشہ کے ہاتھ پچاس روپے تحفۂ شادی اور ایک آزار بند بھیجا۔ ساتھ دستِ مبارک کی لکھی ہوئی ایک تحریر بھی اور کچھ برتن جو میں نے بیاہ کے موقع پر استعمال کرنے کے لئے آپؓ سے مانگے تھے۔ نقل تحریر حضرت اُمّ المومنین نوراللہ مرقدہا :-

"تحفۂ شادی برخورداران ایک آزار بند اور پچاس روپے ارسال ہیں۔ فقط اُمّ محمود"	رکابیں	گلاس
	۱۲	۹

امۃ الشافی سلمہا اللہ کی شادی پر آپؓ صبح ہی تشریف لے آئیں۔ سارا دن ہمارے گھر میں قیام فرمایا اور نہایت سادگی سے ہمارے باورچی خانہ میں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔ میں درخواست کرتی رہی "اماں جان! میں کھانا کمرے میں لاتی ہوں۔" فرمایا "نہیں، میں یہیں بیٹھ کر کھانا کھاؤں گی۔"

حضرت پھوپھی جان کی وفات پر آپؓ نے کہلا بھیجا کہ جب دہلی سے اُن کی میت آجائے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ آپ اُن دنوں حضرت بیگم صاحبہ کے پاس سوتی تھیں۔ صبح پانچ بجے بھائی جان رحمت اللہ نے جا کر اطلاع دی "دہلی

سے جنازہ آگیا ہے۔" آپؓ فوراً تشریف لے آئیں۔ حضرت والد صاحب کو اُن کا نام لیکر پکارا اور اپنی زبان مبارک سے اظہارِ افسوس کیا۔ بار بار پھوپھی جان کا ذکر تعریفی رنگ میں فرماتیں۔ جنازہ گھر سے لیجانے کے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد تک میرے پاس ٹھہری رہیں اور دلجوئی کی باتیں فرماتی رہیں۔

حضرت اماں جانؓ بڑی علم دوست تھیں۔ آپؓ کو کتابیں سننے کا بہت شوق تھا۔ آپؓ بڑی توجہ سے سنتیں اور ساتھ ساتھ غلط تلفظ کو درست فرماتیں اور معنے بتاتی جاتیں۔ مجھے بہت مرتبہ آپؓ کو کتابیں سنانے کا موقع ملا۔ ایک دفعہ ایک کتاب میں نے درمیان میں سے پڑھ کر سنانی شروع کی یعنی اُس کا شروع کا حصہ آپؓ کسی اور سے سن چکی تھیں۔ میں نے دو چار صفحے پڑھے۔ مگر قصہ کے ابتدائی حصہ سے ناواقف ہونیکی وجہ سے اُسکے کردار کو اچھی طرح سمجھ نہ سکی اسلئے آپؓ نے مجھے شروع سے لے کر سارا قصہ سنایا اور پھر بقیہ کتاب میں نے پڑھکر سنائی۔ اِس واقعہ کے بیان سے اِس امر کا پتہ چلتا ہے کہ آپؓ کو صرف اپنا شوق پورا کرنا ہی مقصود نہ ہوتا تھا بلکہ سنانے والے کی خاطر بھی منظور ہوتی تھی۔ تا وہ بھی اس میں پوری دلچسپی لے سکے۔

ایک دفعہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے مجھے ایک کتاب پڑھنے کے لئے دی۔ وہ دن مجھے حضرت اماں جانؓ کے حضور گزارنے کا موقع مل گیا۔ ظہر کی نماز کے بعد میں نے وہ کتاب آپؓ کو سنانی شروع کی۔ درمیان میں عصر کی نماز کے لئے اُسے چھوڑا اور شام سے قبل اُسے ختم کر لیا حضرت اماں جانؓ نے کہیں باہر جانا تھا آپؓ تیار ہو کے بیٹھی رہیں کہ کتاب ختم ہو تو تشریف لے جائیں۔ کتاب ختم کرنے کے بعد میں نے ایک چھوٹا سا نوٹ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں لکھ کر وہ کتاب واپس کر دی کہ حضرت اماں جانؓ کو یہ کتاب سنانے کی مجھے سعادت ملی ہے۔ اسلئے جلد واپس کر رہی ہوں۔

قادیان میں ایک دفعہ میں آپؓ کے کمرہ میں داخل ہوئی آپؓ اُسوقت اپنے پلنگ پر بیٹھی ہوئیں خوش الحانی سے ظفر کے اِس شعر کو بار بار دوہرا رہی تھیں کہ

جو بیچتے تھے دوائے دردِ دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے

اب میں جب اس کو پڑھتی ہوں تو سوچتی ہوں کہ یہ تو ہم پر صادق آتا ہے۔

ربوہ میں ایک دن حاضر خدمت تھی۔ فرمایا یہ شعر کس طرح ہے۔ میں نے عرض کیا ؎

مہرباں ہو جائیں گے دردِ جگر ہونے تو دو
خود چلے آئیں گے آہوں میں اثر ہونے تو دو

آپؓ نے فرمایا۔ مجھے اِس طرح پسند ہے ؎

مہرباں ہو جائیں گے دل میں تڑپ ہونے تو دو
خود چلے آئیں گے دُعاؤں میں اثر ہونے تو دو

حضرت اماں جان تحفے تحائف بھی بہت دیتی تھیں۔ آپؓ لاہور تشریف لے گئیں۔ آپؓ کی واپسی پر آپؓ کی خادمہ عائشہ صاحبہ ہمارے گھر آئیں۔ اُن دنوں حضرت اماں جانؓ نے ایک دوپٹہ مجھے کاڑھنے کے لئے دیا ہوا تھا۔ میں نے مائی عائشہ صاحبہ کو آتے دیکھا تو خیال کیا کہ یہ دوپٹہ لینے آئی ہیں۔ اور چونکہ مصروفیت کی بناء پر میں نے وہ دوپٹہ ختم نہیں کیا ہوا تھا اسلئے دل میں ندامت ہوئی کہ جواب دینا پڑے گا کہ ابھی مکمل نہیں ہوا۔ مگر وہ میرے پاس آئیں اور اپنی جھولی میں سے ایک نہایت خوبصورت چھپا ہوا دوپٹہ جس پر چھینٹ پڑی ہوئی اور خوشبو لگی ہوئی تھی نکال کر مجھے دیا کہ اماں جانؓ لاہور سے تمہارے لئے تحفہ لائی ہیں۔ میرے اُس وقت کے جذبات احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے۔ احساسِ ندامت کی بجائے خوشی کی لہر تمام جسم میں دوڑ گئی اور اِس عنایت و ذرّہ نوازی پر اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ الحمد للہ۔

ایک دن میری والدہ محترمہ حضرت اُمّ ناصر احمدؒ صاحب کے گھر بیٹھی ہوئی تھیں آپؓ وہاں تشریف لائیں۔ میری والدہ محترمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "لڑکی! میری رضائی لوگی؟" والدہ صاحبہ نے جواب دیا۔ اماں جان مجھے اور کیا چاہیئے۔ فرمایا۔ میری رضائی ریشمی ہے اور نئی ہے۔ مَیں چاہتی تھی کہ مَیں اسے کسی اچھے آدمی کو دوں۔ پھر دو تین دن کے بعد وہ رضائی اپنی ملازمہ کے ہاتھ ہمارے گھر بھجوا دی۔

ایک دفعہ آپؓ ڈلہوزی سے تشریف لائیں۔ والدہ صاحبہ ملاقات کے لئے گئیں۔ آپؓ انہیں اپنے ساتھ حجرے میں لے گئیں جہاں آپؓ کے صندوق ہوتے تھے۔ ایک بکس کا ڈھکنا اُٹھا کر اس میں پڑے ہوئے دو قمیص کے ٹکڑوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ ان میں سے جو کپڑا پسند ہے اپنی قمیص کیلئے لے لو۔ اس پر والدہ صاحبہ نے ایک ٹکڑا جو انہیں پسند آیا لے لیا۔

صاحبزادہ مرزا ناصر احمدؒ صاحب کی شادی کے موقع پر والدہ صاحبہ کا نیا برقع کسی نے اُٹھا لیا۔ آپؓ کو اطلاع ملی۔ اندر کوٹھڑی میں تشریف لے گئیں اور اپنا برقع لا کر والدہ صاحبہ کو دیا کہ اسے پہن لینا۔ یہ برقع سیاہ رنگ کا تھا اور اس کے دو حصے تھے۔ اُوپر کا الگ اور نیچے کا الگ۔

حضرت اماں جانؓ کے حضور میں جا کر انتہائی طور پر پاسِ ادب ملحوظ رکھتے ہوئے بھی ایک لاڈلے بچے کی طرح طبیعت مچل جاتی۔ اور بے تکلف باتیں کرتی۔ آپؓ بھی مادرانہ شفقت سے ناز برداری فرماتیں اور اس بات کا احساس نہ ہونے دیتیں کہ کہاں یہ ذرّہ ناچیز اور کہاں وہ عالی مرتبہ رکھنے والی مقدس ہستی۔ ایک دن مَیں آپؓ کے کمرہ میں بیٹھی تھی آپ حجرہ میں سے تشریف لائیں۔ آپؓ نے سبز پھولدار ڈوریہ کا قمیص پہنا ہوا تھا۔ بالکل اسی کپڑے کا قمیص میرے بھائی جان سردار عبدالرحمٰن صاحب سندھ سے میرے لئے لائے تھے۔ حضرت اماں جانؓ کو اپنی قمیص ایسی قمیص پہنے دیکھ کر بے ساختہ میرے مُنہ سے نکل گیا "اماں جان میری قمیص"۔ اس پر حضرت اماں جان بہت ہنسیں اور دو تین مرتبہ میرے فقرہ کو دوہرایا "اماں جان میری قمیص"۔

ربوہ کی بات ہے ۱۹۵۰ء کے سالانہ جلسہ کے دنوں میں صبح کے وقت ملاقات ہو رہی تھی۔ آپؓ اپنے گھر کے برآمدہ میں دائیں پہلو لیٹی ہوئی تھیں۔ دایاں ہاتھ پلنگ کی پٹی پر رکھا ہوا تھا اور احمدی بہنوں کو شرفِ دید اور مصافحہ سے نواز رہی تھیں۔ مَیں صحن میں داخل ہوئی مصافحہ ہوتا دیکھ کر طبیعت مچلی اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھی۔ اماں جان مَیں نے بھی مصافحہ کرنا ہے۔ اور جلدی سے مَیں نے وہ اطہر ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ آپؓ مسکرائیں اور انتہائی شفقت سے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر میرے ہاتھوں پر رکھ دیا اور انہیں دبایا۔ آہ! وہ حسین مواقع اب کہاں۔ زندگی کے درخشندہ ترین وہی لمحات ہیں جو پاکیزہ خاتون کی قربت میں بسر کئے۔

حضرت اماں جان کی خدمت کی سعادت مجھے بفضلہ تعالیٰ بہت دفعہ ملی۔ کوئی ڈیڑھ ایک درجن کے قریب دوپٹے کاڑھ کر اور تین چار سو بٹن بُن کر دیئے ہیں۔ آپؓ جب بھی مجھ سے کام لینا ہوتا مجھے بُلا بھیجتیں اور پوچھتیں "حمیدہ! میرا کام کرو گی"۔ مَیں عرض کرتی۔ اماں جان! مَیں نے اپنے نفس سے وعدہ کر رکھا ہے کہ مَیں آپ کا ہر کام ضرور کروں گی۔ سُن کر ہنس پڑتیں۔

دوپٹے کبھی آپؓ کے بتائے ہوئے پھول کے مطابق کاڑھتی اور کبھی اپنی پسند کے۔ ایک ڈیزائن آپؓ کو اتنا پسند آیا کہ آپؓ نے تین دوپٹوں پر بنوایا۔ دوپٹہ تیار کر کے کلف لگا کر چُن کر آپؓ کے پاس لے جاتی۔ انہیں اوڑھواتی۔ آپؓ میری دلجوئی فرماتے ہوئے اسے پسند فرماتیں اور دعائیں دیتیں۔ دو تین مرتبہ تو ایسا اتفاق ہوا کہ آپؓ نماز کے لئے بیٹھی ہیں اور یہی دوپٹہ لیکر پہنچ گئیں۔

پہلا دوپٹہ اُتار کر اپنا تیار شدہ دوپٹہ اوڑھا دیتی اور آپؓ نماز میں مشغول ہو جاتیں۔

قادیان کی بات ہے آپؓ نے ایک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ مَیں نے پوچھا۔ امّاں جان! یہ کس نے بنایا ہے۔ فرمایا "بیٹی! تمہارے سوا مجھے اَور کون بنا کر دیتا ہے"۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی اَور بہن نے کبھی ان کو دوپٹہ کاڑھ کر نہیں دیا تھا بلکہ کئی خواتین حضرت امّاں جانؓ کے لئے کاڑھے ہوئے دوپٹے تحفۃً لاتیں۔ مگر چونکہ مَیں نے سب سے زیادہ دوپٹے بنا کر دیئے تھے اسلئے آپؓ نے میری دلجوئی کے لئے یہ فقرہ فرمایا۔

ایک دفعہ مَیں نے اور میری بڑی بھابی جان نے دو تین گھنٹے میں ایک دوپٹہ تیار کیا۔ اور جب وہ آپؓ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؓ نے اس کے اتنی جلدی بنانے پر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔

قادیان، لاہور اور پھر ربوہ میں مَیں نے حضرت امّاں جانؓ کے لئے سویٹر بُنے۔ لاہور میں فرمایا۔ میرا دل سُرخ رنگ کا سویٹر پہننے کو چاہتا ہے۔ مَیں نے کہا بہت اچھا امّاں جان! بنا دیتی ہوں۔ جب سویٹر مکمل ہو گیا تو پہناتے وقت غلطی سے مَیں نے بائیں آستین چڑھانے کے لئے پہلے پیش کی۔ آپؓ نے فرمایا "نہیں پہلے دایاں پہناؤ"۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ۱۹۵۱ء میں جب اونی کوٹی آپؓ کو پہنانے لگی تو اتفاق سے پھر اُسی غلطی کی مرتکب ہوئی۔ آپؓ نے فرمایا۔ "لڑکی! دایاں بازو پہلے پہنا کرتے ہیں۔ اس پر مجھے سخت ندامت ہوئی کہ دائیں ہاتھ کی برکات جانتے ہوئے بھی یہ غلطی مجھ سے دو دفعہ سرزد ہو چکی ہے

آپؓ کی عادت تھی کہ جب دوپٹہ کاڑھنے کیلئے دیتیں تو دھاگوں کے لئے پیسے ساتھ دیتی تھیں تا اپنی پسند کا دھاگہ لے سکوں۔ فرماتیں بے شک اندازے سے زیادہ لے لیا کرو تا کم ہو جانے کی صورت میں اَور نہ منگوانا پڑے

آخری اُونی کوٹی جو مَیں نے بنا کر آپؓ کو پہنائی ہے۔ اِس نمونہ کا ایک سویٹر نمائش کے لئے مَیں نے بنایا تھا جو حضرت اُمّ داؤد احمد صاحب نے خریدا۔ آپؓ کو یہ ڈیزائن پسند آیا۔ فرمایا بغیر آستینوں کے اس نمونے کا سویٹر بنا دو۔ اُون لاہور جا کر خود خرید کر لانا۔ لاہور سے واپسی پر مَیں اُون لیکر حاضر ہوئی۔ فرمایا "اُون لے آئی ہو" عرض کی "جی" فرمایا "کتنے کی ہے" مَیں نے ہنستے ہوئے عرض کیا "امّاں جان اُون تو بہت پیسوں کی ہے۔ اصل قیمت تو کوٹی بنا کر ہی بتا سکوں گی"۔ سُن کر متبسم ہوئیں۔ جب کوٹی تیار کر کے پہنائی تو پھر پوچھا "کتنے کی اُون لگی ہے" اور ساتھ ہی بٹوا اُٹھا کر پیسے نکالنے کے لئے اُسے کھولنا چاہا مَیں نے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور درخواست کی امّاں جان! آپ میرے اور میرے والدین کے لئے دُعا فرمائیں اور مجھے اپنا کوئی کپڑا تبرّک دیں۔ اِس پر وہ پُر نور چہرہ متبسم ہوا اور فرمایا "اچھا" دو تین دن کے بعد مَیں پھر گئی اور کہا "امّاں جان! آپ نے میرا قرضہ دینا ہے"۔ مسکرا کر خاموش ہو گئیں۔ دوسرے دن آپؓ نے اپنا ایک پھولدار ریشم کا قمیض اور تین اونس اُون میرے گھر بھیجی۔ مَیں خدمت اطہر میں حاضر ہوئی اور پوچھا "امّاں جان! اُون کا کیا بنانا ہے"؟ فرمایا "تمہارے لئے ہے"۔

مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپؓ کے جسم اطہر کو چھونے کا بہت دفعہ موقع ملا۔ کئی دفعہ دبایا، سر سہلایا۔ ۱۹۴۲ء میں جب مَیں اپنی ٹریننگ کے پہلے سال کا امتحان دیکر قادیان گئی حضرت امّاں جان برآمدہ میں پلنگ پر تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھیں۔ دونوں بازو پھیلا کر مجھے اُن میں لے لیا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا۔ والدہ صاحبہ نے بتایا امتحان میں اوّل آئی ہے۔ فرمایا۔ "شاباش! اب سالانہ امتحان میں بھی اوّل آنا۔ چنانچہ مَیں آپؓ کی دُعاؤں کے طفیل اپنے کالج میں اوّل آئی۔

قادیان میں الیکشن کے ایّام میں مکرمہ جنرل سیکرٹری

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ مریم صدیقہ صاحبہ کے ڈلہوزی تشریف لے جانے کی وجہ سے مجھے پندرہ دن دفتر لجنہ اماء اللہ میں کام کرنا پڑا۔ پندرہ دن متواتر دوپہر کا کھانا حضرت اماں جان کے ساتھ آپؓ کے دسترخوان پر کھاتی رہی۔ آپؓ بہت زیادہ خیال رکھتیں۔ اپنے ہاتھ سے چیز اُٹھا کر دیتیں اور پھر اصرار سے کھلاتیں۔ اکثر پوچھتیں "کل فلاں چیز پکواؤں کھاؤ گی؟" ایک دن فرمانے لگیں "کل موٹھ کی کھچڑی کھاؤ گی؟" میں نے کہا "جی"۔ دوسرے دن کھچڑی بھی پکی۔ اماں جانؓ کے باورچی خانہ کے ساتھ والی کوٹھڑی میں دسترخوان لگا ہوا تھا۔ آپؓ، حضرت اچھی اماں یعنی بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم رضؓ اور سیدہ بشریٰ دختر حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم رضؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میرا انتظار ہو رہا تھا۔ جب میں اُس چھوٹے سے راستے پر آئی جو حضرت اُمِّ طاہر احمد کے مکان کی طرف سے حضرت اماں جانؓ کے گھر کو جاتا تھا تو میں نے سُنا آپؓ اونچی آواز سے "حمیدہ، حمیدہ" کہکر مجھے بُلا رہی تھیں۔ (آہ! اُس میٹھی آواز کی حلاوت آج تک میرے کانوں میں ہے) میں نے کہا "آئی اماں جانؓ" اور دوڑ کر گئی۔ آپؓ دسترخوان پر بیٹھی ہوئی میرا انتظار فرما رہی تھیں۔ اللہ! اللہ! کیا نہ شفقتیں وہ اپنی روحانی اولاد پر فرماتیں۔ آپؓ کی خوبیاں، آپؓ کی کرم فرمائیاں دُنیا رہتی دُنیا تک یاد رکھے گی۔

ربوہ میں جب تک آپؓ کی صحت نے اجازت دی آپؓ گھر سے باہر تشریف لے جاتیں اور غریبوں کے کچے گھروں کو اپنے قدموں سے برکت دیتیں۔ ایک دن میرے گھر تشریف لائیں۔ دروازے میں آواز دی "بیٹی کیا کر رہی ہو؟" میں دوڑ کر باہر نکلی اور آپؓ کو کمرہ میں لے آئی۔

نصرت گرلز سکول میں اکثر دفعہ تشریف لاتیں تھوڑی دیر ٹھہرتیں اور پھر واپس تشریف لے جاتیں۔ ایک دن باتوں باتوں میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا "دھوبی کو کپڑے دینے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ کہیں سے کپڑا پھٹا ہوا تو نہیں۔ اِسی طرح پہننے سے پہلے بھی"۔ اس پر ایک لطیفہ سُنایا کہ کس طرح ایک آدمی کو اِس بے احتیاطی برتنے پر خفت اُٹھانی پڑی۔

اکثر ذہانت ٹیسٹ کرنے کے لئے پہیلیاں سُناتیں۔ اور اُن کا مطلب پوچھتیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپؓ کے آخری ایام میں بھی مجھ حقیر کو حضرت اماں جانؓ کی خدمت کا موقع بخشا۔ نیم گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے لئے آپؓ کے کمرہ میں جاتی، پنکھا کرتی۔ ہاتھ دستیں دبانے میں مصروف ہوتے اور نگاہیں اس پیارے اور مبارک چہرہ پر مرکوز ہوتیں اور زبان درود شریف پڑھنے میں۔ اے اُمّ المومنین! تجھ پر لاکھوں سلام اور درود!

اے علیم و خبیر خدا! تُو گواہ ہے کہ دل اس شفیق ماں کی جُدائی میں جو نہ صرف میری ماں تھیں بلکہ میرے پیارے خلیفہ کی ماں، اُن کے بہن بھائیوں کی ماں، میرے ماں باپ کی ماں اور کُل مومنین کی ماں تھیں حزین و مغموم ہے اور آنکھیں اُس کی یاد میں اشک بہاتی ہیں۔ اور میں تیری رضا پر راضی رہتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہہ اُٹھتی ہوں۔

حمیدہ صابرہ
دختر ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر۔ ربوہ

رپورٹ چندہ ممبری لجنہ اماء اللہ بابت ماہ مارچ ۱۹۵۲ء

ذیل میں لجنہ اماء اللہ کے چندہ کا ماہ مارچ کا گوشوارہ پیش کیا جا رہا ہے جس کی میزان ۲۵۱/۱۲/۶ بنتی ہے۔ ربوہ کی لجنہ کے علاوہ صرف ۱۳ لجنات ہیں جنہوں نے ماہ مارچ میں چندہ دیا ہے۔ یہ آمد بہت ہی کم ہے اور دفتر کے ماہانہ اخراجات بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ تمام لجنات کی عہدہ داران کو چاہیئے کہ براہ مہربانی اپنی ممبرات سے ماہانہ چندہ وصول کریں اور باقاعدگی سے مرکز میں بھجوائیں۔ اگر کسی لجنہ کا چندہ شائع ہونے سے رہ گیا ہو تو وہ براہ مہربانی حوالہ دیکر تصحیح کروا سکتی ہیں۔ والسلام

سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

نمبر شمار	از لجنہ اماء اللہ	رقم	نمبر شمار	از لجنہ اماء اللہ	رقم
۱	ربوہ حلقہ نمبر ۳ بلاک الف	۷—۱۲—۶	۱۰	گولیکی ضلع گجرات	۱۰—۰—۰
۲	" حلقہ نمبر ۲ بلاک ب	۱۵—۱۱—۰	۱۱	راولپنڈی	۲۴—۱۲—۰
۳	" محلہ ص	۱۴—۱۳—۰	۱۲	نواب شاہ سندھ	۱۰—۰—۰
۴	قصور	۹—۶—۰	۱۳	حیدرآباد سندھ	۱۲—۰—۰
۵	عارف والا ضلع منٹگمری	۱۶—۱۲—۰	۱۴	سکھر سندھ	۲—۶—۰
۶	گنگا پور ضلع لائلپور	۴—۱۰—۰	۱۵	مردان	۱۸—۰—۰
۷	چک ۱۲۱ ج ب ضلع لائلپور	۱۲—۱۱—۰	۱۶	لاہور	۷۰—۰—۰
۸	منٹگمری	۴—۸—۰	۱۷	چک $\frac{۱۲۷}{R.B}$ ضلع لائلپور	۳—۶—۰
۹	مونگ ضلع گجرات	۱۵—۰—۰		کل میزان	۲۵۱—۱۲—۶

تصحیح پچھلی رپورٹوں میں لجنہ اماء اللہ راولپنڈی کا چندہ غلط شائع ہو گیا تھا۔ دراصل مندرجہ ذیل چندہ ان کی طرف سے وصول ہوا تھا۔

چندہ ممبری لجنہ اماء اللہ:۔

جنوری:۔ ۲۷—۳—۰

فروری:۔ ۳۰—۱۲—۰

مارچ:۔ ۲۴—۱۲—۰

چندہ تعمیر دفتر لجنہ اماء اللہ:۔

جنوری:۔ ۲۰—۰—۰

فروری:۔ ۵۶—۴—۰

مارچ:۔ ۷۷—۴—۰

رپورٹ چندہ ممبری لجنہ اماء اللہ بابت ماہ اپریل ۱۹۵۲ء

نمبر شمار	نام لجنہ اماء اللہ	رقم	نمبر شمار	نام لجنہ اماء اللہ	رقم
	ربوہ حلقہ نمبر ۱ بلاک ج	۴۱—۱۲—۰	۲	ربوہ حلقہ نمبر ۲ بلاک ب	۵—۱۲—۰

نمبر شمار	نام لجنہ اماء اللہ	رقم	نمبر شمار	نام لجنہ اماء اللہ	رقم
۳	احمد نگر ضلع جھنگ	۴—۱۵—۶	۷	راولپنڈی	۲۲—۱۲—۰۰
۴	جڑانوالہ ضلع لائلپور	۲۱—۸—۰۰	۸	کراچی	۸۲—۱۲—۶
۵	گھوگھیاٹ ضلع سرگودھا	۱۲—۱۲—۰۰	۹	اودرحمہ ضلع سرگودھا	۲۸—۰—۰۰
۶	بھیرہ 〃	۱۲—۰—۰۰		کل میزان	۲۳۲—۶—۰۰

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا تھا کہ دفتر لجنہ اماء اللہ کے ہال کے لئے کرسیاں اس طریق پر خرید کی جائیں کہ ہر چھوٹی لجنہ کے ذمہ ایک کرسی کی قیمت اور ہر بڑی لجنہ کے ذمہ دو کرسیوں کی قیمت ڈالی جائے۔ اور رقم جمع ہو جانے پر اکٹھی کرسیاں خرید لی جائیں۔

اس تحریک پر مندرجہ ذیل لجنات کی طرف سے رقوم موصول ہوئی ہیں۔ باقی لجنات سے گذارش ہے کہ وہ بھی جلد از جلد ایک ایک کرسی کی قیمت جمع کر کے بھجوائیں۔

لجنہ اماء اللہ شادیوال ضلع گجرات	۱۰—۰—۰
جنت خاتون صاحبہ بھیرہ	۱۰—۰—۰
بھلروال ضلع سرگودھا	۱۶—۰—۰

رپورٹ چندہ تعمیر دفتر لجنہ اماء اللہ بابت ماہ اپریل ۱۹۵۲ء

نمبر شمار	نام لجنہ اماء اللہ	رقم	نمبر شمار	نام لجنہ اماء اللہ	رقم
۱	ربوہ حلقہ الف بلاک ج	۱۹—۱۱—۰۰	۸	ملتان	۵—۰—۰
۲	〃 〃 حلقہ 〃 ب	۶—۰—۰	۹	چکوال ضلع جہلم	۲۹—۰—۰
۳	احمد نگر ضلع جھنگ	۱—۰—۰	۱۰	چک [illegible] ضلع لائلپور	۵۰—۰—۰
۴	مگھیانہ ضلع جھنگ	۲۴—۰—۰	۱۱	چک [illegible] ضلع سرگودھا	۲۹—۸—۰
۵	کراچی	۲۲۵—۱۴—۰۰	۱۲	جڑانوالہ ضلع لائلپور	۱۶—۸—۰
۶	چک ۳۵ ج ضلع سرگودھا	۳—۰—۰	۱۳	راولپنڈی	۸۰—۰—۰
۷	ناصر آباد اسٹیٹ سندھ	۲—۰—۰	۱۴	اودرحمہ ضلع سرگودھا	۴۰—۰—۰
	کل میزان				۶۵۲—۹—۰۰

آہ پیاری امّاں جانؓ

صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ

ہماری پیاری امّاں جانؓ ہم سے جُدا ہو کر اللہ میاں کو پیاری ہوئیں اور گویا ہم سب کی کمریں توڑ گئیں۔ ٹوٹی ہوئی کمروں کا اللہ ہی سہارا ہے۔

العین تدمع والقلب یحزن و ما نقول
الا ما یرضیٰ بہٖ ربّنا۔

آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غم سے نڈھال لیکن ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں اور اس کی رضا کے خلاف کوئی کلمہ زبان پر نہیں لاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:۔

"بلانیوالا ہے سب سے پیارا اسی پہ لے دل تو جاں فدا کر"

حضرت امّاں جانؓ کے دم سے خدا کے پاک مسیح کا ذاتی گھر آباد تھا۔ آج دار المسیح سُونا ہے۔ آہ! سے

اُن کے جاتے ہی یہ کیا ہو گئی گھر کی صورت
نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت

حضرت امّاں جانؓ کے مقدس وجود کے ساتھ ہزاروں ہزار برکات وفیوض وابستہ تھے جن سے آج ہم محروم ہیں۔ قریباً چوبیسؔ سال کا عرصہ آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجیت میں گذارا اور آپؓ کی پاک زندگی کا ہر پہلو اپنے اندر نورِ نبوت کا پرتَو لیئے ہوئے تھا جو آپؓ کو قریب سے دیکھنے والے ہر خاص وعام کو اپنا گرویدہ بنا لیتا تھا۔ آپؓ کی سیرت طیبہ کا ورق ورق آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ مَیں اپنے اس مختصر نوٹ میں صرف چند ایسی باتیں بیان کروں گی جن کا تعلق میرے ذاتی مشاہدہ سے ہے۔

باتیں بظاہر معمولی اور روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھنے والی ہیں لیکن ان میں ایک مقدس آسمانی رُوح کی بلند سیرت کی جھلک نظر آتی ہے۔

میری عمر کوئی نو دس برس کی ہوگی۔ ایک دفعہ میں حضرت امّاں جانؓ کے صحن میں کھڑی تھی کہ وہاں سے ایک بچہ گذرا جس کے نام کے ساتھ سب بچے "موٹے" کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ مَیں نے بھی اُسے اُس کے نام کے ساتھ موٹا کہہ کر پکارا۔ ایکدم مجھے پیچھے سے ایک نہایت شیریں لیکن بیحد بارعب آواز نے چونکا دیا۔ مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو کچھ فاصلے پر حضرت امّاں جانؓ کو کھڑے پایا۔ فرمانے لگیں "تمہیں معلوم ہے یہ بچہ یتیم ہے"۔ مَیں اس وقت اپنی کم عمری کی وجہ سے اس بات کو سمجھ نہ سکی۔ کہ "یتیم" اور "موٹے" کا کیا تعلق ہے حضرت امّاں جانؓ سمجھ گئیں کہ یہ نہیں سمجھی۔ فرمانے لگیں "اللہ تعالیٰ یتیم کا دل دُکھانے سے سخت ناراض ہوتا ہے۔ پھر ایسا نہ کرنا۔ اس بچہ کا نام دوسرے بچوں نے یونہی موٹا رکھدیا ہوُا ہے"۔ میرے دل پر اب تک اِس واقعہ کا اثر ہے۔

اللہ اللہ آپؓ کس قدر محبت کرتی تھیں یتیموں سے اور کتنی توجہ تھی آپؓ کی اِس طرف کہ آپؓ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم پورا کریں۔ اور پھر اپنے بچوں کی تربیت کا کس قدر خیال تھا حضرت امّاں جان کو۔

حضرت امّاں جانؓ کو اپنی تمام اولاد اور اولاد در اولاد کی تربیت کا خاص خیال رہتا تھا۔ آپؓ نے ہمیشہ ہی نہایت اچھے رنگ میں ہم سب کی تربیت فرمائی مگر باایں ہمہ مجھے یاد نہیں کہ آپؓ نے کبھی بھی ہم میں سے کسی کو ڈانٹا ڈپٹا ہو۔ بلکہ اس کے برعکس نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتیں اور نہایت مناسب رنگ میں نصیحت فرماتی تھیں۔

حضرت امّاں جان کو یتیموں سے اِس درجہ محبت تھی کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپؓ یتیموں کی دلجوئی کے لئے ہر وقت کوشاں رہتی تھیں۔ قادیان میں ماموں جان مرحوم

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی زیرِ نگرانی یتیم بچے دارالشیوخ میں پرورش پاتے تھے۔ حضرت امّاں جان کا دستور تھا کہ آپؓ اکثر وہاں سے یتیم بچوں کو اپنے پاس بُلوا لیتیں اور انہیں کھانا وغیرہ کھلوا کر نہایت محبت اور شفقت بھرے دل سے دُعا دیکر رخصت کرتیں۔

آپؓ کو یتیم بچوں کا اتنا خیال رہتا تھا کہ جب تک آپؓ اپنے دستِ مبارک سے کھانا تقسیم نہ کرتیں یا اپنے سامنے اُن کو کھاتے ہوئے نہ دیکھ لیتیں آپؓ بے چین رہتیں۔

حضرت امّاں جانؓ کا گھر کے ملازمین سے اِس قدر مشفقانہ سلوک تھا کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ بسا اوقات ہمیں خیال گذرتا کہ حضرت امّاں جان اُن سے بھی ہمارے برابر محبت کرتی ہیں اور اُن کا بھی ویسا ہی خیال رکھتی ہیں جیسا ہمارا۔ بڑے سے بڑے قصور پر بھی آپؓ نے کسی ملازم کو کبھی بُرا بھلا نہیں کہا اور بڑے سے بڑے نقصان پر بھی صرف اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہکر خاموش ہو جاتیں۔ جب کہ دوسرے لوگ ادنیٰ ادنیٰ نقصان پر بھی ملازموں کا بُرا حال کر دیتے ہیں۔ لیکن حضرت امّاں جانؓ ہمیشہ عفو اور درگزر سے کام لیتیں اور اپنے تمام ملازمین کے کھانے، کپڑے اور تمام چھوٹی چھوٹی ضروریات کا خاص خیال رکھتیں۔ صرف اُن کا ہی نہیں بلکہ اُن کے لواحقین کا بھی خیال رکھتیں۔ اگر کسی خاندان کا کوئی ایک فرد آپؓ کی خدمت کرتا تو اس کا تمام کنبہ آپؓ کے سائے میں پلنے لگتا اور آپ اُن سب کی ہر قسم کی ضرورتیں پوری کرتیں۔

عام طور پر لوگ بچوں والی عورتوں کو ملازم رکھتے ہوئے گھبراتے ہیں اور جو رکھتے بھی ہیں وہ اِس خیال سے رکھتے ہیں کہ اُن کے بچے بھی ہمارا کام کریں گے۔ اور پھر اُن بچوں سے اِس قدر کام لیتے ہیں کہ اُن کو تعلیم حاصل کرنے اور ترقی کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ لیکن حضرت امّاں جانؓ چار چار پانچ پانچ بچوں والی عورتوں کو اپنے پاس بخوشی رکھتیں اور اُن کے بچوں کی جملہ ضروریاتِ زندگی مہیا فرماتیں۔ یہاں تک کہ اُن کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام فرماتیں۔ اور کبھی اُن سے اِس طریق پر کام نہ لیتیں اور نہ ہی خاندان کے کسی دوسرے فرد کو لینے دیتیں جس سے اُن کی تعلیم میں کوئی حرج واقع ہو۔ اِسی لئے آپؓ کے گھر میں جتنے بھی بچے پلے اُن میں سے کوئی بھی جاہل نہیں رہا بلکہ بعض نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

چند دن ہوئے ایک عورت پھُوٹ پھُوٹ کر رو رہی تھی اور کہتی جاتی تھی "ہائے امّاں جانؓ تو اب چلی گئیں ہمارا اِس دُنیا میں اب کون ہے۔ میرے بچوں کی تو امّاں جانؓ نے زندگی بنا دی۔ میں جاہل، بچوں کا باپ جاہل، دادا جاہل، تمام خاندان جاہل، کسی کو الف سے بے نہیں آتا۔ آج امّاں جانؓ کے طفیل میرا بچہ لائق ہو گیا اور خدا کے فضل سے میٹرک پاس کر کے ملازم ہو گیا۔ جس کا مجھے وہم بھی نہیں آسکتا تھا۔ میرے دوسرے بچے بھی پڑھ رہے ہیں۔ میں احمدیت سے بے بہرہ تھی۔ حضرت امّاں جانؓ کے حُسنِ سلوک سے مجھے احمدیت کی دولت نصیب ہوئی۔"

۱۹۴۴ء میں المصلح الموعود کا جو جلسہ دہلی میں ہوا اُس میں مخالفوں کی شورش اور فساد کے نتیجہ میں جن لوگوں کو چوٹیں آئیں اُن میں سے ایک بیرو میاں عبدالرحیم احمد صاحب بھی تھے۔ ان کے سر پر سخت چوٹ آئی اور زیست کی کوئی اُمید نہ رہی۔ تمام ماہر ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ یہ اب نہیں بچیں گے۔ سیدنا ابا جان باہر سے تشریف لائے اور مجھے گلے لگا کر فرمانے لگے۔ "ڈاکٹروں کے نزدیک احمد کے بچنے کی بظاہر کوئی اُمید نہیں رہی لیکن اللہ تعالےٰ قادر ہے دُعا کرو۔" میں یہ سُن کر سخت گھبرائی اور نہایت کرب کی حالت میں شدّتِ غم سے میرے مُنہ سے چیخ نکل گئی۔ اور ساتھ ہی میں نے کہا "امّاں جان! آپ دُعا کریں۔ آپ نبی کی بیوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دُعا ضرور سُنے گا۔" پیاری امّاں جانؓ جو اُس وقت مُنہ پر ہاتھ رکھے لیٹی ہوئی تھیں اُٹھ کر بیٹھ گئیں

اور سخت اضطراب کی حالت میں اپنے خدا کو مخاطب کر کے فرمانے لگیں کہ "اے خدا ابھی چند دن ہوئے میرا بھائی فوت ہوگیا، بہو فوت ہوئی اب مجھ میں برداشت کی طاقت نہیں تو احمد کو صحت دے اور وہ اپنے بچوں کے سر پر سلامت رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جان کی دعا کو سنا اور اُن کو خارق عادت رنگ میں صحت عطا فرمائی اور اپنے قول کے مطابق کہ میرے بعض بندے مجھے اس قدر پیارے ہوتے ہیں کہ میں اُن کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات رد نہیں کر سکتا۔ اماں جان کی اُس وقت کی درد بھری دُعا کو قبول کیا۔ جبکہ تمام دُنیوی سہارے ٹوٹ چکے تھے اور کوئی بھی سہارا موجود نہیں تھا سوائے خدا کے۔

ان پر ہی کیا منحصر ہے آپؓ کی رأفت و شفقت ہر کہ مہ کے لئے عام تھی۔ آپؓ بے کسوں کی مددگار، بیواؤں کی خبر گیری کرنے والی، یتامیٰ کی ملجا و ماویٰ، حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنے والی اور ہر ایک کے دُکھ سُکھ کی شریک تھیں۔

آہ! وہ برگزیدہ ماں جس کے وجود با جود کے ساتھ ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں وابستہ تھیں آج ہم میں موجود نہیں۔ ہم آپؓ کی دردمندانہ دُعاؤں سے محروم ہوگئے۔

اے اللہ! تو ان پر اپنی بے شمار رحمتوں کا سایہ رکھ اور ہمارے لئے اُن کی دُعاؤں کے اثر کو دائمی بنا دے۔ اے اللہ! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم آپؓ کے نقش قدم پر چل کر تیری رضا کے حاصل کرنے والے ہوں اور صحیح معنوں میں آپؓ کی نسل کہلانے کے مستحق ٹھہریں۔

اے مادرِ مہربان! تجھ پر ہزاروں سلام اور لاکھوں درود ہوں۔!

بقیہ تعزیتی خطوط از صفحہ ۱

شیخ پور ضلع ملتان۔ صدر لجنہ اماء اللہ شیخوپور لکھتی ہیں "پیاری اماں جان کی وفات پر میں اپنے محسن آقا اور آپ اور سب خاندان کے ساتھ نہایت ہی مجروح و درد اور غم بھرے دل کے ساتھ شریک ہوتی ہوں۔ میری بدقسمتی کہ میں آخری دیدار اپنی مجسّمہ محبت و شفقت پاک ماں کا نہ کر سکی۔ ہمیں بھاؤنی میں اس جانکاہ حادثہ کی خبر اُس وقت ملی جبکہ وہ مبارک وجود سپرد خاک کیا جا رہا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں نہایت ہی پُر غم دل کے ساتھ دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت اماں جانؓ کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں اس ناقابل برداشت صدمہ کو صبر سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

منٹگمری۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ منٹگمری نے حسب ذیل تعزیتی خط روانہ کیا۔

"یہ خبر نہایت ہی رنج کے ساتھ سُنی گئی کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہوگئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ مرحومہؓ کے درجات زیادہ سے زیادہ بلند کرے۔ اُن کے خاندان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے آمین

ہم سب ممبرات لجنہ اماء اللہ منٹگمری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہیں اور اس صدمہ اور رنج و غم میں برابر کی شریک ہیں۔

والسلام
آپ کی دُعاؤں کی محتاج
ممبرات لجنہ اماء اللہ منٹگمری"

(باقی صفحہ ۴۱ پر)

اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر

بیگم صاحبہ میاں عبدالمنان عمر

قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت ہوئی۔ آپ بہنیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ کس طرح حضرت اماں جانؓ کی بیماری کے دنوں میں ساری جماعت نے نہایت الحاح، زاری اور خشوع و خضوع کے ساتھ دُعاؤں پر دُعائیں کیں۔ صدقات پر صدقات دیتے۔ علاج کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ لیکن آہ! الٰہی نوشتے پورے ہوئے اور ایسا محترم، مکرم، ایسا مقدس، ایسا مطہر اور ایسا پیارا وجود دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر نہیں تھی تو اور کیا تھا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے بہت ہی خاص وجود ہوتے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر ہی کام کرتی ہے۔

حضرت اماں جانؓ قریباً دو ماہ بستر علالت پر رہیں۔ جماعت نے اس عرصہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا خاص طور پر دُعاؤں اور صدقات کی طرف توجہ دی اور اِنابت اِلی اللہ کا وہ بے نظیر نمونہ دکھایا جس کی مثال صرف اور صرف اُنہی جماعتوں میں ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مامور کی قائم کردہ ہوتی ہیں۔ عام طور پر بیماریاں عام لوگوں کے لئے ابتلاؤں، مصیبتوں اور بے صبریوں کے مظاہروں کا موجب بنتی ہیں لیکن حضرت اماں جانؓ رضی اللہ عنہا کی علالت قوم کی قوم کو خالقِ حقیقی کے دروازے پر جُھکا دینے اور رجوع الی اللہ کا موجب ہوئی۔ اور اس وجود باجود کی بیماری نے بھی قوم کو عظیم الشان نعمتوں سے متمتع کر دیا۔ ہر کسی کو یہ مقام کہاں میسر ہوتا ہے اور ہر کسی کے وجود میں اتنی عظیم الشان نعمتیں کہاں مرکوز ہوتی ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَةَ نَبِیِّ اللّٰہِ۔

بیماری کے ایام میں ہی انسان کی حقیقی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ کمزور ایمان کا شخص جزع فزع کرتا ہے، بے صبری کے کلمات منہ سے نکلتے ہیں اور ایک ایسا رویّہ انسان اختیار کر لیتا ہے جو حقیقی مومن کی شان سے بعید ہوتا ہے۔ لیکن حضرت اماں جانؓ کتنا لمبا عرصہ بیمار رہیں، کتنی شدید بیماری میں سے گزریں، کیسی کیسی تکلیفیں آپؓ کو ہوئیں لیکن جن لوگوں کو آپؓ کی بیماری کے ایام میں شب و روز آپؓ کے پاس رہنے اور آپؓ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی وہ آپؓ کو بتلائیں گے کہ اس تکلیف اور بیماری کے لمبے عرصہ میں کبھی ایک دفعہ بھی تو ایسا نہیں ہوا کہ کوئی بے صبری کا کلمہ آپؓ کی زبان پر آیا ہو اور کوئی جزع فزع کی بات آپؓ نے کی ہو۔

بلکہ وفات سے کچھ وقت پہلے اگر کوئی بات آپؓ کی زبان پر تھی اور آپؓ کا دماغ کسی طرف مائل تھا تو وہ صرف دُعا تھی۔ آخری حرکت جو آپؓ نے کی وہ یہی تھی کہ خدا کی طرف آپؓ کا رجوع تھا اور دُعا کے لئے آپؓ نے ہاتھ اُٹھا دیئے تھے اور کلامِ الٰہی کے سُنائے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

تاریخ احمدیت کا مشہور واقعہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو حضرت اماں جانؓ کی زبانِ مبارک پر یہی الفاظ تھے کہ "اے خدا یہ تو ہمیں چھوڑ چلے ہیں پر تُو نہ ہمیں چھوڑیو۔" گویا اُس وقت بھی آپؓ کا آخری سہارا اور آخری نظر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تھی۔ اور جب اس واقعہ کے چوالیس برس بعد خود حضرت اماں جان کی اپنی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت بھی آپؓ کی نظر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تھی۔ وہی پاک و برتر

ہستی آپؓ کا آخری سہارا تھی۔

عام انسانوں کو تو دوسروں کی تکلیف کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ لیکن جب کوئی شخص خود تکلیف میں ہو اُس وقت تو دوسروں کے دُکھ اور تکلیف کا احساس اُسے بالکل رہتا ہی نہیں لیکن حضرت اماں جان کردار کی اِس پستی سے بہت زیادہ بلند تھیں۔ صحت و آرام کے وقت ہی نہیں بلکہ اپنی بیماری اور تکلیف کے دنوں میں بھی دوسروں کے آرام و راحت کا اُنہیں ہمیشہ خیال رہا۔

چنانچہ آپؓ کی بیماری کے ایام میں جب کبھی بھی آپؓ سے پوچھا جاتا آپ کی طبیعت کیسی ہے تو اس خیال سے کہ میری تکلیف کی وجہ سے تیمارداروں کو تکلیف نہ پہنچے اور اُنکے حوصلے پست نہ ہوں تو آپؓ بڑی بلند حوصلگی کے ساتھ فرماتیں "بہت اچھی ہے"۔ بیماری کے ایام میں یہ حوصلہ اور دوسروں کے آرام کا اِس درجہ خیال ہر کسی کا کام نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین!

حضرت اماں جانؓ ہم سے جُدا ہو چکی ہیں مگر اسوقت بھی آپؓ کا چلتا پھرتا وجود آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ آپؓ کا طریق تھا کہ اکثر سَیر کو تشریف لے جاتی تھیں مگر یہ سَیر تو محض ایک تقریب ہوتی تھی۔ آپؓ کا یہ دستور تھا کہ سَیر کے لئے آتے اور جاتے ہوئے جماعت کی بہنوں کے گھروں میں تشریف لے جاتیں اور ہر گھر کے مناسب حال گھر اور اُس کی صفائی، بچوں کی دیکھ بھال، تعلیم و تربیت اور امورِ خانہ داری کے متعلق قیمتی ہدایات اور نصائح فرماتیں اور ساری جماعت کے ساتھ اِس طرح براہِ راست نہایت قریبی ذاتی تعلق قائم رکھتیں۔ ان کی آمد سے گھر گلزار بن جاتے۔ آہ آج وہ وجود ہم میں نہیں۔

حضرت اماں جان عورتوں میں بیکاری کو سخت ناپسند فرماتی تھیں۔ آپؓ نہ خود بیکار رہتیں نہ دوسروں کا بیکار رہنا پسند کرتیں۔ بسا اوقات خود چرخہ لیکر بیٹھ جاتیں اور اگر اسی دَوران میں کوئی ایسی بہن آجاتی جسے کاتنا نہ آتا ہو تو اُسے گودی میں بٹھا کر چرخہ کاتنا سکھلاتیں۔

آپؓ کی طبیعت میں بے انتہا سادگی تھی گفتگو سادہ، طریقِ ملاقات بناوٹ سے خالی، رہنے سہنے کا ڈھنگ تکلف سے مبرا۔ کوئی ملنے آتا تو سادگی اور شفقت سے اُسے ملتیں کسی سے ملنے جاتیں تو سادگی اور محبت وہاں بھی آپؓ کے ساتھ ہوتی۔

حضرت اماں جانؓ کی مہمان نوازی تو ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام خبر دی کہ بڑی کثرت سے آپؑ کے پاس لوگ آئیں گے۔ ان آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کا بار حضرت اماں جانؓ ہی کے کندھوں پر تھا۔ اس فرض کو آپؓ نے جس خوبی، خوش اسلوبی اور عمدگی سے نبھایا کہ ایک دُنیا اس کی گواہ ہے۔

حضرت اماں جانؓ اپنے بھائیوں کے لئے بہترین بہن، اپنے بچّوں کے لئے بہترین ماں، اپنے خاوند کے لئے بہترین بیوی اور اپنے ماں باپ کے لئے بہترین بیٹی تھیں۔ غریبوں کے لئے آپؓ کے دل میں خاص تڑپ تھی۔ اور اُن کی امداد کے لئے آپؓ کا ہاتھ ہر وقت دراز رہتا تھا۔ اپنے خادموں پر خاص شفقت فرماتی تھیں۔ اگر کسی نوجوان خادمہ کے تنگ کرنے پر کبھی اُسے ڈانٹ ڈپٹ کی بھی تو پھر جلدی محبت، شفقت اور انعام و اکرام سے اُسے خوش کر دیا۔ گھر کی چھوٹی خادماؤں کو بیٹی کہہ کر پکارنا، اُن کے کپڑوں اور کھانے پینے کا خود ہی خیال رکھنا اور دوسری عورتوں پر نہ چھوڑنا آپؓ کا طریق تھا۔

شکوہ و شکایت، عیب چینی اور غیبت سے آپؓ کو از حد نفرت تھی۔ ایسی باتیں نہ خود کرتیں نہ کسی سے ایسی باتوں کا سُننا پسند فرماتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ اور اُن کی اولاد کے ساتھ آپؓ خاص طور پر محبت اور شفقت سے

پیش آتیں اور اُن کے لئے دُعائیں فرماتی تھیں۔ آپؓ کو اللہ تعالےٰ نے یونہی مومنوں کی ماں نہیں کہہ دیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ماں کی ماںتا ہر فرد کے لئے آپؓ کے دل میں جاگزیں تھی۔

تربیت اولاد جس خوبی اور عمدگی سے آپؓ نے کی خدا کے فضلوں کے ساتھ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ساری ہی اولاد آفتاب وماہتاب بن کر دُنیا میں چمک رہی ہے۔

بیٹی کو شادی کے وقت رخصت کرتے ہوئے ماں کے کیا کچھ جذبات نہیں ہوتے۔ آپؓ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت نواب مبارکہ بیگم کو شادی کے وقت جو نصیحتیں فرمائیں وہ ذریں حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں مجھے شادی کے ایام آپؓ نے جو چند نصائح فرمائی تھیں وہ یہ ہیں۔ فرمایا:۔

(۱) "اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو اُن سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔

(۲) اگر کوئی کام اُن کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا صاف کہہ دینا۔ کیونکہ اسمیں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔

(۳) کبھی اُن کے غصہ کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا کسی بچہ پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اسوقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اُسوقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور اُن کا غلطی پر ہونا اُن کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔

اُن کے عزیزوں کو۔ عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا کسی کی بُرائی تم نہ سوچنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ لینا۔ پھر دیکھنا ہمیشہ خدا تمہارا ہی بھلا کرے گا"

حضرت اُمّ المؤمنینؓ کی سلسلہ کے لئے مالی قربانیوں کی فہرست بھی بڑی طویل ہے۔ یہ وقت نہیں کہ ایک ایک کر کے اُن سب کو اس مختصر وقت میں گنوا سکوں اور یہ بتاؤں کہ کس طرح آپؓ نے اپنی آبائی جائدادوں کو بیچ کر منارۃ المسیح کے چندہ میں حصہ لیا۔ اور نصف صدی تک جماعت کی تقریباً ہر تحریک میں نمایاں طور پر شریک ہوتی رہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدقہ وخیرات کے دو پہلو ہیں اور اپنے اپنے وقت پر دونوں کا اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔

صدقہ وخیرات کا ایک پہلو وہ ہوتا ہے جس میں اخفاء ہی اخفاء ہوتا ہے اور اظہار کا کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ حضرت امّاں جانؓ کی ساری زندگی داد و دہش سے معمور ہے اور اس میں ہزاروں واقعات ایسے ہیں کہ آپؓ نے دائیں ہاتھ سے دیا اور بائیں کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ اگر وہ لوگ جن سے آپؓ کی کرم فرمائیوں کا یہ سلوک ہوا اُن کا ذکر نہ کریں تو ہمیں ان کا علم بھی نہ ہوتا۔ اور نہ معلوم نیکی اور حسنِ سلوک کے کتنے ہی وہ واقعات ہیں جو پردۂ خفا میں ہیں اور دُنیا نہیں جانتی۔

پھر صدقہ وخیرات اور مالی قربانیوں کا ایک پہلو وہ ہے جو اپنے اندر ایک گونہ ظہور کا رنگ رکھتا ہے۔ ایک کی قربانی دوسروں کے لئے نیکی کی تحریک کا موجب ہوتی ہے۔ اور اسی لئے میں نے جماعت کے لئے آپؓ کی مالی قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔

حضرت امّاں جانؓ حد درجہ عبادت گزار تھیں۔ پنجگانہ نماز نہایت التزام کے ساتھ ادا فرماتی تھیں۔ تہجد آپؓ سے نہیں چھوٹتی تھی۔ اشراق کی نماز بھی اکثر پڑھتی تھیں۔ واقعہ کہ بہنیں آپ کو بتائیں گی کہ کس طرح نماز مغرب کے بعد مصروفِ عبادت رہتی تھیں۔

ہر وقت شکرِ الٰہی کے کلمات آپ کی زبان پر جاری

رہتے تھے۔ دُعاؤں کی آپؓ بہت ہی عادی تھیں۔ نماز نہایت خشوع خضوع سے ادا فرماتی تھیں۔ اس کمزوری کے عالم میں آپؓ کے سجدوں کی طوالت کو دیکھ کر بعض وقت خود اپنے اندر شرمساری محسوس ہونے لگتی۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالےٰ کے الفاظ میں حضرت اُم المومنینؓ کی سیرۃ طیبہ کا اجمالی نقشہ آپ بہنوں کے سامنے یوں رکھتی ہوں :۔

آپ بہت صدقہ و خیرات کرنے والی۔ ہر چندہ میں شریک ہونے والی۔ اوّل وقت اور پوری توجہ اور انہماک سے پنجوقتہ نماز ادا کرنیوالی تھیں۔ اور صحت و قوت کے زمانہ میں تہجّد کا التزام رکھتی تھیں۔ خدا کے خوف سے معمور رہتی تھیں۔ صفائی پسند۔ شاعر باذاق۔ زمانۂ جہالت کی باتوں سے دُور۔ گھر کی عمدہ منتظم۔ اولاد پر از حد شفیق۔ خاوند کی فرمانبردار اور کینہ نہ رکھنے والی خاتون تھیں۔

غرض آپؓ کا اُٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا۔ سونا جاگنا۔ رہنا سہنا۔ اور آپؓ کا مرنا جینا سب کچھ خدا تعالےٰ ہی کے لئے تھا۔ اور آپؓ کا مبارک وجود اُن محترم اور پُر عظمت ہستیوں میں سے تھا جو بجا طور پر یہ کہہ سکتی ہیں :۔

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ
وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اے مادرِ مہربان! تجھ پر سلام۔
اے اُمّ المومنین! تجھ پر درود۔
اے نصرت جہاں بیگم جب تک دُنیا تک تیرا نام روشن رہے۔

آمین یارب العٰلمین ۝

بقیہ تعزیتی خطوط از صفحہ ۳۸

حیدرآباد دکن ۔ صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن لکھتی ہیں :
"مجھے یہ المناک خبر ملی کہ ہماری مقدس مادر مہربان جو مادرِ حقیقی کا غم بھلا دیتی تھیں وہ دُنیا سے کوچ کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ سب مخلص بہنوں کو جوشِ دروں ان کی خدمت میں لگی ہوئی تھیں میں تعزیت ادا کرتی ہوں۔"
(امۃ اللہ بشیرہ بیگم صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن)

لاہور ۔ لجنہ اماء اللہ لاہور حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا کی وفات حسرت آیات کا نہایت افسوس کرتی ہے نیز خدا تعالےٰ سے آپؓ کو بلندی درجات کی دعا کرتی ہے۔" والسلام
(امۃ اللہ مغل۔ پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ لاہور)

قصور ۔ لجنہ اماء اللہ قصور کی سیکرٹری صاحبہ اطلاع دیتی ہیں کہ جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ نے حضرت اُمّ المومنینؓ کی وفات حسرت آیات پر سخت صدمہ کا اظہار کیا اور آپؓ کے لئے غریق رحمت ہونے کی دُعا کی۔ (نفیسہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قصور۔)

ملتان ۔ امۃ الحفیظ صاحبہ نے حضرت اُمّ المومنینؓ کی مفارقت اور "مومنوں کی ماں" کی جُدائی کے متعلق تعزیتی خط لکھا اور اپنی طرف سے اور جملہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ہمدردی اور مواسات کے جذبات پیش کئے۔

بھاگلپور سٹی (بہار) سعیدہ خاتون صاحبہ نے جملہ افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں معرفت مدیرہ مصباح جذبات ہمدردی اور حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی مفارقت کے متعلق سخت صدمہ کا اظہار کیا۔

احمد نگر ۔ صدر لجنہ اماء اللہ احمد نگر نے جملہ ممبرات کا ایک اجلاس بُلوایا اور سیدۃ النساء حضرت اُمّ المومنینؓ کی وفات پر گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔

(باقی صفحہ ۴۶ پر)

آج اُمّ المومنینؓ اِس دارِ فانی میں نہیں

امۃ الرشید شوکت صاحبہ

آج حضرت امّاں جانؓ کو اِس دُنیائے فانی سے رخصت ہوئے اٹھارہ روز ہو گئے ہیں۔ یہ جلسہ آپؓ کی یاد میں اور آپؓ کی سیرۃ و اخلاق بیان کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ میں نے وہ اخبارات پڑھے ہیں جن میں حضرت امّاں جانؓ کی وفات حسرت آیات کے حالات کو درج کیا گیا ہے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے علم کے مطابق حضرت اُمّ المومنین نوّر اللہ مرقدہا کی سیرۃ و اخلاق پر روشنی ڈالی ہے۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ آپؓ میں وہ تمام اخلاق اور وہ تمام خوبیاں جمع ہیں جو کسی بزرگ ہستی اور خدا کے پیارے بندوں میں پائی جاتی ہیں۔ آپؓ کا وجود اُن تمام خوبیوں اور تمام اخلاقِ حسنہ کا مرکز ہے جو کسی وجود میں فرداً فرداً پائی جاتی ہیں۔

آپؓ فرمانبردار اور نیک بیٹی تھیں۔ وفادار اور محبت کرنے والی بیوی تھیں۔ مہربان اور شفقت کرنے والی ماں تھیں۔ شفقت اور ہمدردی کرنے والی بہن تھیں۔ خوش خلق اور خوش طبع سہیلی تھیں۔ بذلہ سنج اور رونق محفل خاتون تھیں۔ مہمان نواز، ہمدرد اور ہر ایک کی خیر خواہ۔ غریبوں اور یتیموں کا سہارا تھیں۔ قوم کا ستون تھیں۔ اور ان تمام خوبیوں کے ساتھ ایک عظیم الشان مبلغہ بھی تھیں۔ کیونکہ آپؓ کے ذریعہ ہی لوگوں نے خصوصاً عورتوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی غرض و غایت کو پہچانا ہے اور اُن فرائض کو معلوم کیا ہے جن کی بجا آوری سے احمدیت کی ترقی وابستہ ہے۔

مَیں نے سیرۃ اُمّ المومنینؓ کا بھی مطالعہ کیا۔ وہ آپؓ کی خوبیوں سے بھری پڑی ہے لیکن سمجھ نہیں آتی تھی کہ آپؓ کی کونسی بات بیان کروں اور کونسی بات کو چھوڑ دوں۔

دراصل مَیں چاہتی تھی کہ حضرت امّاں جانؓ کی زندگی کے چشم دید اور اپنے کانوں سے سُنے ہوئے واقعات بیان کروں۔ کاش یہ سعادت مجھے حاصل ہوتی ...... افسوس!

امّاں جانؓ کا بابرکت وجود ایک لمبا عرصہ ہم میں موجود رہا۔ آپؓ خدا تعالیٰ کی نعمت تھیں جس سے ہم نے کما حقہٗ فائدہ حاصل نہ کیا۔

مَیں آپؓ سے برکت حاصل کرنے کے لئے آپؓ کے پاس جایا تو کرتی تھی لیکن السلام علیکم اور دُعا کے بعد آپؓ کے رعب اور اپنے شرم کے باعث کبھی زیادہ بات چیت نہ کر سکی۔ قادیان کا ایک واقعہ یاد ہے۔ ایک دن اپنی بھابھی کے ہمراہ حضرت امّاں جانؓ کی زیارت کو گئی۔ آپؓ نے ہمارے خاندان کے مختلف افراد کا نام لیکر پوچھا کہ اُن کا کیا حال ہے اور وہ کہاں رہتے ہیں۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر بھی شروع ہو گیا۔ مَیں نے پوچھا ...... امّاں جان! آپ کو کونسی چیز پسند ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کے لئے پکا کر لاؤں۔ فرمانے لگیں "بغیر گوشت کے پکے ہوئے کریلے جن میں تھوڑی سی کڑواہٹ باقی ہو" مَیں نے اسی دن شام کے وقت نہایت احتیاط سے کریلے تیار کئے اور حضرت امّاں جانؓ کی خدمت میں لیکر حاضر ہو گئی۔ شام کا وقت تھا مَیں نے پلیٹ آپؓ کے سامنے کر دی۔ حضرت امّاں جانؓ نے پوچھا یہ کیا؟ مَیں نے عرض کی کہ کریلے پکا کر لائی ہوں۔ آپؓ نے جزاک اللہ کہہ کر پلیٹ میرے ہاتھ سے لے لی اور ایک کریلا کھا کر فرمایا کہ "تم نے بہت تکلیف کی" لیکن یہ تکلیف تو میرے لئے عین راحت تھی۔

وہ گھڑیاں کیسی سہانی اور کیسی پیاری تھیں جبکہ امّاں جانؓ اپنے گھر سے چل کر ہمارے سکول میں آتیں۔ ہم سب معلمات آپؓ کے ارد گرد جمع ہو جاتیں۔ فوراً چارپائی بچھائی جاتی اور حضرت امّاں جانؓ اس پر لیٹ جاتیں۔ استانی سیدہ بیگم کتاب میں سے کوئی کہانی سُنانی شروع کر دیتیں اور امّاں جانؓ ہنسی خوشی سُنتیں اور مزیدار ریمارکس بھی کرتی جاتیں۔ پہیلیاں سُنائی جاتیں، بجھارتیں لکھائی جاتیں۔ اکثر مجھے اور عابدہ بیگم

مرحومہ کو آپؓ کے پاؤں دبانے کا شرف حاصل ہوتا لیکن افسوس! وہ گھڑیاں گذر گئیں۔ اب صرف اُن گھڑیوں کی میٹھی یاد باقی رہ گئی ہے جس کو یاد کرکے ہم تڑپا کریں گے، رویا کریں گے اور رُلایا کریں گے۔

آپؓ کی بیماری کے ایام میں خوش نصیبوں نے اپنے چوبیس گھنٹے اس مادرِ مہربان کی خدمت میں وقف کر رکھے تھے میں بھی سخت خواہش کے باوجود ایک تربیتی کلاس کے انتظام میں مصروف ہونے کی وجہ سے اس سعادت کو حاصل نہ کر سکی۔

آخری دن ۔۔۔۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ وہ آخری دن تھا۔ دوپہر کے وقت میں پنکھا کرنے کی غرض سے حضرت اُمّ المومنینؓ کے مبارک کمرہ میں داخل ہوئی۔ وہ مبارک اور نورانی وجود چارپائی پر اطمینان سے لیٹا ہوا تھا۔ دو تو بیٹیاں پاس بیٹھی تھیں۔ ان کی نظریں آپؓ کی معمولی سی حرکت پر آپؓ کی طرف متوجہ ہو جاتی تھیں۔ میں نے کمرہ میں چاروں طرف نظر یا دوڑائی۔ آپؓ کی چارپائی کے اردگرد دو تپائیاں رکھی تھیں جن پر ادویات پڑی تھیں۔ ایک کرسی پر آپؓ کو لحہ بہ لحہ گیس دینے کے لئے مشین رکھی ہوئی تھی۔ الماری میں بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی دواؤں کی شیشیاں ترتیب سے چنی ہوئی تھیں۔ سامنے کی دیوار پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بائیں طرف کی دیوار پر سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کے چوکھٹے لٹک رہے تھے۔

میں پنکھا کرتی جاتی تھی اور اس مبارک وجود کی طرف دیکھتی بھی جاتی تھی۔ آخر آدھ گھنٹہ ختم ہو گیا اور میں مغموم دل کے ساتھ آپؓ کے مبارک چہرہ کو دیکھتی ہوئی باہر آ گئی تھوڑا وقت ملنے پر مجھے افسوس تھا۔ لیکن اب میں دیکھتی ہوں تو اپنی زندگی بھر کے تمام لمحات سے زیادہ قیمتی اُس آدھ گھنٹہ کو پاتی ہوں۔ کیونکہ اسی شب کو حضرت اماں جانؓ کا پاک وجود ہمیشہ کے لئے ہم سے جُدا ہو گیا۔

جس قسم کے اخلاق کے نمونے حضرت اماں جانؓ کے وجود میں دیکھے گئے ان کو ہم گن نہیں سکتیں لیکن نیک لوگوں کی نیک باتوں کا ذکر نیک بنانے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ اسلئے اگر سب نہیں تو چند باتوں کا ذکر ہی کچھ کم فائدہ مند نہیں۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر میں چند واقعات آپ کے سامنے بیان کرتی ہوں تا ہم ان سے سبق سیکھیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔

میری والدہ جو ۳۱۳ صحابہ میں سے ایک مخلص صحابی میاں جمال الدین صاحب سیکھوانی کی بیٹی ہیں اور خود بھی انہیں تقریباً نو سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اماں جانؓ حضرت اُمّ ناصر احمد صاحبہ کے ہمراہ ہمارے گاؤں سیکھواں تشریف لائیں۔ میرے نانا جان مرحوم اور انکے دونوں چھوٹے بھائی اکٹھے ایک ہی بنگلہ رہتے تھے۔ دیہاتی دستور کے مطابق تینوں گھروں میں جو کچھ پکا ہوا تھا وہ آپ کے سامنے رکھا گیا۔ آپؓ نے وہ سادہ کھانا نہایت ہی خوشی سے مزے لے لیکر کھایا۔ موٹھ کی کھچڑی جو دیہاتی آدمی سردیوں کے موسم میں اکثر کھاتے ہیں بہت پسند فرماتی ہیں اور اس کے بعد بھی کبھی کبھی مائی کاکو کے ذریعہ اس قسم کی کھچڑی منگواتی رہیں جو کہ آپؓ کی سادگی اور ہر ایک سے بے تکلفانہ اور مربیانہ سلوک کو ظاہر کرتی ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ گورداسپور میں ہمارے گھر تشریف لائیں۔ میرا چھوٹا بھائی بعارضہ پیچش تقریباً ایک ماہ سے بیمار تھا۔ کسی دوائی سے آرام نہیں آتا تھا۔ حضرت اماں جانؓ ہمارے گھر آئیں۔ بچہ کو کمزور اور بیمار دیکھ کر ہمدردی کا اظہار کیا اور خونی پیچش کی نہایت سادہ دوائی بھی بتائی کہ لسوڑی کی ہری ہری کونپلوں کو مٹی کے برتن میں بھگو کر پانی چھان کر اس میں چینی ملا کر بچہ کو دو۔ انشاء اللہ آرام آ جائیگا۔ میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ دو تین دن میں ہی یہ دوائی پلانے سے بچہ کو خدا کے فضل سے آرام آ گیا۔

میری شادی کے موقع پر دوبارہ ہمارے گھر تشریف

لائیں۔ میری چھوٹی بہن کی شادی پر بھی ہمارے غریبخانہ پر تشریف لائیں۔ عورتیں خاموش بیٹھی ہوئی تھیں آپؓ نے آتے ہی کہا کہ "چُپ چاپ کیوں بیٹھی ہو، گاتی کیوں نہیں"۔ مَیں نے خود دیکھا کہ آپؓ شادی وبیاہ کی مجلسوں میں خاموش رہنا پسند نہیں فرماتی تھیں بلکہ چہل پہل اور رونق سے آپؓ کو خوشی ہوتی۔ ایک صاحبزادی کی شادی کے موقع پر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اپنے اِردگرد بیٹھی ہوئی عورتوں کو کچھ سُنانے کے لئے کہا اور فرمانے لگیں کہ اگر تم نہیں پڑھوگی تو مَیں خود پڑھوں گی۔ اس کے بعد کچھ شعر خود بھی سُنائے اور پڑھنے والی کی غلطیوں کو بھی درست فرمایا۔ میرا اندازہ یہی ہے کہ آپؓ اکثر اِس قسم کے گیتوں کو پسند فرماتی تھیں جو دلّی کی عورتیں بیاہ شادی کے مواقع پر گایا کرتی تھیں۔ دلّی کا رسم ورواج اور طرزِ تمدّن آپؓ کو بہت پسند تھا۔ اکثر آپؓ ایسی کتابیں سُنا کرتیں جن میں بیگمات دلّی کی آپس کی گفتگو اور ان کی گھریلو زندگی کا ذکر ہوتا۔ دلّی آپؓ کا وطن تھا اور اتنا عزیز تھا کہ آپؓ اس کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اکثر وہیں کے طرزِ تمدّن اور چہل پہل کے ذکر کو سُنتی رہتیں۔

میری والدہ محترمہ ایک دن میری بھابھی کے ساتھ انگوروں کی ایک پلیٹ لیکر گئیں۔ آپؓ نے نہایت خندہ پیشانی سے اس حقیر تحفہ کو قبول کیا اور ہنس کے فرمایا کہ "ہم تو پلیٹ بھی نہیں دیا کرتے"۔ اس کے بعد خادمہ کو بلاکر کہا کہ یہ انگور رکھ لو اور پلیٹ صاف کرکے لاؤ۔ اتنی عمر میں آپؓ کا ہر ایک آنے والے سے خندہ پیشانی سے ملنا اور لطیف قسم کے مذاق سے آنے والے کو محظوظ کرنا یہ آپؓ کی ہی خاص خوبی تھی۔ ورنہ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ اتنی عمر کو پہنچنے والے عموماً یا تو نہایت خاموش اور سنجیدہ ہوجاتے ہیں کہ کسی سے بات بھی نہیں کرتے یا سخت قسم کے چڑچڑا مزاج کہ کسی بچے کی بات بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ لیکن آپؓ کی طبیعت میں اس قسم کے بڑھاپے کی کوئی علامت نہیں تھی۔ نہایت زندہ دل اور خوش مزاج اور روشن دماغ تھیں۔ بلکہ آپؓ کے پاس بیٹھنے والے کی طبیعت میں بھی ایک تازگی اور چہرے پر بشاشت اور زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ جاتی تھی۔

ایک بار میری والدہ اپنی چچی (والدہ مولوی قمرالدین صاحب) اور چچازاد بہن (ہمشیرہ مولوی قمرالدین صاحب) کے ہمراہ حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں گئیں۔ کھانے کا وقت تھا۔ آپؓ کے سامنے تازہ پُھلکے اور کڑی (جو پکوڑے ڈال کر تیار کی گئی تھی) اور کھیر کی پلیٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ میری والدہ اور میری نانی اور خالہ فرش پر سلام کرکے بیٹھ گئیں۔ حضرت اماں جانؓ نے چند پُھلکے، کڑی کی پلیٹ اور کھیر کی ایک پلیٹ میری نانی جان کو جو آپؓ کے قریب بیٹھی تھیں عنایت کیں۔ انہوں نے اِس تبرّک کو آپس میں تقسیم کرلیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اماں جانؓ نے فرمایا کہ "سارہ کو بھی دینا" (یہ میری والدہ کا نام ہے) میری نانی جان نے جواب دیا کہ اماں جان مَیں نے اس کو بھی دیا ہے۔ یہ ایک معمولی سی بات ہے لیکن اِس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح آپؓ کسی کے دل میں آنے والے خیال کو فوراً بھانپ لیتی تھیں۔ آپؓ نے تبرّک میری والدہ کی چچی کے ہاتھ میں دیا تھا۔ میری والدہ کے دل میں طبعاً یہ خیال آسکتا تھا کہ افسوس مجھے آپؓ کے ہاتھ سے تبرّک لینے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ان الفاظ نے انکے اِس غم کو دُور کردیا اور وہ خوش ہوگئیں۔ اللہ اللہ کیا شان ہے خدا کے پیاروں کی۔ وہ کیسے ہر ایک کی دلداری کرتے اور کس طرح ہر ایک کے جذبات کو بھانپ لیتے ہیں۔

میرے بھائی جان بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں مَیں بی۔اے میں پڑھتا تھا اور چھٹیوں میں قادیان آیا ہوا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت اپنی بیٹھک میں بیٹھا ہوا مطالعہ کرنے کی تیاریاں کررہا تھا۔ بیٹھک کا دروازہ کُھلا تھا۔ سامنے حدِ نظر تک سرسبز [illegible] لہلہا رہے تھے۔ دُور درختوں کے جھنڈ میں

کنوئیں کے چلنے کی آواز آرہی تھی کہ اتنے میں سامنے سے حضرت اماں جان اپنی خادماؤں کے ساتھ قدرت کے ان دلفریب مناظر کی سیر کرتی ہوئیں ہماری بیٹھک کے سامنے سے گذریں۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگیں "نورالدین کیا کر رہے ہو" بھائی جان بیان کرتے ہیں کہ میرا چہرہ خوشی اور مرعوبیت کے ملے جلے جذبات سے سرخ ہو گیا اور میں نے نہایت آہستہ آواز میں کہا کہ اماں جان پڑھنے لگا ہوں۔ لیکن وہ پیارے الفاظ آج تک میرے کانوں میں گونجتے ہیں۔

حیرانگی آتی ہے اس بابرکت وجود پر کہ کس طرح وہ اپنے حقیر خادموں کے بچوں پر بھی شفقت کی نظر رکھتی تھیں۔ایک بچہ نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں بچے یہی سمجھتے ہوں گے کہ اماں جانؓ مجھ سے زیادہ محبت کرتی تھیں۔اے خدا! یہ کیسی عالمگیر محبت ہے جو تُو اپنے پیاروں کو دیتا ہے۔

ہاں اُن پیاروں کو جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں! جو تجھ پر نثار ہوتے ہیں۔جن کی عبادتیں اور قربانیاں، جن کا جینا اور مرنا! جن کی ہر حرکت اور ہر سکون صرف تیرے اور تیرے لئے ہی ہوتا ہے۔

اے میرے پیارے خدا! تُو ہمارے دل میں بھی اپنی ایسی ہی محبت اور ایسا ہی عشق پیدا کر دے اور ہمیں بھی ان راہوں پر چلنے کی توفیق دے جن راہوں پر چل کر تیرے یہ بندے تیرے قرب اور تیری رضا کو حاصل کر کے تیرے حضور پہنچے۔اور اے خدا تُو حضرت اماں جانؓ کی تربت پر اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کر اور روزانہ ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ درجات عطا فرما اور ان کے خاندان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین!

بقیہ تعزیتی خطوط از صہ۴۲

سمبڑیال۔فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ احمد الدین صاحب زرگر سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سمبڑیال لکھتی ہیں کہ:"حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کا سخت صدمہ ہوا، ہم ایک قیمتی اور دُعا کرنیوالے وجود سے محروم ہو گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور جماعت کیلئے ہر قسم کی ترقیات کے دروازے کھولے۔"

ربوہ۔حضرت ام المومنین نوراللہ مرقدہا کے سانحہ ارتحال پر اراکین خدام الاحمدیہ ربوہ نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں ایک ریزولیوشن کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کیا۔معتمد صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ لکھتے ہیں:"اراکین مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا یہ اجتماع سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اپنے گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔اور اس ریزولیوشن کی نقول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ناظر صاحب اعلیٰ، اخبار الفضل اور دیگر اخبارات سلسلہ کو بھجوائی گئیں۔

ربوہ۔لجنہ اماء اللہ حلقہ ۲ بلاک ب نے ایک غیر معمولی اجلاس میں حضرت اُمّ المومنین نوراللہ مرقدہا کے انتقال پرملال پر تعزیت نامہ کا ریزولیوشن پاس کیا اور اس کی نقول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد کو بھجوائیں۔اور حضرت ام المومنین کے ابدی درجات کی دُعا کی گئی۔

ربوہ۔لجنہ اماء اللہ حلقہ ۱ نے اپنے اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کیا:"ممبرات حلقہ ۱ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر نہایت رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں۔۔۔۔ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے لئے جس قدر تکلیف اور صدمہ کا موجب ہوئی ہے الفاظ اسے ادا نہیں کر سکتے۔

(باقی صہ۶۲ پر)

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکرِ خیر

[امۃ الکریم نصرت اہلیہ مولوی برکات احمد صاحب راجیکی - از قادیان -]

حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کی وفات کا صدمہ آپؓ کے ہر خادم و خادمہ کو بیحد ہوا ہے۔ ہر احمدی خاتون نہ صرف عقیدہ کے طور پر اور روحانی لحاظ سے آپؓ کو امّاں جان سمجھتی تھی بلکہ آپؓ کے حُسنِ سلوک اور مادرانہ شفقت کی بنا پر بھی آپؓ جسمانی ماؤں سے کہیں بڑھ کر تھیں۔

(۱) مجھ خاکسارہ کو خدا تعالیٰ کے فضل نے حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی گود میں کھیلنے کا شرف پہلی بار سوا سال کی عمر میں عطا فرمایا۔ میری چھوٹی بہن کی عمر اُس وقت پانچ ماہ تھی۔ میری والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ میری اور میری چھوٹی بہن عزیزہ امۃ الحبیب کی ولادت خاص حضرت امّاں جان کی دُعا سے ہوئی۔ جب میری والدہ صاحبہ ایران سے واپس آئیں تو ہم دونوں بہنوں کو آپؓ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت ممدوحہ رضی اللہ عنہا نے بڑی شفقت اور محبت سے ہمکو یکے بعد دیگرے اپنی گود میں اُٹھا لیا اور لمبی دُعا فرمائی۔

(۲) میری والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ جب بھی ان کو ہمیں ساتھ لیکر حضرت امّاں جان کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقع ملا تو حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا نہایت محبت و پیار کا سلوک فرماتیں اور اکثر کھانے کی اشیاء مٹھائی، پھل وغیرہ عطا کرکے، اپنے سامنے بٹھا کر کھانے کا حکم دیتیں۔

(۳) ۱۹۳۹ء میں جب دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوئی اور ہم ایران و عراق سے واپس قادیان آئے اور حضرت امّاں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت امّاں جانؓ نے ہمیں بہت پیار کیا اور کھانے کے لئے مٹھائی وغیرہ دی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ بجائے اپنے سامنے بٹھا کر کھلانے کے آپؓ فرماتیں کہ یہ چیز گھر لے جاؤ اور اپنے بہن بھائیوں میں مل کر کھاؤ۔

(۴) ایک دفعہ ہم حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کے دارِ مقدس میں حاضر ہوئیں تو آپؓ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک چھکے میں سے جو آپؓ کے دالان میں لٹک رہا تھا آم نکالکر ہمیں کھانے کے لئے دیئے اور فرمایا گھر لیجا کر سب ملکر کھانا۔

(۵) ایک دوسری دفعہ جب ہم حاضر ہوئیں تو آپؓ نے حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی ایک صاحبزادی صاحبہ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹی! آم کی کاشیں کرکے ان بچیوں کو دو چنانچہ آپؓ کے ارشاد کی تعمیل ہوئی اور ہمیں صاحبزادی صاحبہ نے کاشیں کاٹ کر دیں۔ صاحبزادی صاحبہ کی حیرانی کو دیکھ کر حضرت امّاں جانؓ نے فرمایا کہ یہ بھائی جی قادیانی کی نواسیاں ہیں۔ صاحبزادی صاحبہ ہنس پڑیں اور عرض کیا کہ میں نے تو ان کو نہیں پہچانا۔ جواباً فرمایا کہ تم چھوٹی تھیں اور یہ ایران میں رہ کر آئی ہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ آپؓ اندر سے ہمارے لئے چاکلیٹ، سویٹ اور دیگر اسی قسم کی کھانے کی اشیاء لاتیں اور ہمیں عطا فرماتیں۔

(۶) آپؓ کی طبیعت میں جہاں وقار، سنجیدگی اور رعب تھا وہاں سادگی بھی بیحد تھی۔ چنانچہ ہم نے کئی دفعہ دیکھا کہ آپؓ باورچی خانہ میں بیٹھ کر ناشتہ یا کھانا تناول فرما رہی ہوتیں تو ہمیں بھی پلیٹوں میں کھانا ڈال کر سامنے بٹھا کر کھانے کا حکم دیتی تھیں۔ میری والدہ صاحبہ کی خواہش پر تبرک بھی عطا فرمایا اور تبرک میں زائد کھانا ڈال کر مرحمت فرماتیں۔

(۷) حضرت امّاں جان میری چھوٹی بہن امۃ الحبیب کو عقیلہ کہہ کر پکارا کرتی تھیں۔ بہنیں دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کی زبان مبارک میں برکت دے اور صحیح معنوں میں عقیلہ ثابت فرمائے۔

میں نے اُوپر حضرت امّاں جانؓ رضی اللہ عنہا کے اخلاقِ حسنہ کا ذکر کیا ہے جو میری ذات سے تعلق رکھتا ہے یہی شفقت اور مہربانی آپؓ کی اور سینکڑوں بہنوں اور بھائیوں سے تھی اور آپؓ حقیقی معنوں میں مومنوں کی ماں تھیں۔ خدا تعالیٰ آپؓ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپؓ پر ہمیشہ اپنی رحمت و برکت کا سایہ رکھے۔ آمین ثم آمین! +

حضرت اماں جانؓ کے متعلق بعض باتیں

(امۃ المجیب بنت مرزا برکت علی صاحب
آف آبادان - از قادیان -)

ہم چونکہ بچپن سے ایران چلے گئے تھے اسلئے متواتر اور لگاتار حضرت اماں جانؓ کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا۔ تاہم باوجود اس کے آپؓ کا جو سلوک شفقت اور محبت کا ہم دور افتادوں پر تھا وہ نہایت اعلیٰ اور آپؓ کے اخلاق کریمانہ کی زندہ مثال تھا۔

(۱) ایک مرتبہ ہم موسم سرما میں حضرت اماں جانؓ کی زیارت کرنے حاضر ہوئیں۔ آپؓ اسوقت باورچی خانہ میں پیڑھی پر بیٹھی تھیں اور ساگ اور مکئی کی روٹی تناول فرما رہی تھیں ہم نے بعد سلام دعا کے لئے عرض کیا۔ آپؓ نے اپنے پاس چوکیاں بچھوا کر ہمیں بھی اپنے ساتھ کھانے میں شامل فرما لیا۔ جس رکابی میں خود کھا رہی تھیں اسمیں ہمیں بھی کھانے کا حکم دیا۔ اسمیں میری بڑی ہمشیرہ امۃ الکریم صاحبہ، چھوٹا بھائی عزیز الطاف احمد اور خاکسارہ شامل تھے۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ نے ہمیں آپؓ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف عطا فرمایا۔

(۲) میرا چھوٹا بھائی جس کی عمر تین چار سال تھی بولتا نہ تھا میری والدہ صاحبہ مع ہمارے اس کو لیکر حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور یہ بولتا نہیں دعا فرمائیں۔

حضرت ممدوحہؓ نے فرمایا "بچی! بولتا نہیں تو کیا سنتا ہے" عرض کیا "جی اماں جان سنتا تو ہے۔" فرمانے لگیں "اگر سنتا ہے تو انشاء اللہ بولنے بھی لگ جائے گا" چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد آپؓ کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ نے اس پر فضل کیا اور اس نے بولنا بھی شروع کر دیا۔

(۳) ایک مرتبہ میں مغرب کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں آئی اور بیت الفکر میں سے گزر کر حضرت اماں جانؓ رضی اللہ عنہا کے دالان میں حاضر ہوئی۔ حضرت اماں جانؓ چارپائی پر تشریف رکھتی تھیں اور آپؓ کے پاس چند مستورات بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے فرمایا "بچی! کس کی بیٹی ہو؟" میں نے عرض کیا حضور بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی نواسی ہوں۔ (حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ایسا سوال کیا کرتیں۔) آپؓ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا، پیار کیا اور فرمایا "بچی میں تمہارے لئے ضرور دعا کروں گی"

(۴) ہم جب آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپؓ کے پاؤں اور جسم دبانے کا شرف حاصل کرتیں جس پر آپؓ خوشی کا اظہار فرماتیں اور ہمیشہ مادر مہربان کی طرح شفقت اور مہربانی کا سلوک فرماتیں۔ آج جب کہ آپؓ ہم سے جدا ہو گئیں ہمیں بے حد صدمہ ہے کہ ہماری روحانی ماں جس کی شفقت حقیقی ماؤں سے بڑھ کر تھی ہم سے جدا ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ آپؓ کو اور آپؓ کی اولاد کو اپنی خاص رحمت اور فضل سے نوازے اور برکت پر برکت دے۔ اور آپؓ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ہم کو آپؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ

مصباح کی وسیع اشاعت میں
زیادہ سے زیادہ
حصہ لینا ہمارا فرض ہے

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقام!

حضرت خدیجہؓ و حضرت عائشہؓ سے آپؓ کی مشابہت

حضرت اُمّ المومنین سیدہ نصرت جہان بیگم رضی اللہ عنہا ایک عظیم الشان مقام رکھتی تھیں اور علو مرتبت میں آپؓ یکتائے زمانہ تھیں۔ نہ آپؓ کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو چھوڑ کر گذشتہ تیرہ صدیوں میں کوئی عورت فائز ہوئی اور نہ معلوم آئندہ کتنی صدیوں تک کوئی عورت بھی آپؓ کے اس بلند مقام کو نہ پہنچ سکیگی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے نہ کوئی شخص نبوت کے مقام پر فائز ہوا اور نہ معلوم آئندہ کوئی شخص اس مقام پر فائز ہوگا یا نہیں اور ہوگا تو کتنی صدیوں کے بعد ہوگا۔ بہر حال آپؓ ایک عظیم الشان نبی کی بیوی ہونے کی وجہ سے اُمّ المؤمنین کہلائیں اور اپنے زمانہ کی تمام عورتوں پر اس لحاظ سے آپؓ کو فضیلت حاصل ہوئی۔

وحی الٰہی میں آپؓ کا ذکر

آپؓ کی شادی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہونا ایک نشان الٰہی تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ:-

"میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اَور
شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کرونگا"
(تذکرہ صفحہ ۳۶)

اور حدیث شریف میں مسیح موعود کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یتزوّج و یُولد لہٗ" کہ حضرت مسیح موعود شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔

چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے سے پوری ہوئی۔ اور بظاہر حالات ایسے نہیں تھے کہ یہ شادی پایۂ تکمیل کو پہنچتی لیکن جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اس شادی کے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا تھا ضروری تھا کہ یہ شادی ہوتی ؎

جس بات کو کہے کہ کرونگا اسے ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

وہ شادی ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے آپ کا مقام و مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے اپنی وحی میں آپؓ کا نام خدیجہ رکھا۔

خدیجہ نام رکھنے میں حکمت

اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ وحی فرمایا:-

اشکر نعمتی رأیت خدیجتی
کہ میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔

آپؓ کو خدیجہ کا نام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تشابہ کی وجہ سے دیا گیا۔ آپؓ میں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا میں جو مشابہتیں پائی جاتی تھیں اُن میں سے چند درج ذیل ہیں:-

پہلی مشابہت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب میں فرماتے ہیں:-

"خدیجہ اسلئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔ جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا۔ اور نیز اس طرف اشارہ تھا

کہ وہ بیوی سادات قوم میں سے ہوگی۔"

پس جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور ان کے بیٹوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام جیسی مبارک نسل کی ماں ہوئیں اسی طرح اس زمانہ کی خدیجہ بھی ایک پاک اور نورانی نسل کی ماں ہیں جن میں سے ایک وہ بیٹا بھی ہے جو اپنے اندر آسمانی رُوح رکھتا ہے اور رُوح القدس سے تائید یافتہ ہے۔

دوسری مشابہت۔ جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شادی قبل از دعویٰ نبوت ہوئی اور شادی سے کئی سال بعد جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے مقام پر سرفراز فرمایا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نہ صرف آپ کی اوّل المصدقین ہوئیں بلکہ ہر رنگ میں اشاعت دعوتِ اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ راست بنیں۔ مخالفت کے طوفان اُٹھے، مصائب کی آندھیاں چلیں لیکن آپؓ کے ایمانِ راسخ کو متزلزل نہ کر سکیں۔

اسی طرح حضرت اُمّ المومنینؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت سے پہلے عقدِ نکاح میں آئیں اور جب کئی سالوں کے بعد آپ نے دعویٰ کیا تو آپؓ بھی اوّل المصدقین ہوئیں اور ہر رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ کی اشاعتِ دعوتِ حقّہ میں ممد ہوئیں اور بوقتِ ضرورت اغراضِ سلسلہ کے لئے اپنا زیور بھی پیش کیا۔ اور دہلی میں جو آپؓ کی جائداد تھی وہ بھی پیش کی۔ دشمنوں نے آپؓ کو گالیاں دیں، آپؓ پر الزامات لگائے، ہر قسم کے بہتان باندھے اور مخالفت کی کوئی انتہا نہ چھوڑی لیکن آپؓ کے پائے ثبات و استقلال میں ذرہ جنبش نہ آئی اور آپؓ کے ایمان کو دُنیا کی کوئی چیز متزلزل نہ کر سکی۔

تیسری مشابہت۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ برس تھی۔ اور چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبوت و رسالت کا مقام عطا ہوا اور بعثتِ نبوی کے دسویں سال حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے وفات پائی گویا شادی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجۃ الکبریٰؓ نے ۲۴ سال اکٹھے زندگی بسر کی۔ چنانچہ نیاز فتحپوری اپنی کتاب "صحابیات" صفحہ ۲۳ میں بحوالہ اسد الغابہ لکھتے ہیں :۔

"حضرت خدیجہؓ نکاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۲۴ سال رہیں۔"

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شادی حضرت اُمّ المومنینؓ سے نومبر ۱۸۸۴ء مطابق محرم ۱۳۰۲ھ کو ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ وفات پائی اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اس زمانہ کی خدیجہؓ نے بھی شادی کے بعد ۲۴ سال اکٹھے زندگی بسر کی۔

چوتھی مشابہت۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اولاد ہوئی اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے :۔

"کان له صلی اللہ علیه وسلم الطیب و المطیب، ولدا فی بطن و الطاهر والمطهر ولدا فی بطن ذکرہ صاحب الصفوۃ فیکونون علیٰ هٰذا احد عشر"

(تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۱)

یعنی ابراہیم۔ قاسم اور عبداللہ اور زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم اور فاطمہ کے علاوہ طیب اور مطیب اور طاہر اور مطہر جیسا کہ صاحبِ صفوہ نے ذکر کیا ہے جوڑے جوڑے پیدا ہوتے تھے اور اس لحاظ سے آپؐ کی اولاد گیارہ کس تھی۔ ابراہیم کی والدہ ماریہ قبطیہؓ تھیں۔ باقی دس حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے تھے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے دس بچے عطا فرمائے جن میں سے حسب پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء "بعض کم عمری میں فوت بھی ہونگے" مندرجہ ذیل پانچ بچے صغر سنی میں وفات پا گئے۔

عصمت - بشیر اوّل - شوکت - مبارک احمد - امۃ النصیر۔

اور اس وعدہ کی تکمیل کے لئے کہ میں

"تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دونگا
اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی"

پانچ کو اللہ تعالےٰ نے لمبی زندگی عطا فرمائی اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) حضرت مصلح موعود فضل عمر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ (۲) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (۳) حضرت مرزا شریف احمد صاحب (۴) حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (۵) حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی عمر میں برکت دے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین!

اللہ تعالےٰ نے تکثیر نسل کے وعدہ کو پورا فرمایا اور اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے لڑکوں اور لڑکیوں اور پھر ان کے بچوں اور بچیوں کی تعداد ملا کر زندہ افراد کی تعداد ۱۰۹ ہے۔ فالحمد للہ الذی وفی وعدہٗ!

پانچویں مشابہت - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ انہیں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ جبریل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ میری طرف سے اور خدیجہؓ کے رب کی طرف سے اسے سلام کہیں۔

"وبشّرها ببيت فی الجنة من
قصب لا صخب فيها ولا نصب متفق
عليه"

اور اُسے جنّت میں ایک گھر دئے جانے کی بشارت دیں جو موتیوں سے بنا ہوا ہے۔
اس میں نہ شور ہے اور نہ تھکان"

اسی طرح حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی نسبت بھی اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں جنّت کی بشارت دی۔ فرمایا:۔

"یا احمد اسکن انت وزوجك الجنّة"
اے احمدؑ! تو اور تیری بیوی جنّت میں رہو۔

اِس الہام میں آپؑ کے اور آپؑ کی بیوی کے جنّتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ اِسی طرح فرمایا۔

"یا آدم اسکن انت وزوجك الجنّة"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب کسی برکت الٰہی کا ذکر ہوتا

"والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے ..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس فقرہ سے لذّت پاتے تھے۔ کیونکہ وہ برکت اِس الہام کے ماتحت ہوتی کہ یا آدم اسکن انت وزوجك الجنّة۔ پہلا آدمؑ تو نکاح کے بعد جنّت سے نکالا گیا لیکن اِس زمانہ کے آدم کے لئے نکاح کا جنّت کا موجب بنایا گیا ہے چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپؑ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالےٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپؑ کے ذریعہ دُنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپؑ کی جنّت وسیع ہوتی چلی گئی" (سیرۃ حضرت اُمّ المومنین حصہ دوم صفحہ ۱۵۹)

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے بار بار بشارت دی کہ انّی معك ومع اهلك انّك معی واهلك - یعنی میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں ...... یعنی میں تمہاری تائید و نصرت کروں گا۔ پھر فرمایا کہ تو میرے ساتھ اور اسی طرح تیرا اہل بھی یعنی تم

دونو میری توحید کی اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو۔ اس قسم کے الہامات سے جو مختلف اوقات میں نازل ہوئے حضرت اُمّ المومنین رضؓ کے خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہونے اور آپ کے نہایت اعلیٰ رُوحانی مقام پر فائز ہونے اور آپؓ کے جنتی ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

چھٹی مشابہت ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کا صد درجہ احترام تھا اور آپؐ کی ان سے ایسی بے نظیر محبت تھی کہ حضرت عائشہ رضؓ بھی ان پر رشک کھاتی تھیں۔ ایک دن حضرت عائشہ رضؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کر ہی دیا:-

"قلت لہٗ کانہٗ لم تکن فی الدنیا امرأۃ الا خدیجۃ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولد متفق علیہ"۔

کہ آپؐ حضرت خدیجہؓ کا ایسے رنگ میں ذکر کرتے ہیں گویا دُنیا میں خدیجہؓ کے سوا کوئی اور عورت ہی نہیں۔ آپ فرماتے خدیجہؓ خدیجہ ہی تھی اور اس سے میرے اولاد بھی ہوئی"۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جو احترام حضرت اُمّ المومنین کے لئے تھا اس کا اندازہ حضورؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرمایا:-

"خدا تعالےٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اسلئے میں اسے شعائر اللہ میں سے سمجھ کر اسکی خاطرداری رکھتا ہوں اور جو وہ کہے مان لیتا ہوں"۔ (سیرۃ حضرت اُمّ المومنین ص۳۲۲)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اُمّ المومنین سلمہا اللہ تعالیٰ کا اس قدر اکرام و اعزاز کرتے تھے اور آپ کی خاطرداری اس قدر ملحوظ رکھتے تھے کہ عورتوں میں اس بات کا چرچا ہوتا تھا"۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم رضؓ فرماتے تھے:-

"میں نے اپنی ہوش میں کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُمّ المومنین سے ناراض دیکھا نہ سُنا"۔

(سیرۃ حضرت اُمّ المومنین ص۳۲۳ ، ص۳۲۵)

پس جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں غایت درجہ محبت تھی ویسے ہی حضرت اُمّ المومنین رضؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی تھی پس جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم بنایا اسی طرح حضرت اُمّ المومنین رضؓ کو اللہ تعالےٰ نے خدیجہؓ کا نام عطا فرمایا۔

حضرت اُمّ المومنین عائشہؓ سے مشابہت

الہام بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور رضؓ سے مروی ہے کہ:-

"والد صاحب حضرت میر صاحبؓ نے آپ کا نام بسبب وہابیت کے اثر کے عائشہ بیگم تبدیل کر دیا تھا۔ گو اصل نام نصرت جہاں تھا۔ مگر والد صاحبؓ عائشہ بیگم کے نام سے ہی پکارا کرتے تھے"۔

حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب مرحوم رضؓ نے کسی وجہ سے ہی آپؓ کا نام عائشہ رکھا ہو لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت تھی کیونکہ آپؓ کو جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ سے مشابہت تھی۔ ویسے بعض باتوں میں حضرت عائشہ رضؓ سے بھی مشابہت تھی۔ مثلاً یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام

بیویوں میں سے صرف حضرت عائشہؓ ہی ایک تھیں جو باکرہ ہونے کی حالت میں آپ کے عقد نکاح میں آئیں۔ باقی سب بیوہ تھیں۔ اور شادی سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ رؤیا بتایا تھا کہ حضرت عائشہؓ آپ کی بیوی بنیں گی۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"ان یك هٰذا من عند الله یمضه"
یعنی رؤیا میں جو مجھے دکھایا گیا ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے تو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔"

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتا دیا تھا کہ آپ کی شادی دہلی میں سادات کے خاندان میں ہوگی۔ اور یہ کہ اس کے سب سامان مَیں خود ہی کروں گا۔ اور اس شادی کے سلسلہ میں یہ بھی الہام ہؤا تھا

بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ

کہ یہ شادی باکرہ سے ہوگی جو پھر بیوہ رہ جائے گی یعنی آپ اس سے پہلے وفات پا جائیں گے۔ چنانچہ حضرت ام المومنینؓ کی عمر ۱۸، ۱۹ سال کی تھی جب آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۳۰۲ھ میں شادی ہوئی اور ۲۴، ۲۵ سال کے بعد ۱۳۲۶ھ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا گئے۔ اور آپ ثیّب یعنی بیوہ رہ گئیں اور ۴۵، ۴۶ سال ثیّب ہونے کی حالت میں گذار کر ۱۳۷۱ھ میں آپؓ نے انتقال فرمایا۔ اور اس طرح حضرت عائشہؓ سے آپؓ کی یہ مشابہت ہو گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک لمبا عرصہ ثیّب ہونے کی حالت میں زندہ رہیں تاریخ میں آپؓ کے سنِ ازدواج اور سنِ وفات میں اختلاف ہے۔ ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی اپنی کتاب "سیرۃ حضرت صدیقہؓ" کے صفحہ ۱۰، ۱۱ پر لکھتے ہیں:۔

"حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب جناب رسول کریم سے میرا نکاح ہؤا تو مَیں چھ برس کی تھی۔"

کتاب الاستیعاب میں ابو عبیدہ کا یہ قول ہے کہ جناب رسول کریمؐ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہجرت سے دو برس پہلے مکہ میں نکاح کیا ان کے علاوہ دوسروں نے تین برس قبل ہجرت بتایا ہے۔

عمر کے متعلق بھی دو روایتیں ہیں یعنی چھ یا سات برس کی عمر تھی جب نکاح ہؤا۔ اسدیؓ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے تین برس بعد نکاح ہؤا اور ان کا انتقال ہجرت سے تین برس پہلے ہؤا تھا۔ اس حساب سے ہجرت اور نکاح کا ایک ہی سن ہؤا۔"

اور آپؓ کی وفات کے متعلق صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے:۔

"آخر کار رمضان المبارک کی سترھویں تاریخ ۵۸ھ میں ۶۶ سال دُنیا میں زندہ رہ کر آپؓ نے گلشنِ فردوس کی راہ لی۔ باختلاف روایات ۱۷ یا ۱۹ رمضان ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں آپؓ کا سالِ وفات بیان کیا گیا ہے۔"

ان مختلف روایات کی بنا پر آپؓ کے ثیّب ہونے کی حالت میں زندگی گذارنے کا زمانہ ۴۵ یا ۴۸ سال کے درمیان بنتا ہے جو ایک لمبا زمانہ ہے۔ اسی زمانہ کے قریب حضرت اُمّ المومنینؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد زمانہ پایا۔ اس سے ایک تو بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ کا الہام پُورا ہؤا نیز یہ الہام بھی پورا ہؤا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بصورت دُعا جاری ہؤا تھا۔

"ربِّ زد فی عمری وفی عمر زوجی زیادۃً خارقۃ للعادۃ۔"

یعنی اے میرے رب! میری عمر کو زیادہ کر اور

میری بیوی کی عمر میں خارق عادت زیادت فرما۔"
اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت اُمّ المومنینؓ کی عمر میں
خارق عادت زیادت فرمائی اور آپؓ نے حضرت مسیح موعود
علیہ السلام سے زیادہ عمر پائی۔

آپؓ کی عمر!

مؤلف "سیرۃ حضرت اُمّ المومنینؓ" نے لکھا ہے کہ آپؓ
۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۱ھ میں پیدا ہوئی تھیں اور ۲۰ اپریل
۱۹۵۲ء مطابق ۲۴ رجب ۱۳۷۱ھ کو آپؓ نے وفات
پائی۔ اس حساب کی رو سے کسور کو شامل کر کے آپؓ کی عمر
قمری سن کے لحاظ سے نوّے سال اور شمسی سن کے لحاظ سے
ساڑھے ستاسی برس کے قریب ہوئی۔

حضرت عائشہؓ سے ایک اور مشابہت

ملک محمد الدین صاحب "سیرۃ حضرت صدیقہ" کے صفحہ ۱۱
پر لکھتے ہیں کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے
گھر تشریف لے گئے اور نکاح ہو گیا۔ اس وقت
جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر پچاس
سال کے قریب تھی۔"

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی حضرت میر ناصر نواب
صاحبؓ کے گھر دہلی میں تشریف لے گئے اور نکاح ہو گیا اور
اُس وقت آپ کی عمر بھی پچاس سال تھی۔ آپؑ کی ولادت
۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ کو ہوئی۔
اور نکاح ۱۸۸۴ء میں ہوا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی عمر حضرت اُمّ المومنینؓ سے شادی کے وقت اتنی ہی تھی جتنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت اُمّ المومنین عائشہؓ سے شادی
کے وقت تھی۔

آپؓ نے نہایت مقدس زندگی گذاری۔ اللہ تعالیٰ نے
آپؓ کے متعلق فرمایا کہ میں ان کے ساتھ ہوں اور وہ میرے
ساتھ ہیں۔ اور اہل بیت کی تطہیر والی آیت ان کے حق میں
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوئی۔ آپؓ
واقعی میں اُمّ المومنین تھیں۔ آپؓ اپنے روحانی بچوں کے لئے
ایسے ہی دعائیں کیا کرتی تھیں جیسے ایک مشفق ماں اپنے
بچوں کیلئے دعا کرتی ہے۔ دمشق میں جب مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا
اور دشمنوں نے یہ خیال کر کے کہ انہوں نے مجھے قتل کر دیا ہے
میرے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ اور سید منیر الحصنی نے حضرت
حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بذریعہ تار دعا
کے لئے درخواست کی تو سب جماعت نے مسجد اقصیٰ میں جمع
ہو کر میری صحت کے لئے دعا کی تو میری پھوپھی صاحبہ نے مجھے
دمشق لکھا کہ حضرت اماں جان کہتی تھیں کہ میں نے جلال الدین
کے لئے بہت دعا کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ
زندگی عطا فرمائی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ احمدیوں کیلئے
عموماً اور مبلغین کے لئے خصوصاً دلی کرب و قلق سے دعا
فرمایا کرتی تھیں۔

آپؓ یتامیٰ و مساکین کی خبر گیری کرتیں اور ان کی
ہر رنگ میں امداد فرماتیں۔

الغرض آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے اُمّ المومنین ہونے کا
جو بلند مقام عطا فرمایا وہ ایسا مقام ہے جو کسی عورت کو
اس زمانہ میں حاصل نہیں ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ مستقبل
قریب میں یہ مقام و رتبہ کسی عورت کو حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ
آپؓ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیشہ
آپؓ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

خاکسار

جلال الدین شمس

تاریخ وصال سیّدۃ النّساء اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا

آج کا دن (۲۱ اپریل) اپنی تمام محشر سامانیوں کے ساتھ ہم وابستگان دامن مہدویت پر طلوع ہوا۔ العین تدمع والقلب یحزن۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسوقت مجھے آج سے ۴۴ سال قبل کا سانحہ ہوشربا یاد آرہا ہے جو ہی لاہور میں میری آنکھوں کے سامنے گذرا۔ ایک بابرکت وجود ہم سے پنہاں ہوگیا۔ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم یا اہل البیت۔ یہ سارا مہینہ دُعا و درود و استغفار میں گذرا۔ شب درمیان ۱۷/۱۶ اپریل میں نے دیکھا کہ مسجد کی محراب والی دیوار کے اُوپر سے سفید کرنیں نکل رہی ہیں اور اُن کی روشنی میں نظر آتا ہے کہ دیوار کریک کھا گئی ہے۔ اس کے بعد ایک مصرع تھا ؎

سیّدہ نصرت جہاں بےغم ہوئی

چونکہ آپ ہی کی فکر و تشویش میں سوتا تھا اسلئے بےغم سے یہ سب تمناءِ قلبی تعبیر کی کہ بیماری کی تکلیف جاتی رہے گی۔ آج جب ریڈیو پر یہ خبرِ وحشت اثر سنی اور اس کے بعد دیر تک تو مبہوت سا رہا بعد ازاں ایک طرف لاخوف علیھم ولاھم یحزنون یاد آیا دوسری طرف معاً یہ کہ حضرت والد ماجد نے میری والدہ ماجدہ (جن کا نام مریم بیگم تھا) کی وفات پر مجھے بتایا کہ انکی وفات کا سال "مریم بےغم" سے (قمری ہجری ۱۳۴۲) نکلتا ہے تب مجھے خیال آیا کہ کہیں اِس مصرع کا بھی کچھ ایسا ہی مطلب ہوگا۔ چنانچہ میں نے اعداد ابجدی گنے تو ۱۹۵۲ سن عیسوی مطابق ۱۳۷۱ھ نکلے۔ تو سبحان اللہ وبحمدہٖ زبان پر جاری ہوا۔ اس کے بعد ۱۸/۱۷ اپریل کو میں نے دیکھا کہ ایک دیوار کی مرمت ہورہی ہے اور ایک انجنیئر محمد شفیع نام مجھے بتاتے ہیں کہ سائنٹفک طریق سے معلوم ہوا کہ بعض خاص حصّے دیوار کے پختہ ہوں تو آجکل کی چھت بھی سلامت رہتی ہے اور دیوار بھی۔ اسلئے آپ تعجب نہ کریں کہ کیوں خاص خاص جگہ پچہ کاری ہورہی ہے۔

ایک سفید ریش والے بزرگ ہیں جن کے ہونٹ اور داڑھی کی سفیدی ہی میری نظروں میں ہے۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ مغفور اور مغفورہ میں کیا فرق ہے؟ میں کہنے والا تھا تذکیر و تانیث کا۔ مگر جلد ہی انہوں نے اپنا کلام یوں مکمل کیا کہ باعتبار اعداد ابجدی۔ میں نے کہا پانچ کا۔ فرمانے لگے پینتالیس کا (پنجابی میں پنجتالی فرمایا) اور پھر غائب ہوگئے۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔ آج یہ نکتہ بھی مجھ پر کھلا ہے کہ مغفور کے اعداد (۱۳۲۶) ہیں اور یہ قمری ہجری سالِ وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور میرا ہی نکالا ہوا۔

اور مغفورہ (۱۳۳۱) ہیں تو یہ حضور کے زوج کا سالِ رحلت شمسی ہجری ہے۔ اور یوں ۱۳۲۶ تا ۱۳۷۱ ہجری میں ۴۵ سال کا فرق ہے اور ۵ کا بھی۔ ایک اور بات بھی سن لیجئے کہ میں نے ایک کتاب ظہور المسیح نام ۱۸۹۹ء میں لکھی تھی۔ اس کے ساتھ ایک تتمہ تھا۔ اس کتاب کا کچھ حصہ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی رضی اللہ عنہ کے ذریعے وزیر آباد ہی میں چھپا۔ چھاپنے والا فوت ہوگیا اور مطبوعہ اوراق ۱۹۰۲ء میں مجھے مل سکے۔ اس میں آیت لیستخلفنھم کی تفسیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ ل کے اعداد (۳۰) ہیں۔ یہ پہلی خلافتِ راشدہ کی مدت ہے اور آخر (ھُمْ) کے اعداد ۴۵ ہیں یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے ہیں۔ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ مدنظر تھا کہ بعض روایات میں امام مہدی کے لئے ۴۰ اور ۴۵ سال بھی آئے ہیں۔ یہ ایک ذوقی لطیفہ تھا۔ کیونکہ میرے نزدیک اسکے کہ کوئی مامور من اللہ اعلام الٰہی سے یا کوئی مسلّم بزرگ دنیا سے ابجدی اعداد کے رُو سے کوئی نکتہ نہ فرمائیں معاندد

مخالف کے لئے حجت نہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نام "غلام احمد قادیانی" سے سن بعثت ۱۳۰۰ اور سورہ والعصر کے اعداد سے مدت پیدائش آدم تا ایندم بتائی ہے وغیر ذالک۔ بہرحال اُس وقت میں کو لکی تھا اور مجھے کچھ معلوم نہ تھا جب تریاق القلوب شائع ہوئی اس میں حضور نے بائیبل کی ایک پیشگوئی سے استدلال فرماتے ہوئے (۱۲۹۰) سے لیکر (۱۳۳۵) تک زمانہ عروج سلسلہ بتلایا تو ۴۵ سال کے عرصے کی تصدیق سے مجھے ایک مسرت ہوئی کہ میں نے بھی کسی مقام پر ایسا لکھا تھا چنانچہ ۱۳۳۵ھ ہجری پر میں نے ایک نظم لکھی تھی جس میں سلسلہ کی ترقی کا ذکر ہے۔ یہ نظم چھپ چکی ہے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ اگر شمسی ہجری مراد ہو تو موجودہ زمانہ ۱۲۹۰ شمسی ہجری یعنی ۱۹۱۱ء سے لے کر جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے تکمیل اشاعت ہدایت کا کام شروع کیا تا ۱۳۳۵ شمسی ہجری اعلاء کلمۃ اللہ کا وقفہ ۴۵ سال ہوتا ہے۔ اس ۱۳۰۰ - ۴۵ کے بارے میں اور بھی کئی نکات ہیں مگر کیا اور کیونکر عرض کروں۔

والسلام

اکمل عفا اللہ عنہ

۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فراست اور شفقت کا ایک واقعہ

(۱) ۱۹۳۳ء میں بندہ ضلع رہتک میں ویٹرنری اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تھا حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سول سرجن تھے۔ حضرت ام المومنین انکے پاس آئی ہوئی تھیں۔ میری لڑکی سیدہ محمودہ خاتون اپنی چھوٹی بہن سیدہ مبارکہ کو ساتھ لیکر حضرت ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سیدہ مبارکہ کے چہرے کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس لڑکی کے چہرے سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک دن استانی بنیگی۔ اُن دنوں مبارکہ ساتویں جماعت میں پڑھتی تھی۔ خدا کی قدرت عزیزہ مبارکہ ایف اے پاس کر کے بھوپال کے گرلز سکول میں استانی ہوگئی۔ ازاں بعد اُس نے بی۔اے تک تعلیم حاصل کر لی تو اسکی شادی ہوگئی۔ شادی کے بعد آجکل بھی وہ استانی کا کام گرلز سکول میں کر رہی ہے اور بہت کامیاب استانیوں میں سے ہے۔ یہ واقعہ آپؓ کی فراست کا مظہر ہے۔

(۲) رہتک کے محلہ قلعہ کی تاج منزل میں میری رہائش تھی تو انہیں دنوں میرے گھر لڑکا پیدا ہوا تو میری بیوی سیدہ جمیلہ خاتون صاحبہ نے فوراً ہی لڑکیوں کے ہاتھ بچے کو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے ازراہ شفقت بچے کو گود میں لیکر گھٹی دی اور دُعا فرمائی اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں تکبیر کہی۔ اس بچے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے رفیق احمد شاہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین!۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عاجز سے ذکر کیا کہ ہم نے حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ آپنے کونسی نیکی کی ہے کہ جس کے بدلہ میں آپکی صاحبزادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آئی۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اور تو کچھ یاد نہیں صرف اتنا یاد ہے کہ جس دن یہ پیدا ہوئی اُس دن سے لیکر جس دن اس کو ڈولی میں ڈالا گیا میں روزانہ یہی دُعا کرتا رہا کہ خدایا اسکو کسی نیک کے پلّے باندھیو۔

(مرسلہ۔ سید غلام حسین شاہ ڈپٹی پنشنر منڈی بھلوال ضلع سرگودھا۔ مکان ۱۹۹ بلاک ۲)

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کا بلند مقام

(از روئے الہامات و وحی مقدس)

(از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ)

(۱)

اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اس کے کاموں سے عیاں ہیں۔ اس کے سارے کام اس کی قدرت پر دال ہوتے ہیں اور تدبر کرنے والی آنکھ اس کے ہر کام میں ہزاروں حکمتیں دیکھتی ہے انبیاء کی بعثت اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص ہوتی ہے۔ اسلئے اس سلسلہ میں زمین و آسمان میں متعدد تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان تغیرات کے ظہور کے لئے واقعات کا ایک لمبا دور ہوتا ہے۔

نبی کی بعثت کا مقصد زمین پر روحانی زندگی اور روحانی نشوونما پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کے ظہور سے پیشتر ہی اس مقصد کے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے سامان پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ زمینی اور آسمانی انقلاب اس مقصد کی تائید میں رونما ہوتے ہیں۔ محسوس اور غیر محسوس طور پر ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جن سے جلد یا بدیر آسمانی تقدیر منصہ شہود پر نمودار ہو جاتی ہے۔

نبی کے مقصد کی تائید کے لئے جو اہم سامان اللہ تعالیٰ مقدر فرمایا کرتا ہے اُن میں سے ایک سامان یہ ہوتا ہے کہ جن نبیوں کے ذریعہ غیر معمولی تاثیرات قدسیہ ظاہر کرنا منشاء ایزدی ہوتا ہے اُن کو خانگی حالات میں بھی روحانی تربیت کی ہر قسم کی سہولت عطا ہوتی ہے اور ان کو اہل و عیال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کشت روحانیت کی حفاظت فرماتا ہے جس کی تخم ریزی اور آبیاری نبی کے ہاتھوں ہوتی ہے۔ اس لئے سنت اللہ اس طرح واقع ہوتی ہے کہ وہ عام حالات میں نبی کے لئے موزوں اور مناسب اہل بیت منتخب فرماتا ہے۔ ایک دو استثنائی واقعات کو نظر انداز کر کے (کہ وہ بھی اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص کا نمونہ تھے۔) عام طور پر سب نبیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی بیویاں اور ایسی ہی اولاد عطا فرمائی ہے جو ہر رنگ میں ان کے مشن کی مؤید اور ان کے قائم کردہ کام کو ترقی دینے والی تھی انبیاء کے اہل بیت مطہر اور پاکیزہ ہستیاں ہوتی ہیں اور اُن کے ذریعہ سے اُمّت میں روحانیت سرایت کرتی ہے۔ اسی لئے ان کو اُمت کی مائیں قرار دیا جاتا ہے۔ اس بلند مقصد کو سرانجام دینے کیلئے اللہ تعالیٰ اُن سے عظیم الشان قربانیاں کرواتا ہے اور ان قربانیوں کے بدلہ میں انہیں بلند درجات عطا فرماتا ہے۔

اُمہات المومنینؓ کی زندگیوں اور ان کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وجود نبی کے تعمیری کام میں بمنزلہ ستون کے ہوتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ جہاں پر انبیاء کو خاص مرتبہ بخشتا ہے وہاں وہ ان کے لئے اہل بیت کا انتخاب بھی خاص تقدیر سے کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں جو آیات وارد ہوئی ہیں اُن سے مندرجہ بالا حقیقت واضح طور پر ثابت ہے۔

(۲)

آسمانی نوشتوں میں مقدر تھا کہ اُمت محمدیہ میں تیرہ صدیوں کے بعد مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں اس خاص تقدیر کا ذکر فرمایا وہاں آپ نے مسیح موعود کے مشن کی تکمیل کے بنیادی ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے تجسم

دی:۔

یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ

کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔

حدیث نبوی کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کی یہ شادی ایک خاص شادی ہے اور اس شادی کے ذریعہ پیدا ہونے والی اولاد خاص اولاد ہوگی۔ ان کی وہ خصوصیت یہی ہے کہ مسیح موعود کی بیوی اور اس کی اولاد اس کے قائم کردہ مشن کو پورا کرنے میں اس کے خاص معاون ہوں گے اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان نوروں کی اشاعت کا خاص سامان کرے گا جو مسیح موعود پر آسمان سے نازل ہوں گے

حدیث نبوی یتزوج و یولد لہ علم غیب پر مشتمل ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع فرمائی تھی۔ اور واضح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمائی تو تقدیر الٰہی میں پہلے سے مسیح موعود کی ہونے والی بیوی مقرر ہو چکی تھی۔ اور اس کی بلند شان آسمانوں پر مقدر ہو چکی تھی۔

اُمتِ مسلمہ صدیوں تک مسیح موعود کے لئے چشم براہ رہی۔ لوگ غلط طور پر اس خیال میں مبتلا رہے کہ آنے والا موعود اور مسلمانوں کا ہادی و مہدی آسمانوں پر سے نازل ہوگا یا غاروں میں سے ظاہر ہوگا۔ لیکن یہ ہر دو اُمیدیں ہر صدی میں ناکام ثابت ہوتی رہیں۔ آخر تیرھویں صدی ہجری ختم ہونے کو تھی کہ اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے لئے مجدد، آئندہ زمانہ کے لئے **مسیح موعود**، ساری اُمت کیلئے مصلح اور دُنیا کی ساری قوموں کے لئے **موعود مرسل** کے طور پر قادیان کی چھوٹی سی بستی میں حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔ یہ انتخاب قدیم دستور کے مطابق لوگوں کی نظروں میں حیرت انگیز اور تعجب خیز تھا۔ کس کی نگاہیں کسی آنے والے موعود کے لئے سرزمین ہند کو منتخب کرتی تھیں! کس کی نظر میں پنجاب کے صوبہ کا دُور افتادہ اور ہر قسم کے وسائل ترقی سے محروم گاؤں قادیان اس عظیم الشان ظہور کا مرکز ہو سکتا تھا؟ سچ مچ یہ انتخاب عجیب تھا۔ مگر ہمارا خدا ازل سے ہی اپنے عجیب کاموں کے ذریعہ شناخت کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی مسیح موعود کے انتخاب کے ذریعہ اس نے یہی ثابت فرمایا ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات ایسے تھے کہ دعویٰ مسیحیت کے وقت آپ کی جو بیوی تھی وہ آپ کے مشن میں مؤثر معاون و مددگار نہیں ہو سکتی تھی۔ اور پیشگوئیوں اور آسمانی تقدیر کا منشاء یہ تھا کہ آپ کی بیوی ایسی ہو جو آپ کی مسیحیت و مہدویت کے لئے بطور خود ایک دلیل ہو۔ اور آپ کے روحانی کام میں آپ کے لئے بمنزلہ دستِ راست ہو۔ خدائی باتیں بدلا نہیں کرتیں اور اس کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ بلکہ وہ بظاہر نا مساعد حالات میں بھی پورے ہو کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلیل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۸۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:۔

"اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ خَدِیْجَتِیْ"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸)

کہ تو میرا شکر کر تو عنقریب میری خدیجہ کو دیکھے گا۔ اس وحی کے متعلق بعد ازاں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس رشتہ کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا ...... اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔ جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی۔" (نزول المسیح صفحہ ۱۴۲)

اسی سال ۱۸۸۱ء میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے الہام میں فرمایا:۔

الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصہر والنسب۔

یعنی "وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۴)

بظاہر یہ خبر اور یہ پیشگوئی عجیب اور انہونی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے غیر معمولی سامان پیدا کر دیئے کہ چودہ سو سال قبل کی خبر "یتزوج و یولد لہ" کی تائید میں ہونیوالے تازہ الہامات حرف بحرف پورے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخفی ازلی تقدیر کو یوں ظاہر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شادی دہلی کے مشہور سادات کے گھرانے میں ہوگئی اور یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کے حصہ میں مقدر فرمائی۔ کہ وہ آئندہ مبارک نسل کی ماں بننے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی زوجیت میں آئیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو سال بعد ظاہر ہونے والے خدا کے نبی کی بیوی بننے کے باعث اُمّ المومنین کہلائیں۔ وذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔

(۴)

شادی کے بعد حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی زندگی کے دو دور ہیں۔ (۱) ۱۸۸۴ء میں شادی کے روزِ اوّل سے لیکر ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یومِ وفات تک۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے لیکر حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات تک یعنی ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء سے لیکر ۲۰ اپریل ۱۹۵۲ء تک۔

پہلے دور کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے مسیح موعود پر وحی اُترتی تھی۔ اس کے الہامات نازل ہوتے تھے اور قریباً ہر پیش آمدہ واقعہ کے بارے میں ہدایت اور رہنمائی حاصل ہو جاتی تھی۔ اس دور میں حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اور بلند مقام ان الہامات اور کلمات طیبہ سے ظاہر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی میں آپؓ کے بارے میں نازل ہوئے۔ اس کے علاوہ اس دور میں حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کو براہ راست دین کی ان خدمات کا موقع ملا جو آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل میں سر انجام دیں۔ اس دور میں آئندہ کی مبارک نسل اسی مقدس جوڑے کی آغوش میں پروان چڑھی اور اسی پاکیزہ ماں کی نظروں کے سامنے یہ ہونہار بچے پلے اور اس قابل ہوگئے کہ دین کی خدمت کے بوجھ کو اپنے مضبوط کندھوں پر برداشت کر سکیں۔

دوسرے دور کی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا اپنے مقدس خاوند کی مقدس امانت کی ادائیگی میں بظاہر تن تنہا ہیں اور غمزدہ دل کے ساتھ اس عظیم الشان کام کا آغاز کر رہی ہیں جس کے نیک اثرات رہتی دنیا تک قائم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اس لمبے دور میں جس کا سلسلہ چوالیس سال تک ممتد ہے حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے لئے 'اور ان کے سامنے' ہزاروں معجزات دکھائے اور جماعت کی ترقیات اور مبارک نسل کی روز افزوں نعمتوں کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ گویا یوں کہئے کہ پہلے دور کے بہت سے وعدوں کو بچشمِ خود پورا ہوتے دیکھا۔ بھلا تصور تو کیجئے کہ اس ماں کی خوشی کتنی زیادہ ہوگی جس نے سراسر مخالف حالات میں ۱۸۸۶ء میں یہ خبر سُنی کہ اللہ تعالیٰ اُسے ایک بچہ دیگا جو قوموں کا رہنما ہوگا وہ تمام دُنیا میں شہرت پائیگا اور اسلام کی عظمت کو چار دانگ عالم میں قائم کر دیگا۔ گویا مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل اس کے فرزند کے

ہاتھوں ہوگی۔ یہ وہ کام تھا جس کے لئے اس ماں کی ساری دعائیں وقف تھیں۔ آخر وہ دن آگیا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام سے اس موعود فرزند ام المومنین رضی اللہ عنہا کو مصلح موعود ہونے کی خبر دی اور اپنی تائیدات سے اسے نوازا اور الہامات کی تمام علامتوں کو اس کی ذات میں پورا فرمایا۔ ایسے مبارک ایام کا ایک ایک دن حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کیلئے مسرت اور شادمانی کا دن تھا۔

غرض حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک دور اگر مکی زندگی کی مشکلات اور آسمانی وعدوں کے تواتر سے مشابہ ہے تو آپ کی زندگی کا دوسرا دور مدنی زندگی کی سہولتوں اور آسمانی وعدوں کے ظہور سے مشابہ ہے۔ و للہ الحمد فی الاولیٰ وفی الآخرۃ۔

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد زندہ رہنا ضروری تھا چنانچہ ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کے چھ الہامات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"۔

تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہلِ خانہ! خدا تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو کہ اس کے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔ اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا"

اور پھر انہی کی طرف اشارہ کرکے الہام ہوا:۔

(۲) "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"

(۳) "یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔

اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل بیت! کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بنا۔ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا"

پھر الہام ہوا:۔

(۴) یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔

ترجمہ یہ ہے۔ اے اہل بیت! خدا سے ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور نہ کوئی بات مُنہ سے نکالو۔ وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔

اور میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا۔

(۵) اے میرے اہل بیت! خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔

اور پھر مجھے مخاطب کرکے الہام ہوا۔

(۶) انت منی وانا منک۔ انت الذی طار الیّ روحہ

یعنی تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں اس زمانہ میں تجھ سے ظاہر ہونے والا ہوں۔ تو وہ ہے جس کی رُوح نے میری طرف پرواز کیا"

(الحکم جلد ۱۱ ش ۹ و بدر جلد ۶ ش ۱۰)

ان الہامات میں اہل بیت کو جس بھاری امتحان کے قبول کرنے اور اس میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے اور جس حادثہ پر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ہدایت ہے وہ آخری الہام انت الذی طار الیّ روحہ میں مذکور ہے۔ یعنی وہ حادثہ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کا حادثہ ہے۔ جس سے اہل بیت پر غم و اندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور انہوں نے کامل صبر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کیا۔

یہ الہامات ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر دلیل ہیں اور دوسری طرف ان سے حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا بلند مقام بھی ظاہر ہے۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل الہامات بھی خاص توجہ کے

قابل ہیں۔ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

(۱) اِنِّی معک و مع اھلک۔

مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔" (الحکم ۷ فروری ۱۹۰۳ء)

(۲) اِنِّی معک و مع اھلک و مع کل من احبک۔

مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں اور اُن تمام کے ساتھ ہوں جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔" (الحکم جلد ۹ ۳۱ ص ۱)

(۳) یا آدم اسکن انت و زوجک الجنّۃ

اے آدمؑ! (مراد حضرت مسیح موعودؑ) تُو اور تیری بیوی جنّت میں رہیں۔" (حقیقۃ الوحی)

(۴) اِنِّی احافظ کل من فی الدار۔ سفینۃ و سکینۃ۔ اِنِّی معک و مع اھلک۔ ارید ما تریدون۔

مَیں ہر ایک کو جو اِس گھر میں ہے زلزلے سے بچالوں گا۔ کشتی ہے اور آرام ہے۔ مَیں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ مَیں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے۔" (حقیقۃ الوحی)

(۵) اِنِّی معک و مع اھلک۔ انت معی و اھلک۔

مَیں تیرے ساتھ ہوں اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ تُو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل۔"

(اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

(۶) اِنِّی معک و مع اھلک۔ اِنِّی معک فی کل حالٍ و مقالٍ۔

مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ مَیں ہر حال میں تیرے ساتھ ہوں اور ہر گفتگو میں۔

(۷) اِنِّی معک و مع اھلک ھٰذہٖ۔

مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں جو یہ ہے۔

ملعونین اینما ثُقِفُوا اُخِذُوا

وہ دشمن ملعون ہیں جہاں کہیں پائے جائیں پکڑے جائیں۔

اِنّ الصفا و المروۃ من شعائر اللہ۔

تحقیق صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔" (بدر جلد ۷ ۳ ص ۷)

اِن الہامات میں جو بطور نمونہ پیش ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے بلند مقام کو ذکر فرمایا ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی معیّت اور خاص قرب حاصل تھا۔ وہ جنّتی وجود تھیں۔ ان کے دشمن اللہ تعالےٰ کے ہاں لعنت کے مستوجب ہیں۔ آخری الہام اِنّ الصفا و المروۃ من شعائر اللہ سے اس کی ترتیب کے لحاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی وفات قادیان سے باہر ہجرت کے مقام پر ہونے والی تھی۔ اور یہ مقام اپنی ظاہری شکل میں ایک پہاڑی مقام ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۲۰ راپریل ۱۹۵۲ء کو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم نور اللہ مرقدہا ربوہ کے مقام پر رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

الہامات ربّانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امّاں جان حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی شادی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے اور درمیانی زندگی بھی نشان ہے۔ اور پھر آپؓ کی وفات بھی حضور علیہ السلام کی صداقت پر گواہ ہے۔ پہلا نشان

سرزمین قادیان میں ظاہر ہؤا اور یہ آخری نشان ربوہ کے چٹیل
میدان میں ظاہر ہؤا۔ کیا ہی مبارک وہ وجودِ اطہر تھا جس کا
جینا بھی آیَۃٌ مِّنْ آیَاتِ اللّٰہ ہے اور جس کا مرنا بھی آیَۃٌ
مِّنْ آیَاتِ اللّٰہ ہے۔ اے اُمّ المومنین! موت ہر زندہ
انسان کے لئے ضروری ہے۔ سب انبیاء و مرسلین فوت ہوتے
رہے ہیں اور سب انسان فوت ہوں گے مگر وہ مرنا کیا ہی اچھا
ہے جس میں انسان خدا کے لئے مرتا ہے جبکہ ساری زندگی وہ
خدا کے لئے زندہ رہا ہو۔ خدا کی وحی شاہد ہے کہ تُو ایسی ہی
تھی۔ مومنوں کی گواہی موجود ہے کہ تُو ایک آسمانی مقدس
وجود تھی جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین میں
برکات مقرر فرمائی ہیں۔ تجھ پر خدا کے ہزاروں ہزار سلام
اور اس کی بے شمار برکات نازل ہوں۔ آمین۔ ثم آمین!!

(٦)

مَیں آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد الہامات
میں سے تین الہام خاص طور پر احباب کے سامنے پیش کرنا
چاہتا ہوں۔ ان سے حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی بلند
شان اور ان کی روحانی زندگی کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے
(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنّی معک و مع اھلک لکم البشریٰ
فی الحیٰوۃ الدنیا۔ کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں
اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں تم سب کے لئے
اس زندگی میں بھی بشارات ہیں۔" (بدر جلد ۶ ۹ صـ۲)

(۲) یریدون ان یطفئوا نورک۔ یریدون
ان یتخطفوا عرضک انی معک و اھلک
دشمن ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھا دیں سو تیری
عزت پر حملہ کریں گے لیکن مَیں تیرے ساتھ ہوں اور
تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔"

(۳) ربِّ اشفِ زوجتی ھٰذہٖ واجعل لھا
برکات فی السماء و برکات فی الارض
اے میرے رب میری اس بیوی کو شفا بخش!
اور اس کے لئے آسمان پر بھی برکات مقدّر
فرما اور زمین میں بھی برکات عطا فرما۔"
(اخبار بدر جلد ۲ ۴۵ صـ۲)

ان الہامات سے ظاہر ہے کہ حضرت اُمّ المومنینؓ
اور اہل بیت کی زندگی کامل مطہر اور رُوحانی زندگی ہے اور
وہ خدا کی بشارتوں سے متمتع ہیں۔ ان کی عزت پر دشمن
کا حملہ کرنا گویا خدا تعالیٰ پر حملہ کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے
حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے لئے آسمان و زمین پر
برکات مقدر فرما رکھی ہیں۔

جب تک آپ اس زمین پر تھیں تب تک برکات
فی الارض کی مورد رہیں اور جب ان کی وفات ہو گئی تو
وہ برکات فی السماء سے کامل طور پر متمتع ہو رہی ہیں۔
پس حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے لئے تو یہ
موت ہر طرح سے خیر و برکت کا موجب ہے مگر رنج اور
افسوس تو اُن کو ہے جو اس مقدس اور وجود باجود کی
ظاہری برکات سے ایک رنگ میں محروم رہ گئے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت اُمّ المومنین
رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے درجات جنّت الفردوس میں
بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کے جملہ مقاصد کو پورا
فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین!

بقیہ تعزیتی خطوط از صـ ۴۶ :۔

ربوہ محلہ "ص" کی لجنہ اماء اللہ نے حضرت ام المومنینؓ کی
وفات پر دلی رنج و غم اور سخت صدمہ کا اظہار کیا اور آپ کے بلندیٔ
درجات کیلئے دُعا کی گئی۔

علاوہ ازیں متعدد لجنات بیرون کی طرف سے بھی تعزیتی
خطوط موصول ہوئے جنکو بوجہ عدم گنجائش شائع نہیں کیا جا سکا۔
جزاہم اللہ احسن الجزاء

آہ حضرت اُمّ المومنینؓ!

مکرم انور صاحب بنگوی سرگودھا

باغِ عالم کی فضائیں غم سے ہیں معمور کیوں ؟
آج کچھ بدلا ہُوا دُنیا کا ہے دستور کیوں؟

اشکِ خوننابہ بہاتا ہے دلِ رنجور کیوں؟
بن گیا ہے آج ہر زخمِ جگر ناسُور کیوں؟

آج ہر مومن کا دل رونے پہ ہے مجبُور کیوں؟
ہو گئی ہے اُس کی دُنیا سے خوشی مستُور کیوں ؟

اِک تفکّر کا سماں ہے ہر طرف چھایا ہُوا
رنج و غم کی قید میں ہر مرد و زن محصُور کیوں؟

آج اُمّ المومنیں کیا ہو گئیں ہم سے جُدا ؟
ہو گئی ہے خبرِ بد یہ ہر طرف مشہور کیوں ؟

حضرت اُمّ المومنین سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ کا وجود باوجود ہمارے لئے بڑی برکتوں اور رحمتوں کا موجب تھا اور اُن کی جُدائی ہمارے لئے بہت ہی غم اور افسوس کا موجب ہو رہی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی غمخوار اور خدمت گزار رفیقۂ حیات تھیں اور حضور کے دینی کاموں میں آپ کی مددگار رہتی تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جس مبارک اولاد کے وعدے اللہ تعالیٰ سے ہوئے وہ سب ان کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اور وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو قبل از وقت بتلائی گئیں اور پوری ہوتی رہیں اُن سب کی چشم دید شہادت دینے والی حضرت اُمّ المومنینؓ ہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ فخر بھی عطا کیا کہ اُن کے ایک بیٹے کو مصلح موعود ہونے کا شرف بخشا۔

سیدہ مرحومہؓ کی صفت سخاوت اور غرباء پروری مشہور تھی کئی ایک بچیوں کی آپؓ نے پرورش کی اور اُن کی شادیاں کیں اور تمام اخراجات خود برداشت کئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی اُن کے دل کی بڑی خوشی تھی جب صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؑ ایسا پیارا بچہ فوت ہو گیا تو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے تو ایسے کئی بچوں کی وفات کی بھی مجھے پرواہ نہیں، مَیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہامات اور پیشگوئیاں اور اپنے خاص مضامین عموماً پہلے گھر میں سُناتے تھے پھر باہر جماعت کو سُناتے اور اس طرح حضرت اُمّ المومنین سلسلۂ حقہ کے تمام مسائل اور ضروری امور سے اچھی طرح واقف ہوتی رہتی تھیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی ازواج مطہرات کے متعلق جو ارشاد الٰہی قرآن شریف میں ہے۔ من یقنت منکنّ للّٰہ ورسولہ و تعمل صالحاً نؤتہا اجرہا مرّتین واعتدنا لہا رزقاً کریماً۔ اس آیت کے مطابق سیدہ مرحومہؓ حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ کی اُن کے تمام دینی کاموں میں مددگار اور فرمانبردار رہیں۔ اور ایک رسول کی بیوی ہو کر خداوند کریم کے اس حکم پر پوری طرح عمل کرنیوالی تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنّت میں بہت بلند درجات دے اور اُس کی اولاد در اولاد در اولاد کو ہمیشہ اپنی پاک رضامندیوں کے حاصل کرنے کی توفیق دے۔ اور ان سب کو نیکی اور تقویٰ اور صحت کامل اور کامیابیوں اور فتحمندیوں کے ساتھ لمبی عمریں اور خوشحالی کی زندگیاں حاصل ہوتی رہیں۔ آمین، ثم آمین یارب العالمین!

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صفاتِ حسنہ

اہلیہ صاحبہ مولوی محمد یعقوب صاحب
انچارج شعبہ زود نویسی
ربوہ

حضرت اُمّ المومنین نور اللہ مرقدہا خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی رحمت اور برکت تھیں جن کا پاک سایہ مشیت الٰہی کے ماتحت ہمارے سروں پر سے اُٹھ گیا ہے۔ دل اس صدمہ سے سخت غمگین ہے مگر انسان بے بس ہے اور اسے خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی تقدیر پر اپنے سر کو جھکانا ہی پڑتا ہے۔
حضرت اماں جان کی وفات کا یہ ایک نہایت ہی تلخ پہلو ہے کہ آپؓ ان ایام میں جماعت کو اپنی ہجرت کا داغ دے گئیں جبکہ ساری جماعت عملاً ہجرت کے ایک دَور میں سے گزر رہی تھی۔ گویا "داغ ہجرت" والا الہام اس رنگ میں بھی پُورا ہؤا کہ ہجرت کے ایام میں ہی حضرت اُمّ المومنینؓ نے ہمیں داغ مفارقت دیدیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں حضرت اُمّ المومنینؓ کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت قرار دیا تھا اور اس حقیقت کو ہر شخص جانتا ہے کہ آپؓ کا وجود سراپا خیر و برکت کا مجسمہ تھا۔ آپؓ غریبوں کا ماویٰ، دُکھے ہوئے دلوں کا سہارا اور بے کسوں کا مداوا تھیں۔ آپؓ کی دُعائیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کی رُوحانی اور مادّی ترقی کے لئے ایک بہت سہارا تھیں۔ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک عہد کی ایک چلتی پھرتی یادگار تھیں۔

آپؓ کی جدائی گو ایک طبعی جُدائی ہے مگر طبیعت اس بوجھ کی شدّت کو سختی سے محسوس کرتی ہے اور ہماری اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپؓ پر اپنے بے انتہا فضلوں کی بارش نازل فرمائے اور آپؓ کی مبارک نسل کو دُنیا میں پھلا پھولا دکھے۔ آمین!

حضرت اماں جانؓ کی صحت جب تک اچھا رہی آپؓ اکثر بسر کے اوقات میں اپنے خدام کے گھروں کو اپنی تشریف آوری سے بابرکت کیا کرتی تھیں۔ اسی معمول کے مطابق آپ ہمارے ہاں اکثر تشریف لاتیں اور گھر کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی خیریت دریافت فرماتیں۔ آپؓ کا حافظہ اس بارہ میں نہایت ہی اچھا تھا اور جماعت کے افراد کے ہزاروں ہزار نام آپؓ کو یاد تھے اکثر خاندانوں کی مستورات اور اُن کی لڑکیوں تک کے نام یاد تھے۔ اور جب ملتیں تو نام لے لیکر ہر ایک کی خیریت دریافت فرماتیں۔

قادیان میں جب ہمارے والد صاحب (حضرت مرزا محمد اشرف صاحب مرحوم سابق محاسبؓ ناظر جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان) نے مکان بنایا جو مقبرہ بہشتی روڈ پر واقع ہے۔ تو ابتداء میں اس کا صرف کچھ حصہ تعمیر ہؤا تھا آپؓ بڑی محبت سے دیکھنے کے لئے تشریف لائیں اور مبارکباد دی اور فرمایا "اتنے پر اکتفا نہ کرنا مکان اَور زیادہ وسیع کرنا۔" ہمارے والد صاحب مرحوم نے ان کے ارشاد کی تعمیل میں صحن بڑھا کر کچھ وسعت کرلی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت اماں جانؓ تشریف لائیں تو پھر ہماری والدہ سے فرمایا کہ "ہمارے مرزا صاحب سے کہہ کر صحن اَور کھلا کرو اور کمرے بھی بڑھا لو۔" ہماری والدہ صاحبہ نے غلطی سے عرض کیا کہ میرا تو ایک ہی لڑکا ہے اتنے مکان بنا کر کیا کرنے ہیں۔ فرمانے لگیں کہ "لڑکیاں بھی تو تمہاری ہی ہیں شریعت نے اُن کا بھی باپ کی جائداد میں حق رکھا ہے۔" غرض حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا کے اصرار پر والد صاحب نے مکان کو بہت وسیع کرلیا اور انہیں کی تحریک پر صحن میں کنواں لگوایا اور چوبارہ وغیرہ بنایا گیا۔ جسے دیکھ کر آپؓ بہت خوش ہوئیں اور فرمانے لگیں "اب مکان بہت اچھا بن گیا ہے۔ مرزا صاحب میں فرمانبرداری کا مادہ بہت ہے۔"

ہاتھ سے کام کرنا بھی حضرت اماں جان نوراللہ مرقدہا کو
بہت مرغوب تھا اور کام کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش
ہوتی تھیں جبکہ میری عمر دس گیارہ سال کی تھی میں اپنی چھوٹی
بھانجی کی گرم قمیص اپنے ہاتھ سے سی رہی تھی (اس وقت
موتیوں کے کام کا بہت رواج تھا) اس پر موتی اور ستارے
لگا رہی تھی اماں جانؓ کو میری سلائی بہت پسند آئی اور
فرمانے لگیں کہ "اتنی عمر میں ایسی سلائی شاذ ہی کوئی کرتا ہوگا"
پھر فرمایا کہ "اتنی پیاری قمیص کون پہنے گا" میں نے عرض کیا
کہ وہ سامنے جو بچی بیٹھی ہے - دیکھ کر فرمانے لگیں "واقعی
لڑکی اس قمیص کے قابل ہے"

بسا اوقات جب حضرت اماں جانؓ ہمارے ہاں
تشریف لائیں تو والدہ صاحبہ کوئی نہ کوئی گھر کا کام کرنے
میں مشغول ہوتیں - مثلاً چولہے بنانا یا گندم صاف کرنا
وغیرہ - ایک دفعہ والدہ صاحبہ نے کہہ دیا کہ جس دن آپ
تشریف لاتی ہیں اسی دن میرے یہی کام ہوتے ہیں - تو
فرمانے لگیں "مجھے نکما آدمی بہت برا معلوم ہوتا ہے -
میں تو کام کرنے والے آدمی کو دیکھ کر خوش ہوتی ہوں -
اس میں شرم کی کیا بات ہے - تمہاری عادت اچھی ہے کہ
ہر وقت گھر کی صفائی اور کام کاج میں لگی رہتی ہو - عام
عورتوں کی طرح باہر نہیں جاتیں -"

جب میری شادی ہوئی تو والدہ صاحبہ کی تحریک پر
رخصتانہ کے دن کمال محبت سے تشریف لائیں اور دعا
فرمائی - اور چونکہ گھر میں بھینس تھی اور اسی کے خالص گھی
سے مٹھائی گھر میں حلوائی بلا کر بنوائی گئی تھی بہت پسند
فرمائی اور اس کی بہت تعریف کی - اس پر والدہ صاحبہ نے
تین چار سیر مٹھائی گھر کے ناشتہ کے لئے پیش کر دی -

میرا مکان جو دارالفضل میں واقع تھا وہاں بھی کئی
دفعہ تشریف لائیں - ایک دفعہ نواب صاحب کی کوٹھی تشریف
لے جا رہی تھیں اور کئی عورتیں اور دو تین صاحبزادیاں
ہمراہ تھیں - فرمانے لگیں کہ تم تو صحت کی خرابی اور بچے
چھوٹے ہونے کی وجہ سے زیادہ نہیں آتیں لیکن میرا جی چاہتا
ہے تو میں خود دیکھ جاتی ہوں - اس پر ایک صاحبزادی نے
پوچھا کہ "اماں جان! یہ کس کا مکان ہے؟" آپؓ نے فرمایا
یہ ہمارے بابو فخر دین صاحب پنشنر جو کہ لاہور چھاؤنی میں
رہتے تھے اور لاہور میں ہم اُن کے مکان پر اکثر جایا کرتے
تھے - بابو صاحب اور اُن کی بیوی میری بہت خاطر خدمت
کیا کرتے تھے یہ اُن کے لڑکے محمد یعقوب کا مکان ہے اور
یہ لڑکی ہمارے مرزا صاحب کی ہے جو پہلے محاسب ہوا
کرتے تھے اور اب ناظم جائداد ہیں - اس کا نام انور بیگم ہے
لیکن میں اسے منورہ کہا کرتی ہوں"

بقیہ صفحہ ۲

بقیہ صفحہ ۲

غم و اندوہ کا باعث ہو رہی ہے - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خزانہ
افضال پر اپنی ہزار ہا رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور آپؓ کے درجات
کو بلند سے بلند تر فرمائے - آمین! میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے
کہ وہ اپنے فضل و کرم سے جس طرح یہاں پر مجھے حضرت اماں جانؓ
کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے اسی طرح وہ ذات باری
آخرت میں بھی آپؓ کی خدمت اور قرب کا مقام عطا فرمائے -
آمین ثم آمین!

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے
بعد میری طبیعت ہر وقت بہت پریشان اور بے قرار
رہتی ہے - خاص کر اس وقت جس وقت کہ میں آپؓ کی
خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی میری طبیعت بہت
بے چین ہو جاتی ہے - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ
مجھے اپنے فضل سے صبر عطا فرمائے - بہنوں سے بھی
درخواست کرتی ہوں کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تو
مجھے صبر کی توفیق بخشے اور دلِ بے قرار کو قرار عطا فرمائے -
آمین!

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کا اپنی خادماؤں سے نیک سلوک

(از محترمہ عائشہ بی بی والدہ مجید احمد مرحوم درویش قادیان خادمہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا)

نوٹ :- عائشہ بی بی صاحبہ حضرت امّاں جانؓ کی خادمہ رہی ہیں، ان کے تاثرات اُن کی زبانی درج ذیل ہیں :- (مدیرہ)

خداوند تعالیٰ کی حکمت تھی کہ اپریل ۱۹۲۴ء میں میرے خاوند چوہدری غلام حسن صاحب اور سسر چوہدری علی محمد صاحبؓ دونوں پندرہ دن کے اندر اندر اللہ حقیقی کو جا ملے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے رہ گئے۔ صرف ایک لڑکا جوان تھا باقی سب چھوٹے تھے۔ ایک طرف میرے اور بچوں کے سرپرست فوت ہو گئے دوسری طرف احمدیت کی وجہ سے سخت مخالفت تھی۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مددگار نہیں تھا۔ میں ۱۹۲۴ء سے لیکر ۱۹۳۲ء تک اپنے گاؤں شادی وال میں ہی رہی۔ ۱۹۳۲ء کے شروع میں چوہدری نظام الدین صاحب کے کہنے پر قادیان آگئی۔ اور اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر بچوں کو ساتھ لیکر قادیان میں آئی اور معہ بچوں کے حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کے ہاں ملازم ہو گئی۔ بچے بھی نواب صاحب نے کام پر لگا دیئے۔

ایک سال گزرا ہو گا کہ مجھے سیدہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو کہہ کر صرف آٹھ دن کے لئے منگوایا۔ کیونکہ سیدہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کوئی خادمہ نہ تھی۔ اور کہا کہ آٹھ دن کے بعد مائی عائشہ کو بھیج دوں گی۔ مگر آٹھ دن کیا ۲۵ سال ۴ ماہ اخیر دم تک مجھے واپس نہیں جانے دیا۔

اس سوا ستّرہ سال کے دوران میں سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے بہت کوشش کی کہ مجھے حضرت امّاں جانؓ واپس بھیج دیں مگر سیدہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے ایک نہ مانی اور یہی جواب دیا کرتی تھیں کہ میں اپنی مائی کو واپس نہیں بھیجوں گی۔

اب میں سیدہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احسانات اور حُسنِ سلوک کو لکھ دیتی ہوں جو آپؓ نے ایک لمبا عرصہ میرے ساتھ روا رکھے۔

میں جب کبھی بھی رخصت لیکر اپنے وطن گجرات جایا کرتی تھی تو کچھ دن گزرنے کے بعد خط پر خط آنے شروع ہو جاتے کہ "مائی فوراً آجا"۔ جب میں واپس آتی تو فرماتیں "اتنے دن لگا دیئے"۔ اور میرے رخصت پر جانے کے بعد جو چیز دوسروں میں تقسیم فرماتیں اس کا میرا حصہ ضرور بضرور نکال کر رکھ لیا کرتیں اور میرے آنے پر ایک ایک چیز گن گن کر رکھ دیتیں کہ یہ تیرا حصہ ہے۔

سیدہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ بہت کچھ کپڑا پہننے کے لئے دیا کرتیں۔ اور نہ صرف میرا ہی خیال رکھتیں بلکہ میرے بچوں کا بھی بہت خیال رکھتیں۔ چنانچہ جب کبھی میری لڑکیاں ملنے کے لئے آیا کرتیں تو مجھ سے بڑھ کر اُن کو وہ کچھ دیا کرتیں جو ماں باپ لڑکیوں کو دیتے ہیں۔

قادیان آکر پہلے پہل میرے لڑکے محمد حسین کی شادی ہوئی۔ اس کی شادی پر بہت امداد کی اور ۲۵ روپے نقد دیئے۔ بعد میں عزیزی صنوبر کی شادی پر بھی کافی امداد کی۔ ایک جوڑا اور ۲۰ روپے نقد دیئے۔ اس کے بعد عزیزم مجید احمد مرحوم کی شادی پر بھی امداد کی۔ مجید احمد مرحوم کی شادی پر عزیزم محمد حسین نے ۵۰ روپے اُدھار مانگے مگر اُدھار نہیں دیا اور نقد ۲۵ روپے بطور امداد دے دیئے۔ جب کبھی میں نے کوئی چیز طلب کی وہ دے دی اور انکار نہیں کیا۔ اسکے علاوہ سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے لئے اور میرے بچوں کیلئے

دعائیں فرمایا کرتیں۔

اب جبکہ قادیان سے ہجرت ہوئی تو خداوند تعالےٰ کی حکمت ہجرت کے بعد میرے دو بچے عزیزم محمد حسین اور مجید احمد دونوں قادیان درویشوں میں رہ گئے تھے۔ عزیزم محمد حسین تو سنہ ۱۹۴۷ء میں واپس آگیا اور عزیزم مجید احمد قادیان رہ گیا۔ سنہ ۱۹۴۹ء میں ماہ رمضان کے شروع میں وہ بیمار ہوگیا جو اسی سال حج کے دن مولا حقیقی کو جا ملا۔ عزیزم کی بیماری کے دوران میں جتنی دعائیں سیدہ حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کیں اتنی اور کسی نے نہیں کیں لیکن حکم خداوندی یہی تھا کہ عزیزم مرحوم نے اتنا ہی دُنیا میں رہنا تھا۔ عزیزم کی بیماری کے دوران میں جب خبریں آنی شروع ہوئیں تو معلوم ہؤا کہ اب اس کو آرام ہے جو دراصل موت کا سنبھالا تھا۔ مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا لڑکا عبدالسلام قادیان سے آیا اس نے آکر کہا کہ عزیزم مجید احمد کو آرام ہے اور اُس نے کہا کہ مجید احمد کپڑے مانگتا تھا تو حضرت اماں جان رضؓ کو علم ہونے پر ۳۰ روپے دیئے اور پنجیری اپنے پاس سے تقسیم کی کہ مائی کے لڑکے کو اللہ تعالےٰ نے صحت دی ہے۔ اور اتنی خوش ہوئیں کہ جس کا ہم اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔

اسی طرح ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں قادیان تھی۔ حضرت اماں جان رضؓ ڈلہوزی گئی ہوئی تھیں تو ڈلہوزی سے خاص کر میرے لئے زردہ پکوا کر بھجوایا۔ دستر میں حضور نے دریافت کیا کہ "اس برتن میں کیا ہے"؟ تو جواب ملا زردہ پکا ہؤا ہے۔ فرمایا "لاؤ کھائیں" جواب میں عرض کیا گیا یہ حضرت اماں جان رضؓ نے مائی کے لئے بھیجا ہے تو حضور نے فرمایا "اسکو نہ چھیڑنا" غرضیکہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی میرے بچوں کو بہت دیا کرتی تھیں۔

ایک سال کی بات ہے کہ میں نے دریاں مانگیں کہ میرے بیٹے محمد حسین کے لئے چاہئیں فوراً نکال کر دیدیں اور فرمایا "لے جاؤ"۔

میں کہہ سکتی ہوں کہ یہ جو مضامین آجکل اخبار وں میں نکل رہے ہیں یا پہلے سیرۃ کی صورت میں شائع ہوئے ہیں یہ تو ایک شمّہ ہے حضرت اُم المومنین رضؓ کی زندگی کا۔ میں کیا بیان کروں حضرت اماں جان رضؓ کی خدمت سے جُدا ہونے کے بعد بھی میری بہت عزت ہو رہی ہے۔ خود پیارے آقا مطاع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے میرا خیال فرمایا ہے اور محترمہ مریم صدیقہ نے میرے لڑکے محمد حسین کو پیغام بھجوایا ہے کہ تم کوئی فکر نہ کرنا جس طرح مائی کو حضرت اماں جان رضؓ جانتے تھے اُسی طرح ہم مائی کا خیال رکھیں گے۔ اور جس چیز کی مائی کو ضرورت ہو وہ ہم سے لے۔

میں کیا چیز تھی حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنے کی وجہ سے دُنیا جانتی ہے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور میرے بچوں کو بھی دُنیا جانتی ہے۔ اور یہ سب کچھ حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی برکتیں ہیں۔ پس خداوند تعالےٰ کی بے حد رحمتیں نازل ہوں اُس بے نظیر وجود پر کہ ۱۳ سو سال میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کوئی ماں کی بچی پیدا ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی۔ میرا ایمان ہے۔

پس میں کیا کیا لکھوں۔ ۱۷ سال کے اندر جو جو احسانات مجھ پر حضرت اماں جان رضؓ نے کئے اگر ایک ایک کرکے لکھوں تو تو کتاب بن جائے۔ اور میں تو کہتی ہوں کہ کوئی ماں کا بچہ حضرت اُم المومنین رضؓ کی سیرت لکھ ہی نہیں سکتا۔

یہ سب خداوند تعالیٰ کا فضل ہے جو حضرت اُم المومنین رضؓ کی بدولت مل رہا ہے ہیں تو لاکھوں انسان دُنیا میں پھرتے ہیں جو بڑی بڑی شان رکھتے ہیں مگر دُنیا انہیں جانتی تک نہیں ہے میں ایک ناچیز سی ہوں حضرت اُم المومنین رضؓ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے دُنیائے احمدیت مجھے جانتی ہے۔

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کا نیک سلوک اپنی پروردہ بچیوں سے!

(از محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ نیک محمد خان صاحب غزنوی - حال ربوہ)

{نوٹ :- یہ مضمون آمنہ بیگم اہلیہ نیک محمد خان صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ آپ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی پروردہ ہیں۔ ان کے تاثرات درج ذیل ہیں ——— (ادارہ)}

آج تک نہ تو میں نے کبھی کوئی تقریر ہی کی ہے اور نہ کبھی کوئی مضمون ہی لکھا ہے۔ بلکہ میری تو یہی جستجو ہوتی کہ میں اپنا زیادہ سے زیادہ وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گزاروں۔ اب چونکہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت اماں جانؓ مجھے حکم فرماتی ہیں کہ "اُٹھو آمنہ اور میری سیرۃ بیان کرو۔" چنانچہ آج میں آپ سب کی خدمت میں بحکم حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا حاضر ہوتی ہوں۔

میری عمر اُس وقت تقریباً تین چار برس کی تھی کہ حضرت اماں جانؓ نے مجھے اپنی کفالت میں لے لیا۔ حضرت ام المومنینؓ کی صفات تو ایک ایسا چشمہ ہیں جو کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ میں اس وقت آپ سب کی خدمت میں صرف چند ایک باتیں بیان کروں گی۔

عبادت

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اللہ تعالیٰ کی ہزارہا رحمتیں اور درود نازل ہوں اور آپؓ کے درجات کو اللہ تعالیٰ بلند سے بلند تر فرمائے۔ آپؓ ہر وقت باوضو رہتیں یہاں تک کہ آپؓ بیماری اور سخت کمزوری میں بھی بار بار تکیہ یا پلنگ کی پٹی پر ہاتھ مار کر اپنے چہرہ مبارک پر بطور تیمم فرماتیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ آپؓ کی کمزوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز نہایت خشوع وخضوع سے اوّلین وقت میں ادا فرماتیں اور قادیان میں نوافل بیت الدعا میں ادا فرماتیں۔ مغرب کی نماز سے لیکر عشاء کی نماز تک کے وقت میں آپؓ دعا اور عبادت میں مصروف رہتیں۔ ہر وقت حضرت اماں جانؓ کی زبانِ مبارک پر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اور یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ نَسْتَغِیْثُ کے دعائیہ کلمات رہتے۔

صدقہ وخیرات

ویسے تو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کا ہاتھ صدقہ وخیرات میں بارانِ رحمت کی طرح برستا مگر خاص کر موسم سرما کے آغاز پر آپؓ غرباء کے لئے کپڑے بڑے اہتمام سے تیار کروا کر تقسیم فرماتیں۔ اور موسم سرما کے کھانے مثلاً رس کی کھیر، مکّی کی روٹی اور سرسوں کا ساگ، پکوا کر غرباء کے گھروں میں بھجواتیں۔ مگر ویسے بھی آپؓ اکثر ہر موسم میں کھانے پکوا کر لوگوں کے گھروں میں بھیجتیں۔ بعض اوقات آپؓ اپنے گھر پر بُلوا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ڈال کر پلیٹیں غریب بچوں کے سامنے رکھتیں اور جب کھانا ختم ہو جاتا تو آپ فرماتیں "بچو دُعا کرو۔"

مہمانوں سے آپؓ کا سلوک

جب مہمان خواتین حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات کے لئے آتیں تو آپؓ نہایت خوشی و مسرت سے پیش آتیں اور انہیں شرفِ مصافحہ بخشتیں اور گھر کے حالات دریافت فرماتیں۔ عورتیں دُعا کے لئے عرض کرتیں تو آپؓ فرماتیں

"انشاء اللہ میں ضرور دعا کروں گی۔"

حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت رکھی ہوئی تھی کہ جو بات آپؓ فرماتیں وہ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو جاتی - ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی تھی تو حضرت امّاں جانؓ نے مجھے تقریباً ایک ماہ پہلے اپنے گھر بلایا ہوا تھا جیسا کہ ایک حقیقی ماں اپنی بیٹی کو بھائی کی شادی پر بلاتی ہے میری لڑکی جس کی عمر اس وقت تقریباً تین سال کی تھی اور خوب صحت مند اور بہت باتیں بھی کرتی تھی۔ اسلئے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد بچی کو بہت پیار کرتے اور ہر وقت کچھ میٹھی چیز مثلاً کوئی مٹھائی وغیرہ کھانے کو دیتے - ایک دن میاں صاحب باہر سے آئے تو آتے ہی عزیزہ کو لڈو دیا۔ اُسوقت حضرت امّاں جان تشریف لائیں اور فرمانے لگیں "ناصر احمد تم بچی کو اتنا میٹھا کھلاتے ہو۔ گرمی کا موسم ہے یہ میٹھا اسکی آنکھوں سے نکلیگا" خدا کی قدرت کا معجزہ دیکھئے جس وقت حضرت امّاں جانؓ نے یہ الفاظ فرمائے تو اُس وقت خوب تیز دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ اُسی وقت ہلکا سا بادل آیا اور تیز بارش ہونے لگی۔ بچی بارش میں نکلی تو آپؓ فرمانے لگیں "لو اب بارش میں پھرنے لگی" اس کے تھوڑی دیر عزیزہ کی آنکھوں میں میل اور سُرخی آئی اور آنکھیں باقاعدہ دُکھنے لگیں اور سُوجکر کُپا ہو گئیں۔ تین چار دن تک تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ رہی اور آنکھیں بالکل نہ کُھلیں۔ جب میں بچی کو کندھے لگائے پھرتے پھرتے تنگ آ گئی۔ اور چونکہ ہمیں پیاری امّاں جانؓ پر بہت ناز تھا اسلئے بچی کو میں نے آپؓ کی گود میں لٹا دیا اور عرض کی "امّاں جان! جب آپ کو پتہ ہے کہ آپ کی بات پتھر پر لکیر ہوتی ہے تو آپ میرے لئے ایسی باتیں نہ ارشاد فرمایا کریں بلکہ میرے لئے اچھی اچھی باتیں اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کریں" حضرت اُمّ المومنینؓ نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا اور بچی کو گود ہی میں لیکر دعا فرمائی "یا اللہ! تو اِس بچی کی آنکھوں کو جلد شفا بخش" اور ساتھ ہی آپؓ دُعائیں پڑھ پڑھ کر بچی کے چہرے پر پھونکتی جاتیں اور یہ الفاظ بار بار دُہراتیں "یا اللہ! تو اِس بچی کی آنکھوں کو محفوظ رکھ" اسی وقت آپؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے پوست کا حلوا تیار کیا اور عزیزہ کو کھلایا اور پوست کی ٹکور کی اور بار بار یہ الفاظ دُہراتی جاتیں "یا اللہ! تُو اپنے فضل سے اِس بچی کی آنکھیں محفوظ رکھ" اور مجھے فرمانے لگیں "تم اب اسے ہاتھ نہ لگانا میں خود اِس کا علاج کروں گی" اللہ تعالیٰ نے حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعاؤں کی برکت سے بچی کی آنکھوں کو دوسرے دن ہی شفا بخش دی - اِس بات کو میں ہی سمجھ سکتی ہوں کہ اُس وقت حضرت امّاں جانؓ کس بے چینی اور گھبراہٹ سے بچی کے لئے دُعا فرما رہی تھیں اور اس دُعا کا میرے دل پر کتنا گہرا اثر ہوا جو کہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔

اِسی طرح ایک اور واقعہ ہے - ایک دفعہ میں ایک بچے کی پیدائش سے قبل سخت بیمار تھی - شدت کا بخار تھا اور جسم پر بہت ورم تھی - حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اطلاع دی گئی تو آپؓ اسی وقت میرے غریب خانے پر تشریف لائیں اور مجھے گلے لگا کر نہایت ہمدردی اور شفقت سے پیار کیا - اس وقت آپؓ کی مبارک آنکھیں پُرنم تھیں - آپ فرمانے لگیں "میں نے تمہیں اسلئے تو نہیں پالا تھا کہ میں تمہارے یتیم پالوں - اچھا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے صحت دے تاکہ تم اپنے بچوں کی پرورش کر سکو" اور اسکے تھوڑی دیر بعد آپؓ واپس تشریف لے گئیں - مجھے معلوم ہوا کہ جاتے ہی حضرت امّاں جانؓ بیت الدعا میں تشریف لے گئیں اور کافی دیر تک دُعا فرماتی رہیں - اللہ تعالیٰ کی قدرت کا معجزہ دیکھئے اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف کم کر دی اور مجھے لڑکا عطا فرمایا - جب حضرت امّاں جان کو اطلاع کی گئی تو فرمانے لگیں "الحمد للہ" یہ ہے ہماری اس مہربان و مشفق اور مقدس حضرت امّاں جان کی مہربانی کا مجھ ناچیز سے

سلوک -!

حضرت امّاں جان کا ہاتھ سے کام کرنا

حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا ہر ایک قسم کا کام اس خوبی ترتیب کے ساتھ کرتیں کہ ہم سب دیکھنے والے حیران ہو جاتے کہ آپؓ دہلی کی رہنے والی اور ایک معزز خاندان سے تعلق رکھنے والی خاتون ہیں اور دیہاتی کام مثلاً دودھ بلونا، چرخہ کاتنا، کپاس بیلنا، نواڑ بننا کس خوبی سے کرتیں۔ یہ اکثر بہنوں نے دیکھا ہوگا کہ حضرت امّاں جانؓ آپ بہت سی کپاس منگواتیں اور بڑے اہتمام سے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے بیلتیں۔ پھر اکثر جب عورتیں دیکھتیں کہ آپؓ خود کام کر رہی ہیں تو ثواب کی خاطر بڑی التجاؤں کے ساتھ آپؓ سے کام لیکر کرتیں۔

خدا کے فضل اور قدرت الٰہی پر نظر رکھنا | آپؓ ہر وقت خدا تعالےٰ کے فضل اور قدرت پر نظر رکھتیں۔ ایک دفعہ قادیان میں کافی عرصے کی بات ہے۔ دوپہر کا وقت تھا کہ آپؓ پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھیں کہ محترمہ خالہ رحمانی صاحبہ مرحومہ آئیں۔ وہ اکثر آپؓ کی خدمت میں بیٹھا کرتی تھیں۔ محترمہ خالہ صاحبہ اپنے گھر سے ریڈیو پر جو ڈرامہ یا خبریں وغیرہ سنتیں تو حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت بہلانے کی خاطر آپؓ کو سناتیں۔ ایک دفعہ خالہ صاحبہ یونہی مذاقاً کہنے لگیں۔ "امّاں جان انگریزوں کے ہاتھوں کے قربان جائیں انہوں نے کیسے کیسے حیرت انگیز کام کئے۔ مثلاً ریڈیو ایجاد کیا جس کے ذریعے ہم دور ہی بیٹھے وہاں کی خبریں سن سکتے ہیں۔" آپؓ اسی وقت اپنے پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئیں اور فرمانے لگیں قربان جائیں اُس اللہ کے جس نے انسان بنائے اور پھر اُس نے ان کو اتنی عقل دی۔ اسی طرح آپؓ کو ہر وقت اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کا خیال فرماتیں۔

آپؓ کی خوش طبعی

حضرت اُمّ المومنینؓ کو خاموشی کسی وقت بھی پسند نہ تھی۔ آپؓ ہر وقت اپنی مجالس کو بارونق پسند فرماتیں۔ عام طور پر آپؓ کی مجالس میں اللہ تعالیٰ کا ہی ذکر اذکار ہوتا۔ کبھی لطائف اور کہانیاں دوسروں سے سنتیں اور خود سناتیں۔ امۃ اللہ اہلیہ صاحبہ خان میر خان صاحب اکثر آپؓ کی خدمت میں رہتیں۔ آپؓ نے بچپن سے اُن کا نام "لالی پری" مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ پہلے تو اکثر ہی مگر اب بھی جبکہ آپؓ بہت کمزور ہو چکی تھیں جب بھی لالی پری صاحبہ آپؓ کی خدمت میں آتیں تو حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا فرماتیں "اری پری خاموش کیوں بیٹھی ہو کچھ بولو" تو وہ اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی کی نظمیں یا حضرت امیرالمومنین کی نظمیں یا پھر کبھی پنجابی کے قصے سناتیں تو آپؓ بہت خوش ہوتیں۔ غرضیکہ آپؓ کی مجلس ہمیشہ بارونق رہتی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل اور احسان ہے کہ اُس نے مجھے حضرت امّاں جانؓ کی خدمت آخری ایّام میں بھی کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور سب کی تو ڈیوٹی مقرر کی گئی تھی کہ ہر ایک معین وقت پر کمرے میں آتے مگر مجھے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہر وقت خدمتِ اقدس میں حاضر رہنے کا موقع عطا فرمایا۔ میں ہر وقت آپؓ کا چہرہ مبارک دیکھتی رہتی کہ شاید آپؓ ابھی اپنی زبان مبارک سے کوئی لفظ بولیں مگر آپؓ میں جو صبر و استقلال تھا آپؓ اس کا دامن چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں۔ اگر کبھی مجھے کمرہ سے باہر جانا ہوتا تو مجھے سخت بے چینی اور گھبراہٹ ہوتی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت امّاں جانؓ اپنی زبانِ مبارک سے کوئی لفظ نکالیں اور میرے کان اس کے سُننے سے محروم ہو جائیں۔ میں فوراً یہ سوچ کر بے قرار ہو جاتی اور فوراً کمرے میں آجاتی۔ کبھی آپؓ کا مبارک پاؤں یا ہاتھ سہلاتی۔

وفات سے چند دن پہلے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیٹھی ہوتی تھیں اور میں فیڈنگ کپ (Feeding Cup)

پکڑ کر جو دوائی اسوقت حضرت اماں جانؓ کو پلانی تھی میں
پانی لینے کے لئے آگے بڑھی جو کہ آپؓ کے سرہانے سٹول
پر رکھا ہوا تھا حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
اپنی آنکھیں کھول کر میری طرف بغور دیکھنا شروع کیا۔
مجھے خیال ہؤا کہ شاید کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔ میں جلدی
سے سامنے ہو کر کھڑی ہوگئی۔ تو حضرت بیگم صاحبہ نے فرمایا
"تمہاری تو ایسی ڈیوٹی ہے کہ تم ہر وقت جب اماں جانؓ آنکھ
کھولیں سامنے ہی ہوتی ہو" میں نے حضرت اماں جانؓ کی
طبیعت کو بہلانے کی خاطر کہا" اس وقت اماں جان مجھے
خاص نظر سے دیکھنا چاہتی ہیں۔ یہ بات سن کر آپؓ کے
چہرہ مبارک پر خفیف سی مسکراہٹ کھیل گئی۔ اللہ تعالیٰ
کا ہزار ہا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپؓ کی خاص خدمت
کرنے کا شرف بخشا۔

آپؓ کا میرے بچوں کے ساتھ سلوک

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ کو میرے بچوں
کے ساتھ بھی بہت محبت تھی اور ہر وقت محبت اور
شفقت کا سلوک فرماتیں۔ جب بچے امتحان دینے کیلئے
جاتے اور دعا کے لئے عرض کرتے تو آپؓ فرماتیں" جاؤ
خدا حافظ! اللہ تعالیٰ کامیاب کرے" آپؓ کی دعا سے
پھر بچے کامیاب ہو جاتے اور بہت خوشی خوشی بھاگتے ہوئے
آپؓ کے پاس جاتے تو آپؓ بہت خوش ہوتیں۔ پیار کرتیں
اور پھر مٹھائی پھل اور نقدی دیتیں۔

۱۹۴۶ء میں جبکہ میرے بڑے لڑکے نے میٹرک کا
امتحان دیا تو میں نے قریباً ایک ہفتہ پہلے حضرت اماں جانؓ
کو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی انگوٹھی دی اور
عرض کی" اماں جان! آپ اسے اپنی مبارک انگلی میں پہنیں
اور دعا کریں" فرمانے لگیں" امتحان کے دن حمید کو نہلا
دھلا کر میرے پاس بھیج دینا" میں نے آپؓ کے حکم کے مطابق
ایسا ہی کیا۔ صبح کو جب عزیز آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا
تو آپؓ نے وہ انگوٹھی اپنے ہاتھ سے دی۔ پھر عزیز نے
اپنے ہولڈر اور پنسل وغیرہ حضرت اماں جانؓ کو دیئے اور
عرض کی" اماں جان! آپ ان پر دعا کریں" آپؓ کافی دیر
تک دعا پڑھتی رہیں اور پھر فرمانے لگیں" جاؤ بچے خدا
تمہیں کامیاب کرے اور نیک بنائے" وہ ہولڈر اب بھی
میرے پاس بطور تبرک موجود ہیں اور اب بھی جو بچہ امتحان
دیتا ہے تو میں برکت کے خیال سے انہیں دیتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ
کے فضل اور آپؓ کی دعاؤں کی برکت سے امتحان میں کامیابی
ہوئی۔

قادیان میں میرا مکان محلہ باب الانوار برلب سڑک
واقع ہے اور جو اب بھی اپنے درویشوں کے پاس ہے۔
جس وقت یہ مکان بننے لگا تو حضرت اماں جان رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
شاہ نشین کی تین اینٹیں بطور تبرک عطا فرمائیں۔ جو کہ
۱۹۳۸ء میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے
میرے مکان کی بنیادوں میں اپنے ہاتھوں سے رکھیں۔
یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت اماں جان رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کا احسان ہے۔

حضرت ام المومنینؓ ملکہ دوجہان کی صفات تو اتنی
ہیں کہ میں فی الحال تو انہیں قلمبند کرنے سے قاصر ہوں۔
اب وہ دعاؤں کا منبع اور شفقت کرنے والی ماں
قانونِ قدرت کے ماتحت ہم سے جدا ہے۔ اب آپؓ کی
جدائی سے دل میں ایک درد اور ہوک سی اٹھتی ہے مگر
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے الفاظ سے تسکین
حاصل ہوتی ہے۔ ع

بلانیوالا ہے سب سے پیارا۔ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت ام المومنینؓ کا مبارک وجود غریبوں کا ملجاؤ
ماویٰ تھا۔ آج اس محسن ماں کی ہم سے علیحدگی ہمارے لئے

(باقی صفحہ ۷۷ پر ملاحظہ ہو)

حضرت اُمّ المومنین ادام اللہ فیوضہا کی مجھ پر شفقتیں!

بچپن کا زیادہ حصہ تقریباً مَیں باہر رہی ہوں لیکن اپنی والدہ صاحبہ محترمہ سے ہمیشہ حضرت اماں جانؓ کی اُن شفقتوں کا ذکر سُنتی رہتی جو حضرت اماں جان میری والدہ صاحبہ پر فرماتیں۔ میری شادی ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ حضرت اماں جانؓ نے ایک خوبصورت رنگ کا ریشمی جوڑا مجھے تحفۃً دیا۔ رخصتانہ کے دن تشریف لائیں۔ میرے پاس بیٹھ کر فرمایا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ لڑکی کے گلے میں صرف ایک زیور ہے اسلئے مَیں خود یہ ہار تیار کر کے لائی ہوں کہ گلا خالی نہ لگے۔ اور اپنے دستِ مبارک کا تیار کیا ہوا ایک نہایت خوبصورت سُچے موتیوں کا ہار نکالا اور اپنے دستِ مبارک سے ہی میرے گلے میں باندھ دیا۔

اس کے بعد مَیں حضرت اماں جان کے پاس اکثر جایا کرتی۔ آپؓ بہت محبّت سے پیش آتیں۔ کئی دفعہ اپنے گلے سے پھولوں کے ہار اُتار کر میرے گلے میں ڈال دیتیں۔

جب میرا پہلا لڑکا جناح الدین سلمہ اللہ پیدا ہوا تو یہ بہت کمزور تھا اور دُبلا تھا۔ چند ماہ کا تھا کہ اس کی دادی جانؓ مرحومہ اس کو لیکر حضرت اماں جانؓ کے پاس گئیں۔ حضرت اماں جانؓ نے اس بچّہ کے لئے دُعا فرمائی "یا اللہ! اس بچّہ کو صحت دے"۔ اور ساتھ ہی ایک لقمہ روٹی کا اسے عنایت فرمایا۔ کوئی دو ماہ کے عرصہ میں یہ بچّہ خدا کے فضل سے اس قدر موٹا اور صحت مند ہو گیا کہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ یہ سب حضرت اماں جانؓ کی محبّت و ہمدردی کا ثبوت ہے۔

میرے پانچ بیٹے ہوئے۔ ایک دن آپؓ نے باتوں باتوں میں فرمایا "بھائیوں کے ساتھ بہن بھی ہونی چاہیئے"۔ اسکے بعد امۃ اللطیف سلمہا اللہ پیدا ہوئی۔ مَیں اُن دنوں اپنی والدہ صاحبہ کے ہاں تھی۔ آپؓ تشریف لائیں۔ بچّی کو دیکھا۔ اپنا دستِ مبارک امۃ اللطیف کے مُنہ پر پھیرتی جاتی تھیں اور تین دفعہ فرمایا "ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہے"۔ (ان دنوں مَیں) دارالانوار رہتی تھی۔ آپؓ کئی دفعہ میرے پاس تشریف لاتیں اور امورِ خانہ داری میں مجھے مشورہ دیتیں۔

تقسیم کے بعد لاہور یا ربوہ میں ملنے کے لئے جاتی۔ بعض دفعہ آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹی ہوتیں۔ السلام علیکم کہتی تو پوچھتیں "کون ہے؟" مَیں کہتی "اماں جان حفیظ"۔ آپؓ بیٹھنے کے لئے فرماتیں۔ میاں اور بچّوں کا حال پوچھتیں اور کاروبار کے متعلق دریافت فرماتیں۔ مَیں دُعا کی درخواست کرتی۔ آپؓ دُعا فرماتیں۔

آج اُمّ المومنین دُنیائے فانی میں نہیں ہیں کہ خیال سے سخت دُکھ ہوتا ہے۔ حضرت پیاری اماں جان جو ہم مومنوں کی ماں تھیں اور جن کا تعلق ہر ایک سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھا، اب وہ اس دُنیا میں نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور اُن کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا جائے۔ اللّٰھم آمین!

(امۃ الحفیظ اہلیہ صلاح الدین احمد)

"معصومیت"

ماہ جولائی ۱۹۵۲ء سے پرچہ مصباح کے دیگر عنوانات کے علاوہ آئندہ کیلئے "معصومیت" بھی مستقل عنوان ہوگا۔ اس عنوان کے ماتحت بچّوں کی بھولی بھالی باتیں شائع ہوا کرینگی۔ جو بچّے چھوٹی چھوٹی کہانیاں، لطیفے اور ــــ باہمی گفتگو ارسال کریں اگر وہ یا انکے والدین پسند فرمائیں کہ ایسے بچّوں کی تصاویر مصباح میں شائع ہوں تو بچّے کی تصویر کا بلاک بنوا کر ہمیں بھجوا دیا جائے۔ اگر بلاک نہ بنوا سکتے ہوں تو تصویر اور بلاک کا خرچ چھ روپیہ بھیج دیا کریں۔

ـــــــــ مدیرہ

حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا

(۱) غالباً سنہ ۲۵ء کی بات ہے کہ مَیں مع اپنی خوشدامن صاحبہ مرحومہ اور والدہ مکرمہ کے حضرت امّاں جان رضی کی زیارت کے لئے گئی۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت امّاں جان رضی اپنے باورچیخانہ میں ایک بہت بڑی پرات میں بہت سا آٹا گوندھ رہی ہیں۔ میری خوشدامن صاحبہ نے اس پر تعجب کا اظہار کیا کہ حضرت امّاں جان رضی اپنی خادمات کی موجودگی میں خود آٹا گوندھ رہی ہیں۔ اس پر امّاں جان رضی نے پنجابی زبان میں فرمایا کہ "مَیں رن نہیں منڈا واں" یعنی کیا مَیں عورت نہیں لڑکا ہوں۔ لیکن بعد میں ہمیں بتایا کہ آج یتیموں کی دعوت کی ہوئی ہے اسلئے مَیں خود اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ رہی ہوں۔

(۲) میری اولاد زندہ نہیں رہتی تھی جس کا علم حضرت امّاں جان کو بھی تھا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے مجھے بڑی بچی صفیہ عطا کی اور مَیں اس کو لیکر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے بڑے لڑکے عبدالقادر صاحب کی شادی کے موقع پر اُن کے ہاں گئی وہاں حضرت امّاں جان رضی بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔ آپ رضی نے میری گود میں بچے دیکھ کر فوراً پوچھا "لڑکا ہے یا لڑکی؟" میرے بتلانے پر کہ لڑکی ہے بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پنجابی زبان میں فرمایا "شکر ہے نی کڑئیے تینوں وی خدا نے دُنیا نال رلایا ہے"

(۳) تقریباً سنہ ۲۱ء کا واقعہ ہے کہ مَیں اور میری پھوپھی صاحبہ حضرت امّاں جان رضی کی خدمت میں حاضر ہوئیں مَیں نے اپنی پھوپھی کو ایک لیس بُن کر دی ہوئی تھی جو انہوں نے قمیص پر لگائی ہوئی تھی۔ حضرت امّاں جان رضی نے بھی اُس لیس کو دیکھا اور پسند فرمایا۔ اس پر میری پھوپھی صاحبہ نے بتایا کہ یہ میری بھتیجی امۃ الحمید نے بنائی ہے آپ رضی نے فرمایا "لڑکی! مجھے بھی چادر کی لیس یا ایک میز پوش بُن دو" پھر آپ رضی نے دھاگے کا ایک ڈبّہ امرتسر سے منگوا دیا اور فرمایا "گیارہ گز لیس بنا دو" جو غالباً بی بی امۃ السلام صاحبہ بنت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے جہیز کے لئے بنوائی تھی۔ چنانچہ مَیں دھاگے لے گئی۔ اس عرصہ میں حضرت امّاں جان کشمیر تشریف لے گئیں اور مَیں بھی بیمار پڑ گئی۔ اور حضرت امّاں جان کی واپسی پر جب یہ لیس لیکر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئی تو فرمایا "تم نے چھ ماہ لگا دیئے ہیں" چنانچہ مَیں نے اپنی بیماری کا ذکر کر کے معذرت کی۔

(۴) ایک مرتبہ مَیں حضرت امّاں جان رضی کو ملنے کے لئے گئی میرے ہاتھوں میں اس وقت رولڈ گولڈ کی چوڑیاں تھیں جو مجھے میری خالہ مرحومہ نے تحفۃً دی تھیں آپ رضی نے دیکھ کر فرمایا "عورتوں کو پیتل پہننا جائز نہیں سونا پہننا چاہیئے" چنانچہ وہ چوڑیاں مَیں نے گھر آکر اتار دیں اور اسکے بعد پھر کبھی پیتل وغیرہ کی کوئی چیز استعمال نہیں کی۔ اور نہ ہی اپنے گھر میں کسی لڑکی کو پہننے دی۔

(۵) میری ہمشیرہ سعیدہ زوجہ مولوی ابو العطاء صاحب کی شادی کی تقریب پر حضرت امّاں جان رضی ہمارے گھر تشریف لائیں اور جہیز کی سب چیزیں ایک ایک کر کے دیکھیں اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کئی گھنٹے ہمارے گھر رہیں۔ ایک کھیس کو تو خاص طور پر پسند فرمایا۔ اور پھر جب شادی کے بعد حضرت امّاں جان رضی اُن کے سسرال میں گئیں اور وہ چیزیں دکھلانے لگے تو آپ رضی نے فرمایا کہ مَیں یہ اشیاء سعیدہ کے ابا کے گھر

دیکھ آئی تھی۔

(۶) میں جب بھی کبھی حضرت اماں جانؓ کے پاس جاتی تو آپؓ پوچھتیں کہ تمہارے میاں کہاں ہیں۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں جب میرے میاں قاضی محمد رشید صاحب بمبئی میں تھے اور ان کی طرف سے خط آیا تھا کہ کھانے وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے وہ کچھ تکلیف میں ہیں۔ میں نے حضرت اماں جان سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؓ نے فرمایا تمہارا میاں وہاں تکلیف میں ہے تو تم یہاں کیوں مزے کرتی ہو۔ جاؤ اس کے پاس ضرور جاؤ۔ ان دنوں وہاں حالات کچھ خراب تھے۔ آخر میں حضرت اماں جانؓ کے کہنے کے مطابق بمبئی گئی اور آپؓ کی دعا اور توجہ سے خدا تعالےٰ نے برکت دی اور ابھی مجھے وہاں گئے صرف اٹھائیس ۲۸ دن گزرے تھے کہ میرے میاں کی تنخواہ ۱۹۵ سے بڑھ کر ۴۰۰ روپیہ ہوگئی اور بمبئی سے سکندر آباد دکن تبادلہ ہوگیا۔ چنانچہ جب میں وہاں سے واپس آئی تو میں نے جاکر حضرت اماں جانؓ سے ذکر کیا۔ اور آپؓ مجھ سے وہاں کی باتیں پوچھتی رہیں اور یہ بھی پوچھا کہ وہاں تو ساڑھی پہننے کا رواج ہے کیا تم نے بھی پہنی تھی؟ میں نے کہا کہ بوجہ شرم کے میں نے نہیں پہنی۔ آپؓ نے فرمایا "ضرور پہننی چاہیئے تھی"۔

(۷) ۱۹۴۴ء میں پھر میرے میاں نے مجھے سکندر آباد دکن بلایا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں حضرت اماں جان سے ملے اور دعا کرائے بغیر نہ جاؤں گی۔ لیکن میرے پاؤں پر زخم تھا اسلئے حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکتی تھی اور ملے بغیر جانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ میری والدہ صاحبہ حضرت اماں جان کی خدمت میں گئیں تو میں نے بھی سلام کہلا بھیجا۔ نیز اجازت اور دعا کیلئے عرض کیا۔ میری والدہ صاحبہ نے جاکر سارا حال بتایا چنانچہ آپؓ نے یہ بات یاد رکھی اور ایک دن اچانک صبح آٹھ بجے بمع عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی رحمت علی صاحب ہمارے گھر تشریف لے آئیں اور آکر حال دریافت کیا۔ دعا کی اور مجھے جانے کی اجازت دی۔ چنانچہ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ حضرت اماں جانؓ کو اپنے خادموں کی ادنیٰ ادنیٰ خواہشات کا بھی کتنا خیال رہتا ہے اور جہاں تک ہوسکتا ہے وہ انکی دلجوئی فرماتی ہیں۔ چنانچہ میں سکندر آباد گئی اور آپؓ کی دعا سے وہاں پہنچتے ہی میرے میاں کو خانصاحب کا خطاب ملا۔

(۸) محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ دکاندار اہلیہ شیخ نور الدین صاحب کی بڑی لڑکی کی شادی تھی۔ وہ میری سہیلی تھی۔ چنانچہ میں اس موقع پر ان کے گھر گئی۔ وہاں حضرت اماں جان بھی تشریف فرما تھیں۔ اور لڑکیوں کو چپ چاپ بیٹھے دیکھ کر فرمایا "لڑکیو! گیت کیوں نہیں گاتیں"۔ اس پر لڑکیوں نے گیت گائے۔ بعد ازاں حضرت اماں جان نے آمنہ کی انگلی میں انگشتری پہنائی اور دعا کی۔

(۹) ۱۹۳۶ء کا واقعہ ہے کہ میں اپنے میاں کے پاس فیروزپور جانے والی تھی۔ ان دنوں میں اپنے محلہ دارالبرکات میں بطور سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کے کام کرتی تھی اس لئے حضرت اُمّ طاہر مرحومہ نے فرمایا کہ تم پندرہ دن ٹھہر جاؤ اور اپنے میاں کو میری طرف سے لکھ دو۔ چنانچہ میں رک گئی اور حضرت اُمّ طاہر مرحومہ نے ایک الوداعی پارٹی مجھے اپنے گھر میں دی۔ اسی دن اتفاق سے مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب کی بڑی ہمشیرہ کا رخصتانہ تھا اسلئے انہوں نے حضرت اماں جانؓ کو بلایا لیکن حضرت اماں جانؓ نے فرمایا آج تو ہمارے گھر میں پارٹی ہے تو میں کیسے آسکتی ہوں۔ چنانچہ دعوت میں مجھے حضرت اماں جانؓ کے پہلو میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بعد ازاں اس دعوت سے فارغ ہوکر شام کے قریب حضرت اماں جانؓ مولوی ابوالعطاء صاحب کے ہاں بھی تشریف لے گئیں۔ یہ حضرت اماں جان ہی تھیں جو

کسی کی دلشکنی گوارا نہیں کرتی تھیں اور سب خادموں کے ساتھ بہت محبت اور شفقت کا سلوک فرماتی تھیں۔

(۱۰) ہجرت سے کچھ عرصہ قبل میں ایک دن حضرت اماں جانؓ کے پاس گئی تو میں نے ان کو تہہ بند باندھے دیکھا جسکو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ کیونکہ ان کے اپنے لباس کے علاوہ ان کو کسی دوسرے لباس میں دیکھنے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا تھا۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد جب ہم لاہور پہنچے تو میں رتن باغ میں اُن سے ملنے کیلئے گئی تو آپؓ نہایت شفقت سے حالات پوچھتی رہیں کہ کس طرح تم لوگ یہاں پہنچے ہو۔ میری والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہم تو برتنوں کی بوریاں باندھ کر قادیان ہی میں چھوڑ آئے ہیں۔ تو برتنوں کا نام سُنتے ہی آپؓ نے فرمایا کہ میرے گھر میں قادیان سے ایک بوری برتنوں کی آئی ہے آپ دیکھ لیں اگر آپ کی ہے تو لے لیں۔ مجھے پرات کی ضرورت تھی وہ میں نے اُس میں سے نکالی ہے۔ آپ دیکھ لیں اگر آپ کی ہو تو لے لیں۔ میری والدہ صاحبہ نے کہا۔ اماں جان! ہمارے برتن تو باہر کے محلّے میں تھے وہ نہیں آسکتے۔ لیکن حضرت اماں جانؓ نے بار بار زور دیا کہ آپ دیکھ لیں ممکن ہے آپ کے ہوں۔ مگر ہم نے یہی کہا کہ یہ برتن ہمارے نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ باہر کے محلّے میں تھے اور اُن کا آنا ناممکن تھا۔ پھر دیر تک اَور باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دَوران میں مَیں نے ذکر کیا کہ مَیں نے آپؓ سے قادیان میں آخری ملاقات کی تھی تو اُس روز آپ نے تہہ بند باندھا ہوا تھا۔ اس پر حضرت اماں جانؓ فرمانے لگیں کہ ہاں اُس روز مجھے اسہال آ رہے تھے اسلئے باندھا تھا۔

یہ دو تین واقعات ہیں۔ اِن کے علاوہ واقعات تو اَور بھی بہت سے ہیں۔ لیکن سر دست انہیں پر اکتفا کرتی ہوں۔

فقط

امۃ الحمید بیگم اہلیہ خانصاحب قاضی محمد رشید صاحب

آف نوشہرہ

رپورٹ چندہ تعمیر دفتر لجنہ اماء اللہ بابت ماہ مارچ ۵۲ء

دفتر لجنہ اماء اللہ کی رقم کو پُورا کرنے کیلئے ساری رقم مختلف لجنات پر پھیلا دی گئی ہے۔ امید ہے کہ تمام لجنات اپنی اپنی جگہ اُن رقوم کے وصول کرنے کی کوشش کر رہی ہوں گی۔ ماہ مارچ کے مہینہ میں صرف گیارہؔ بیرونی لجنات کی طرف سے چندہ آیا ہے۔ تمام بیرونی لجنات سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد ذمّہ والی ہوئی رقم کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ہم نے جو قرض لیا ہوا ہے وہ ادا ہو جائے۔ اگر کسی لجنہ کی رقم درج ہونے سے رہ گئی ہو تو براہِ مہربانی حوالہ دے کر تصحیح کروا سکتی ہیں۔

والسلام

سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

ربوہ بلاک ب حلقہ ۴	۰ — ۰ — ۵
پھلو پور چک ۱۲۷ ضلع لائلپور	۰ — ۰ — ۴
گنگا پور ضلع لائلپور	۰ — ۴ — ۵
میراں پور ضلع شیخوپورہ	۰ — ۰ — ۲
تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ	۰ — ۸ — ۲۲
راولپنڈی	۰ — ۲ — ۷۷
سکھر سندھ	۰ — ۰ — ۳۱
منٹگمری	۰ — ۰ — ۱۰۰
دوالمیال	۰ — ۰ — ۹۰
قصور	۰ — ۰ — ۵۶
حیدرآباد سندھ	۰ — ۰ — ۵۰
کیمبلپور	۰ — ۰ — ۱۳

کل میزان ۰ — ۰ — ۴۵۵ روپے

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (دفتر بہشتی مقبرہ)

نمبر ۲۳۳۴ راجہ دوست محمد ولد راجہ غلام محمد صاحب قوم جنجوعہ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۸ سال بیعت ۱۹۴۵ء ساکن ڈھاک ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۲/۴/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے میری تنخواہ ۶۵/- روپے ماہوار ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنے پر اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
العبد۔ راجہ دوست محمد معرفت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری۔
گواہ شد۔ حافظ مختار احمد شاہجہانپوری۔ گواہ شد۔ محمد عبداللہ بوتالوی

نمبر ۲۳۳۵ عبدالمنان ولد علی محمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۲/۱/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے میری ماہوار آمد اسوقت مبلغ ۲۰۷/- روپے ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار میں ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنے پر جس قدر جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ موصی عبدالمنان بقلم خود۔ گواہ شد۔ ناصر علی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ منٹگمری۔
گواہ شد۔ محمد شریف امیر جماعت احمدیہ منٹگمری

نمبر ۲۳۳۶ محمد سلیمان خان ولد چوہدری سلطان خاں قوم مسلم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت ۱۹۴۲ء ساکن چک $\frac{12}{4.R}$ ڈاکخانہ $\frac{1}{5.R}$ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۲/۱/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے جو زمین وغیرہ الاٹ ہوئی ہے وہ میرے والد صاحب کے نام ہے۔ چونکہ وہ ابھی زندہ ہیں اسلئے میرا اس پر کوئی حق نہیں۔ میرا گذارہ اسوقت ماہوار آمد پر ہے جو کہ ۱۰۴ روپے ماہوار ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع بھی صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہونگا اور اس پر وصیت ۱/۱۰ حصہ بھی حاوی ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انجمن مذکورہ مالک ہوگی۔ العبد۔ محمد سلیمان خان اسسٹنٹ سب انسپکٹر آفیسر انچارج پولیس اڈیشنل سٹیشن منٹگمری۔ گواہ شد۔ محمد شریف امیر جماعت احمدیہ منٹگمری۔ گواہ شد۔ ناصر علی سیکرٹری وصایا منٹگمری۔

نمبر ۲۳۳۷ ممتاز بیگم زوجہ مرزا محمد صادق قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۳۹ سال پیدائشی احمدی حال ظفر آباد ڈاکخانہ بشیر آباد ضلع حیدرآباد سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۲/۴/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ زیور طلائی وزنی تین تولے اندازاً قیمت ۳۰۰/- روپیہ۔ مشین سلائی ۱۰۰/- روپیہ۔ میں مندرجہ بالا جائداد قیمتی ۹۰۰/- روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی اور اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو ربوہ کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
الامتہ۔ ممتاز بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ مرزا محمد صادق خاوند موصیہ۔
گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

نمبر ۲۳۳۸ امتہ الحکیم بیوہ نواب خاں مرحوم قوم ہمیمہ پیشہ ملازمت۔ عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۲/۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں۔ زیور صرف پونے تین تولے کا میرے پاس ہے قیمت اندازاً ۲۷۰/- روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میں دفتر مصباح میں بطور کلرک بھی کام کرتی ہوں۔ ایک ۴۰/- روپے ماہوار تنخواہ حاصل کرتی ہوں اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں نیز میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔
الامتہ۔ موصیہ امتہ الحکیم معرفت دفتر مصباح ربوہ۔ گواہ شد۔ عبدالحمید ولد ...

نمبر ۱۳۳۴۴ امۃ الرشید زوجہ قریشی عبدالمنان قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن حال نصرت آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ فضل بھمبرو ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ۔ حق مہر بذمہ خاوند عبدالمنان ۔/۸۰۶ روپے۔ طلائی زیور چوڑیاں و کانٹے قیمت ۔/۲۵۰ روپے۔ نقرئی زیور ہار پٹڑیاں ۔/۵۰ روپے۔ میزان ۔/۱۱۰۶ روپے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر میں اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے بعد جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ موصیہ امۃ الرشید بقلم خود۔ گواہ شد۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ محمد محسن نصرت آباد اسٹیٹ۔

نمبر ۱۳۳۴۳ امۃ الرحمن زوجہ سید عبدالغنی شاہ قوم قریشی عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حال نصرت آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ فضل بھمبرو ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند ۔/۱۱۰۰۔ زیور طلائی کانٹے ۱/۲ تولہ قیمت ۔/۱۵۰ روپیہ۔ زیور نقرئی ۔/۵۰ روپے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر میں اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ امۃ الرحمن موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ سید محمد محسن نصرت آباد اسٹیٹ۔

نمبر ۱۳۳۴۲ حمیدہ بیگم زوجہ چوہدری غلام احمد صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ احمدیاں ڈاکخانہ ڈگری ضلع حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۲/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ۔/۵۰۰ روپیہ جو کہ بذمہ خاوند ہے۔ زیور طلائی کانٹے ۱/۲ تولہ قیمت ۔/۱۵۰ روپے ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جو جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ موصیہ حمیدہ بیگم نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ عبدالرحمن پریذیڈنٹ۔ گواہ شد۔ غلام احمد خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۳۳۲۲ عبدالعزیز ولد مولوی مہرالدین مرحوم قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی چک ۱۱۵ الف ڈاکخانہ کاچیلو ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ اسوقت آمد بذریعہ زمیندارہ سالانہ مبلغ ۔/۵۰۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ادا کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ عبدالعزیز موصی بقلم خود۔ گواہ شد۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ خورشید الرب انسپکٹر دفتر بیت المال۔

نمبر ۱۳۳۲۱ سکینہ صادقہ زوجہ عطاء اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن جگت پور چک ۹۱۱ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر ۔/۱۰۰۰ روپیہ جو میرے خاوند عطاء اللہ صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اڑھائی تولے سونا بصورت زیور۔ تیرہ تولے چاندی بصورت زیور ہیں۔ اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ

پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر اسکے علاوہ کوئی جائداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ سکینہ صادقہ موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ خوشی محمد باڈی گارڈ ربوہ۔ گواہ شد۔ محمد رمضان جگت پور چک ۹۱ لائلپور +

نمبر ۱۳۲۲۶ خورشید بیگم زوجہ ڈاکٹر عبد اللطیف قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن بلاک ۱۱ سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اسوقت ۱۲ تولے سنہری زیورات ہیں جنکی قیمت آج کے بازاری بھاؤ کے مطابق تقریباً -/۱۰۰۰ روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ مبلغ -/۵۰۰ روپیہ میرا مہر ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ یہ کل -/۱۵۰ روپیہ کی ادائیگی احتیاطاً سے ادا کرنیکی ذمہ داری لیتی ہوں اسکے علاوہ اور کوئی جائداد میری نہیں ہے۔ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ نیز میری رقم وصیت میں سے اگر بقایا رہ جائے تب اسکی ادائیگی میرے والدین اور میرے خاوند کے ذمہ ہوگی جو میرے زیور کو فروخت کرکے یا اپنی جیب سے ادا کرینگے۔ الامۃ خورشید بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر ایس اے صوفی والد موصیہ۔ گواہ شد۔ حافظ مسعود احمد سرگودہا +

نمبر ۱۳۲۳۳ کرم الدین ولد نظام الدین قوم چوہان پیشہ خادم مسجد بیعت ۱۹۲۳ء ساکن حال حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ اسوقت حافظ آباد میں خادم مسجد ہوں جسکی ۱۲/- روپے ماہوار قریباً آمد ہے کوئی معین تنخواہ نہیں ہے لوگ خدمت کر دیتے ہیں بہرحال ۱۲ روپے تک آمد ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں جو ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا اور اگر میرے مرنے پر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور آمد کے بڑھنے کے ساتھ چندہ بھی بڑھاتا جاؤں گا۔ العبد۔ کرم الدین نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد۔ غلام احمد واقف زندگی۔ گواہ شد۔ سلطان احمد انسپکٹر بیت المال +

نمبر ۱۳۲۱۶ جنت بی بی زوجہ مولا بخش قوم ارائیں پیشہ خانہ داری۔ عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۲۰ء چک ۴۲ الف ڈاکخانہ کا پیلو ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۱۵۰ روپیہ جو کہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے علاوہ اور کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ جنت بی بی موصیہ نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد۔ مولا بخش خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا +

نمبر ۱۳۲۱۷ عبد الخالق ولد غلام محمد قوم ارائیں پیشہ دکانداری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی چک ۲۲ الف ڈاکخانہ کا پیلو ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ پندرہ جنوری ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت ماہوار آمد بذریعہ دکانداری تقریباً مبلغ -/۴۰ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ موصی عبد الخالق ارائیں بقلم خود۔ گواہ شد۔ خورشید احمد انسپکٹر بیت المال گواہ شد۔ غلام محمد بقلم خود والد موصی +

نمبر ۱۳۲۱۸ زینب بیگم زوجہ عبد العزیز صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمرہ ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۳ الف گوٹھ محمد بوٹا ڈاکخانہ کا پیلو ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ جنوری ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ -/۲۵۰ روپے ہے جو کہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے نیز طلائی ڈنڈیاں ایک تولہ کی قیمت -/۱۰۰ روپیہ ہے۔ کل میزان -/۳۵۰ روپے ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو یہ رقم وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو

دیتا رہونگی اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو متروکہ جائداد ثابت ہو اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی الامۃ۔ زینب بیگم موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ عبدالعزیز خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ غلام محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بقلم خود +

نمبر ۲۳۱۹ سلطان محمود ولد میاں روشن الدین قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن مجوکہ ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں۔ میری ماہوار آمد اسوقت ۱۵/- روپے ہے۔ میں اسکے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست ادا کرتا رہونگا اور آمد میں کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو دیتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میری اس جائداد کے 1/10 حصہ کی بھی وارث ہوگی۔ العبد۔ سلطان محمود ٹیوادی مجوکہ حال حلقہ کنڈال تحصیل شاہپور بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد الدین آنریری اے بی ٹی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہپور صدر۔ گواہ شد۔ مرزا محمود بیگ بقلم خود

نمبر ۲۳۳۰ حسن محمد ولد چوہدری امام الدین صاحب قوم جاٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۰ برس بیعت اگست ۱۹۳۶ء ساکن کوٹ احمدیاں ڈاکخانہ ڈگری ضلع حیدرآباد سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱۲/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ ۳۲ ایکڑ زمین علاقہ سندھ میں واقع کوٹ احمدیاں میں ہے۔ جسکی بازاری قیمت ۲۰۰/- روپے فی ایکڑ کے حساب سے ۶۴۰۰/- روپیہ بنتی ہے۔ منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے اسکے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ اور اسکے علاوہ اپنی سالانہ آمد کا بھی 1/10 حصہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو ادا کرتا رہونگا۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی جائداد یا ایسی رقم کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جو جائداد ثابت ہو اسکے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا حسن محمد موصی۔ گواہ شد۔ شیر محمد کوٹ احمدیاں گواہ شد۔ عبدالرحمن پریذیڈنٹ جماعت +

نمبر ۲۳۳۶ حسین بی بی زوجہ چوہدری شہاب الدین صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱۰/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیور طلائی وزنی دو تولے قیمت اندازاً ۲۰۰/- روپے نقدی۔ یہ رقم حق مہر کی ہے جو وصول کر چکی ہوں ۴۴۰/- روپے۔ کل میزان ۶۴۰/- روپے۔ میں مندرجہ بالا جائداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ نیز لکھ دیتی ہوں کہ اسکے بعد بھی جو جائداد ثابت ہو اسکے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ میں نے مندرجہ بالا رقم ۶۴۰/- روپے کا 1/10 حصہ مبلغ ۶۴/- روپے بذریعہ رسید نمبر [illegible] مورخہ ۲۶/۱۰/۵۱ سیکرٹری صاحب مال منٹگمری کو ادا کر دیا ہے۔ الامۃ حسین بی بی زوجہ شہاب الدین معرفت چوہدری نذیر احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ منٹگمری۔ گواہ شد۔ شہاب الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ میاں عبدالحق ناصر قائد

نمبر ۲۳۱۴ صفیہ بیگم زوجہ قاضی خورشید الرب قوم ... پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی چک نمبر ۲۲۰ الف ڈاکخانہ کا چھیلو ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ جنوری ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے جو کہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ زیور طلائی کانٹے ۱ تولہ۔ مندری ۴ ماشے۔ چوڑیاں ۲ تولے۔ کل میزان تین تولہ ۴ ماشے جسکی قیمت مبلغ ۲۴۰/- روپے ہے۔ مع حق مہر زیورات مبلغ ۷۴۰/- روپے ہیں جسکے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری متروکہ جائداد ہوگی اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ صفیہ بیگم نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ غلام محمد پریذیڈنٹ جماعت گواہ شد۔ خورشید الرب انسپکٹر بیت المال خاوند موصیہ +

نمبر ۱۳۳۱۵ سردار بیگم زوجہ مولا بخش صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمرہ ۴۲ سال پیدائشی احمدی چک ۲/۳ الف ڈاکخانہ کاچیلو ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۵/۵۲ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک راس بھینس قیمتی -/۲۷۰ روپے۔ ایک مشین سلائی قیمتی -/۲۲۰ روپے۔ زیور طلائی کلنٹے وزن چھ ماشے قیمت -/۵۰ روپے۔ میزان -/۵۶۵ روپے۔ مندرجہ بالا چیزیں بالعوض حق مہر مجھے ملی ہیں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ نشان انگوٹھا سردار بیگم موصیہ۔ گواہ شد۔ نشان انگوٹھا مولا بخش خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ غلام محمد پریذیڈنٹ جماعت +

نمبر ۱۳۲۹۰ مبارکہ بیگم زوجہ چوہدری علی احمد قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۵/۵ ڈاکخانہ ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱/۵۱ ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۲۰۰ روپیہ جو کہ وصول کر چکی ہوں۔ نقد روپیہ -/۱۰۰ کل میزان -/۳۰۰ روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ مبارکہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ علی احمد خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبدالرحیم چک ۱۵/۵ +

نمبر ۱۳۲۹۹ عبدالقادر ولد محمد ابراہیم قوم دل سندھی پیشہ سکول ماسٹر عمر ۲۸ سال بیعت ۲۰ ۱/۵۱ ساکن کوٹ احمدیاں ڈاکخانہ ٹنڈو مدد علی ضلع حیدرآباد سندھ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱/۵۱ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ ایک قطعہ زرعی زمین جس کا رقبہ ۱۱ ۱/۲ ایکڑ واقع ضلع ٹھٹھہ جسکی قیمت -/۲۰۰ روپیہ ہے اسکا اور تنخواہ ماہوار -/۴۹ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان وصیت کرتا ہوں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ادا کرتا رہونگا۔ اسکے بعد جو جائداد میں پیدا کروں مجلس کارپرداز کو اطلاع دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری متروکہ جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد۔ عبدالقادر موصی بقلم خود۔ گواہ شد۔ بشیر محمد کوٹ احمدیاں۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا +

نمبر ۱۳۳ بشیر احمد ولد چوہدری پیر محمد قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۳۰ء ساکن کوٹ احمدیاں ڈاکخانہ ڈگری ضلع حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱/۵۱ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۱۶ ایکڑ زمین جدی نہری واقعہ کوٹ احمدیاں ضلع حیدرآباد سندھ۔ ۲۴ ایکڑ زمین خود پیدا کردہ نہری واقع کوٹ احمدیاں۔ کل زمین ۴۰ ایکڑ نہری جسکی قیمت -/۸۰۰۰ روپیہ ہے۔ ایک راس گائے اور ایک راس بھینس ان دونوں کی قیمت -/۴۰۰ روپیہ۔ کل میزان بمعہ زمین و مال مویشی مبلغ -/۸۴۰۰ روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد بشیر احمد کوٹ احمدیاں۔ گواہ شد۔ عبدالرحمن پریذیڈنٹ جماعت۔ گواہ شد۔ غلام نبی بقلم خود +

نمبر ۱۳۰۳ رضیہ بیگم بنت چوہدری غلام حیدر قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ احمدیاں ڈاکخانہ ڈگری ضلع حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۲/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیور طلائی کانٹے طلائی وزن ایک تولہ قیمت -/۱۰۰ روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ پھر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنیکے وقت جو جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ رضیہ بیگم بنت چوہدری غلام حیدر مرحوم۔ گواہ شد۔ عبدالرحمن برادر موصیہ۔ گواہ شد۔ غلام نبی کوٹ احمدیاں +

نمبر ۱۲۹۲ ایس ناصر احمد ولد محبوب عالم صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن نیلہ گنبد لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائداد کوئی نہیں ہے۔ اسوقت آمد ماہوار بذریعہ ملازمت -/۵۰ روپے ہے اس کا ۱/۱۰ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ ادا کرتا رہونگا۔ اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ العبد۔ دستخط ایس ناصر احمد جیو سائیکل ورکس نیلہ گنبد لاہور۔ گواہ شد۔ رحمت اللہ سیکرٹری وصایا حلقہ دہلی دروازہ لاہور۔

نمبر ۱۳۰۷ امۃ العزیز بیگم زوجہ عبدالعزیز قوم رائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۴۵ E.B ڈاکخانہ گگو ضلع منٹگمری۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۲۰۰ روپیہ جو کہ میں زیور کی صورت میں وصول کر چکی ہوں۔ ۱ تام طلائی تولہ قیمت -/۱۰۰ روپیہ ڈنڈیاں طلائی تولہ قیمت -/۱۰۰ روپیہ۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ امۃ العزیز بیگم نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ محمد علی بقلم خود چک ۲۴۵ E.B گواہ شد۔ عبدالعزیز

نمبر ۱۳۲۰ نصراللہ خان ولد سلیم اللہ خان قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن میرپور خاص ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۱/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اسوقت میری ماہوار آمدنی -/۱۲۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر یہ وصیت حاوی ہوگی اور میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد۔ دستخط نصراللہ خان سلیم آئرن ورکس۔ گواہ شد سلیم اللہ خان والد نصراللہ خان۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا +

نمبر ۱۳۲۴ اللہ دتا ولد امام الدین قوم رائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی بمقام نورنگر اسٹیٹ ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۲/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائداد ایک جدی مکان خام واقعہ ڈنگہ ضلع گجرات جو کہ میرے حقیقی چچا محمد بخش حصہ دار ہیں۔ اس جدی مکان کی قیمت لگا کر اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت -/۵۹ روپے بمعہ الاؤنس ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان

ربوہ وصیت کرتا ہوں کہ جو جائداد بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر کوئی روپیہ اپنی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کی مد میں کردوں تو بقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد۔ دستخط اللہ دتا موصی۔ گواہ شد۔ محمد حسین اکونٹنٹ سیکرٹری مال ٹو ڈنگا اسٹیٹ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا +

نمبر ۱۳۲۵۱ محمد رفیع ولد شہاب الدین قوم جنجوعہ پیشہ ملازمت عمرہ ۲۰ سال پیدائشی احمدی محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۴/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت ماہوار آمد -/۱۲۰ روپے ہے جب تک زندہ رہونگا اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ دستخط محمد رفیع موصی۔ گواہ شد۔ عبد السلام واقف زندگی محمد آباد اسٹیٹ سندھ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا +

نمبر ۱۳۲۵۲ خورشید بیگم زوجہ چوہدری غلام نبی صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۳۰ء ساکن کوٹ احمدیاں ڈاکخانہ ڈگری ضلع حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۴/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ -/۲۰۰ روپے جو کہ بذمہ خاوند ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامتہ۔ نشان انگوٹھا خورشید بیگم موصیہ۔ گواہ شد۔ غلام نبی کوٹ احمدیاں۔ گواہ شد۔ عبد الرحمٰن پریذیڈنٹ کوٹ احمدیاں +

نمبر ۱۳۲۶۱ سکینہ بیگم زوجہ شیخ محمد اسمٰعیل قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن نبی سرروڈ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۴/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۲۵۰ روپیہ جو بذمہ خاوند ہے۔ ایک راس بھینس جسکی قیمت اسوقت -/۳۰۰ روپیہ ہے۔ کل میزان -/۵۵۰ روپے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامتہ۔ سکینہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد اسمٰعیل خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔

نمبر ۱۳۲۸۱ غلام نبی ولد چوہدری مولا بخش قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ احمدیاں ڈاکخانہ ڈگری ضلع حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۴/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مزروعہ زمین نہری ۱۶ ایکڑ جدی واقع کوٹ احمدیاں ضلع حیدرآباد سندھ۔ مزروعہ زمین نہری ۲۴ ایکڑ جو کہ خود پیدا کردہ کوٹ احمدیاں ضلع حیدرآباد۔ کل زمین مزروعہ نہری ۴۰ ایکڑ جسکی قیمت بازاری ریٹ کے مطابق -/۹۶۰۰ روپیہ کی ہے۔ ایک راس گائے جسکی قیمت -/۱۲۰ روپے تین راس بھینس قیمت -/۳۵۰ روپے۔ راس گھوڑی قیمت -/۲۰۰ روپے۔ کل میزان -/۱۰۲۷۰ روپے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ موصی غلام نبی بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبد الرحمٰن پریذیڈنٹ جماعت۔ گواہ شد۔ علی احمد چک ۱۵۱ +

نمبر ۱۰۲۵۲ سیدہ بی بی صالحہ خاتون زوجہ حکیم سید عبدالہادی صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمرہ ۲۰ سال پیدائشی احمدی بمقام حال موضع چندور ضلع مونگھیر حال ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ پیشہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد زرعی اراضی قیمتی -/۲۰۰ روپیہ ہندوستان میں رہ گئی ہے زیورات کوئی نہیں۔ حق مہر خاوند کو معاف کر دیا ہوا ہے موجودہ ماہوار آمد مبلغ -/۱۰ روپے کے نیز متروکہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ الامۃ۔ صالحہ خاتون بقلم خود معرفت شیخ آل ملز حسین آگاہی ملتان۔ گواہ شد۔ سید محمد اصغر بقلم خود۔ گواہ شد۔ حکیم شاہ عبدالہادی بقلم خود +

نمبر ۱۰۲۵۶ حکیم سید شاہ عبدالہادی ولد مولوی سید شاہ واحد بخش قوم سید پیشہ کاشتکاری عمرہ ۵۰ سال بیعت ۱۹۰۸ء سابق سکونت موضع چندور ضلع مونگھیر حال ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد ضلع مونگھیر کی قیمتی -/۲۵۰۰ روپیہ ہندوستان میں رہ گئی ہے۔ موجودہ جائداد فی الحال کوئی نہیں۔ ماہوار آمد مبلغ -/۵۰ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد اور متروکہ جائداد جو مرنے کے بعد ثابت ہو ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ العبد۔ حکیم سید شاہ عبدالہادی بقلم خود معرفت شیخ آل ملز حسین آگاہی ملتان۔ گواہ شد۔ سید محمد اصغر شاہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال +

نمبر ۱۰۵۸۰ سید بشیر احمد ولد سید زمان شاہ قوم سید پیشہ طالب علمی عمرہ ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جہلم حال تعلیم الاسلام کالج لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرے والد صاحب کی طرف سے مجھے -/۱۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد اگر میں منقولہ یا غیر منقولہ جائداد پیدا کروں تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ وارث ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ وارث ہوگی۔ العبد۔ سید بشیر احمد بقلم۔ گواہ شد۔ محمد اشرف باجوہ تعلیم الاسلام کالج لاہور۔ گواہ شد۔ محمد الدین کارکن دفتر وصیت +

نمبر ۱۰۵۹۱ عزت نشان زوجہ چوہدری قائم الدین صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۲۲ء ساکن چوہڑ منڈہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت حق مہر مبلغ -/۱۰۰ روپیہ بذمہ خاوند مذکور ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں زیور کوئی نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ نشان انگوٹھا عزت نشان
گواہ شد۔ سلطان علی امیر جماعت احمدیہ گھسیٹ پور چک ۱۹
گواہ شد۔ قائم الدین۔ خاوند موصیہ نشان انگوٹھا +

نمبر ۱۲۹۷ محمد بی بی زوجہ شکر الدین قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن مانگا ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے -/۲۰۰ روپیہ مہر جو بذمہ خاوند ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں زیور کوئی نہیں ہے اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد۔ محمد بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ شکر الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ صوفی

نمبر ۱۲۹۸ رابعہ بی بی زوجہ تاج الدین قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن مانگا ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے -/۲۰۰ روپیہ مہر بذمہ خاوند کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں یا بوقت وفات ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ۔ رابعہ بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ تاج الدین خاوند موصیہ
گواہ شد۔ صوفی علی محمد صحابی بقلم خود +

نمبر ۱۰۶۳۶ حکیم عبدالکریم ولد عبدالرسول صاحب قوم راجپوت پیشہ طبابت عمر ۵۲ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن محلہ یا بو والی گھیانہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک عدد پختہ دو مام رہائشی مکان واقع محلہ یا بو والی رقبہ ۲ مرلے شہر گھیانہ میں ہے جسکی قیمت اندازاً ۱۰۰۰/- روپیہ ہوگی۔ نیز ۲ مرلے سکنی زمین افتادہ واقع محلہ درزیوں والا شہر گھیانہ میں ہے جسکی قیمت اندازاً ۲۰۰۰/- روپیہ ہوگی۔ اس طرح کل جائداد کی قیمت تخمیناً ۵۰۰۰/- روپیہ ہوگی۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ طبابت پر ہے جسکے ذریعہ مجھے اندازاً ۸۰/- روپے ماہوار آمد ہوجایا کرتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد عبدالکریم بقلم خود محلہ یا بو والی شہر جھنگ گھیانہ۔ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد۔ عبدالغنی امیر جماعت احمدیہ گھیانہ شہر۔

نمبر ۱۲۲۴۶ فتح محمد ولد اسد لوک صاحب قوم نوربافت پیشہ بافندگی عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۳۰ء چک ۹۹ پنیار ڈاکخانہ بھلوال ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ میں بافندگی کے ذریعہ قریباً ۲۰ روپے ماہوار کما لیتا ہوں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد۔ فتح محمد چک ۹۹ شمالی پنیار بافندہ۔ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد۔ مہرالدین سیکرٹری وصایا۔

نمبر ۱۲۹۹۸ محمد سلطان اکبر ولد چوہدری ہدایت اللہ صاحب قوم جینڈ پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی چک ۳۵ جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب اسوقت بقید حیات ہیں۔ اور ان کی طرف سے مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو انشاء اللہ ہر ماہ باقاعدہ ساتھ ساتھ ادا کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جتنی میری جائداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد سلطان اکبر متعلم جامعہ احمدیہ۔ گواہ شد ہدایت اللہ پریذیڈنٹ چک ۳۵ جنوبی۔ گواہ شد۔ صوفی علی محمد بقلم خود۔

نمبر ۱۳۰۰۰ امۃ القیوم زوجہ چوہدری عبدالقدیر صاحب قوم جینڈ پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۳۵ جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ایک ہزار روپیہ حق مہر بذمہ خاوند مذ واجب الادا ہے۔ زیورات وزنی دس تولے طلائی اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ میں مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ الامۃ۔ امۃ القیوم بقلم خود۔ گواہ شد ہدایت اللہ والد موصیہ پریذیڈنٹ چک ۳۵ جنوبی ضلع سرگودھا۔ گواہ شد۔ صوفی علی محمد صحابی۔

نمبر ۱۳۰۱۰ زبیدہ خانم عرف زوجہ مولوی نورالحق صاحب مبلغ مشرقی افریقہ قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زیور ہار طلائی ۹ ماشہ قیمتی ۷۵/- روپے۔ کانٹے طلائی چھ ماشے قیمتی ۱۰۰/- روپے۔ انگوٹھی طلائی ۳ ماشہ قیمتی ۲۵ روپے۔ حق مہر جو ابھی قابل ادائیگی ہے ۵۰۰/- روپیہ۔ میں مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ اگر میری کوئی اور آمد ہوئی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ۔ زبیدہ خانم عزا۔ گواہ شد۔ نور الحق انور مبلغ مشرقی افریقہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ مشتاق احمد باجوہ وکیل التبشیر ربوہ۔

نمبر ۱۳۱۰۶ ماجرہ بی بی زوجہ چوہدری محمد اشرف صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمرہ ۴۰ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن چک ۱۲۸ مراد ڈاکخانہ ڈہرانوالہ ضلع بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ زیور کوئی نہیں ہے۔ اس جائداد کے ۱/۴ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کے علاوہ اور جائداد ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ حق مہر بذمہ خاوند ثابت ہے۔ لیکن میرے خاوند کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس رقم کے ادا کرنے کی میں انشاء اللہ تیار ہوں بہت جلد ادا کر دوں گی۔ الامۃ۔ ماجرہ بی بی زوجہ محمد اشرف چک ۱۲۸ مراد ضلع بہاولپور۔ گواہ شد۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ چوہدری فضل احمد والد موصیہ۔

نمبر ۱۳۲۴۳ آمنہ بی بی زوجہ چوہدری غلام حسین صاحب قوم راٹھی پیشہ خانہ داری عمرہ ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گوہد پور ڈاکخانہ خاص۔ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۸/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد ۲۰۰/- روپیہ حق مہر بذمہ خاوند ہے اور ایک تولہ طلائی ڈنڈیاں جنکی قیمت ایکسو روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا مرنے کے بعد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ۔ آمنہ بی بی بقلم خود۔ گواہ شد۔ غلام حسین خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ بشیر احمد بقلم خود۔

نمبر ۱۳۲۷۶ عبد الغنی ولد لال الدین قوم جٹ پیشہ ملازمت عمرہ ۲۰ سال بیعت ۱۹۴۳ء ساکن ٹھٹرہ ہریان ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۸/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت کوئی نہیں کیونکہ میرا باپ زندہ موجود ہے اور وہ غیر از کی ہے اسوقت میں ملازم ہوں اسوقت ماہوار آمد ۶۵/۸/- روپیہ معہ الاؤنس وغیرہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں جو ماہ بماہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد۔ عبد الغنی پٹواری بمقام چونڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد۔ صوفی علی محمد۔ گواہ شد۔ محمد سلیم سیکرٹری ٹھروہ۔

نمبر ۱۳۱۸۱ عبد الغنی ولد غلام قادر قوم بھٹی حجام عمرہ ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۹ء سکنہ گنجیال ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۹/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میری آمد موجودہ اسوقت مبلغ ۵۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ عبد الغنی نشان انگوٹھا معرفت ڈاکٹر فیاض حسین صاحب گنجیال اسٹیشن۔ گواہ شد۔ فیاض حسین شاہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گنجیال۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۱۳۱۹۲ احمد الدین ولد میاں محمد الدین قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمرہ ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۸/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ۱۲۵/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ احمد الدین ولد میاں محمد الدین بقلم خود۔ گواہ شد۔ بدر الدین ربوہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد قاسم بنگالی ربوہ بقلم خود۔

نمبر ۱۳۳۱۱ سردار بیگم زوجہ سید عبد السلام قوم سید پیشہ خانہ داری عمرہ سال

پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ جو بذمہ خاوند ہے زیور طلائی وزن ڈیڑھ تولہ قیمت -/۱۵۰ روپے۔ کل -/۶۵۰ روپے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ سردار بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبد السلام شاہ۔ گواہ شد۔ ولایت شاہ بقلم خود ◆

نمبر ۱۳۳۱ فاطمہ بی بی زوجہ پیر محمد قوم جٹ وڑائچ پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن نستووالی ڈاکخانہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی دو تولے قیمت -/۲۰۰ روپیہ حق مہر -/۴۰۰ روپیہ بذمہ خاوند قابل ادا ہے۔ میزان کل -/۶۰۰ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ فاطمہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد۔ پیر محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ ◆

نمبر ۱۳۳۰ محمد موسیٰ ولد علی محمد مرحوم قوم جٹ پیشہ واقف زندگی عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں منقولہ جائداد مال مویشی حسب ذیل ہے۔ ایک راس بھینس قیمت -/۲۶۰ روپے۔ ایک راس جھوٹی قیمت -/۱۵۰ روپے۔ کل میزان -/۴۱۰ روپے ہوئی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری ماہوار آمد بذریعہ ملازمت -/۳۷ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ادا کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد موسیٰ بقلم خود۔ گواہ شد۔ پیر محمد بقلم خود۔ گواہ شد سید ولایت شاہ بقلم خود ◆

نمبر ۱۳۳۲ محمد صادق ولد منشی قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال احمدی ساکن بشیر آباد اسٹیٹ سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ اسوقت ماہوار آمد بذریعہ ملازمت مبلغ -/۵۶ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ محمد صادق موصی بقلم خود۔ گواہ شد۔ پیر محمد اکونٹنٹ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ ◆

نمبر ۱۳۳۳ امۃ الحکیم زوجہ محمد عبد اللہ صاحب قوم جاٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت ۱۹۳۳ء ساکن سنجر چانگ ڈاکخانہ بشیر آباد ضلع حیدرآباد سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۳۲ روپے جو کہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے اور پارچات وغیرہ قیمتی مبلغ -/۶۸ روپے ہے کل میزان -/۱۰۰ روپیہ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی

۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ الامۃ۔ امۃ الحکیم نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد
ڈاکٹر محمد عبداللہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا +
نمبر ۱۳۳۶ مریدہ فاطمہ زوجہ محمد حسین خان جمعدار قوم بلوچ پیشہ
پیشہ خانہ داری عمر ۴۷ سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن چک ۴۶ شمالی
سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۵۰ء
حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ بالیاں طلائی
۳ تولے۔ کنٹھا طلائی ۶ ماشے۔ انگوٹھی ۴ ماشے۔ میزان زیورات
۳ تولے ۱۰ ماشے قیمت درر ۹۶/- کل قیمت ۳۶۸/- روپے حق مہر ۲۵/- روپے
اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں
اسکے علاوہ میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرے مرنیکے بعد
اگر کوئی جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
پاکستان کرتی ہوں۔ العبد۔ مریدہ فاطمہ موصیہ۔ گواہ شد محمد حسین خان
جمعدار خاوند موصیہ۔ گواہ شد ناصر علی سیکرٹری وصایا منٹگمری +
نمبر ۱۳۳۱۲ محکم الدین جتوئی ولد دریام خان قوم بلوچ پیشہ
ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن باڈہ ضلع لاڑکانہ سندھ
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۱ حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ میری آمد سالانہ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ جو کہ ملازمت کی صورت
میں ہے اسکے علاوہ ۸ ایکڑ اراضی زرعی جسکی سالانہ آمد ۵۰۰/- روپے
ہے اور اراضی کی قیمت ۲۰۰۰/- روپے ہے۔ ایک ٹکڑہ زمین سکنی
۳ مرلہ موضع ڈوکری ضلع لاڑکانہ میں جسکی قیمت ۸۰/- روپے
ہیں۔ ایک مکان خام موضع مٹن ڈاکخانہ باڈہ میں جسکی قیمت ۱۰۰/- روپیہ
ہیں۔ مندرجہ بالا جائداد کی کل قیمت ۳۱۸۰/- روپے ہیں۔ میں اس تمام
جائداد و آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان
کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر اس جائداد کے علاوہ کوئی جائداد
میری ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ہوگی۔ العبد محکم الدین جتوئی موصی۔ گواہ شد نعمت اللہ پسر موصی
گواہ شد۔ مرزا فتح محمد سیکرٹری جماعت +
نمبر ۱۳۳۲۲ الفت بی بی زوجہ چوہدری محمد موسیٰ صاحب قوم جٹ
پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد ضلع حیدرآباد
سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱/۵۲ حسب ذیل
وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر ۱۰۰/- روپے
جو میں نے وصول کر لیا ہوا ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد
خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید
حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کی مد سے منہا کر دی
جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز
کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت
جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ۔ الفت بی بی موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد موسیٰ بقلم خود
خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ بقلم خود۔ گواہ شد سید عبدالسلام
نمبر ۱۳۳۶۶ مرزا منور بیگ ولد مرزا مراد بیگ قوم مغل پیشہ ملازمت
عمر ۲۲ سال بیعت ستمبر ۱۹۵۰ء ساکن للیانی ضلع لاہور۔ بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
اسوقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ
ماہوار آمد پر ہے جو مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار ہے جسکے دسویں حصہ کی وصیت
بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی
منقولہ یا غیر منقولہ جائداد پیدا کروں تو اسکے دسویں حصہ کی مالک
انجمن مذکور ہوگی۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے
دسویں حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ العبد۔ منور بیگ بقلم خود
معرفت میاں ناصر علی صاحب سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ منٹگمری۔
گواہ شد۔ ناصر علی سیکرٹری وصایا۔ گواہ شد۔ مرزا احمد بیگ بقلم خود +
نمبر ۱۳۳۷ ستارہ بیگم زوجہ چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب
قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن چونڈہ کلاں
ڈاکخانہ خاص سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۲۲/۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے
مبلغ ۲۰۰/- روپیہ حق مہر ہے۔ زیورات چھوٹی بالیاں وزنی چھ ماشے
اندازاً قیمت ۵۰/- روپے ہے۔ نقد مبلغ ۱۰۰/- روپیہ ہے جو کل ۳۵۰/-
روپیہ میری جائداد موجودہ بنتی ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ

...تی کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد
...صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید
...کرلوں تو اسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے
...ردی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا کوئی پیسہ ثابت ہو تو اسپر
...وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت میری جس قدر
...ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان
...الامتہ ستارہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد عبد اللہ خان
...موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ رانا بشیر احمد خان رشید بقلم خود
...کلاں ضلع سیالکوٹ +

۱۳۳... زبیدہ بیگم بنت حکیم غلام حسین صاحب قوم لائبریرین
...بیوت پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ
...ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۵۲ حسب ذیل وصیت
...ہوں۔ میں اسوقت نصرت گرلز ہائی سکول میں بطور معلمہ
...رہی ہوں۔ میری ماہوار آمدنی اسوقت کل -/۶۰ روپے
...میں نے اپنے والد صاحب کی طرف سے -/۱۵۰ روپے
...پایا ہے میں اسکے اور اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی
...بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ میری
...جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں
...جائداد پیدا کروں تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ
...ہوگی۔ اگر میرے مرنیکے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی
...حقدار صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامتہ۔ استانی
...بیگم بنت حکیم غلام حسین ربوہ۔ گواہ شد۔ پیر منیر احمد لائلپوری
...۔ عبد المنان عمر پروفیسر جامعہ احمدیہ احمد نگر +

۱۳۳... محمد اسحٰق خلیل ولد مولوی محمد ابراہیم صاحب قوم
...طالب علمی عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی
...حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۵۲ ۱۶ حسب ذیل وصیت
...میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں وقف زندگی
...تحریک جدید کی طرف سے مبلغ ... روپے ماہوار
...ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا
کروں تو مجلس کارپرداز کو اسکی اطلاع دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت
حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی
۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد۔ محمد اسحٰق خلیل
بقلم خود ربوہ۔ گواہ شد۔ مولوی احمد خان بٹ۔ گواہ شد۔ چوہدری
محمد اسمٰعیل برادر موصی بقلم خود +

نمبر ۱۳۳۷ منظور احمد ولد نجیب اللہ صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت
عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کلری حال لاہور بقائمی ہوش وحواس
بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۵۲ ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت ماہوار آمد -/۲۱۵ روپے ہے میں
تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ
پاکستان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی
اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی
ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے
بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد منظور احمد
بقلم خود معرفت سیکرٹری وصایا قلعہ گوجر سنگھ لاہور۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر
غلام مصطفٰے سیکرٹری وصایا۔ گواہ شد۔ مرزا محمد یعقوب واقف زندگی +

نمبر ۱۳۳۸ رحمت اللہ ولد چوہدری نور محمد صاحب قوم جٹ پیشہ
زراعت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر ضلع جھنگ بقائمی ہوش
وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۵۲ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میری تمام جائداد مشرقی پنجاب میں رہ گئی ہے۔ الاٹ شدہ اراضی
واقعہ احمد نگر میں ۵ گھماؤں ہے۔ الاٹ شدہ زمین کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بحق
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری منقولہ جائداد بھی
ہے جس میں برادرم کلاں کا نصف حصہ ہے۔ ایک جوڑی بیل اور ایک گڈا ایک
بھینس جنکی قیمت -/۵۰۰ روپے ہے -/۳۷۵ روپے میری ملکیت کے ہیں۔ نیز
برادرم کلاں کے ہمراہ رہائشی مکان الاٹ شدہ ہے۔ نیز میرے مرنیکے بعد اگر کوئی
جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی
العبد موصی رحمت اللہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ فقیر علی احمد نگر۔ گواہ شد۔
ابراہیم ممتاز برادر موصی +

دواخانہ خدمتِ خلق کے مایۂ ناز مجربات

۱۔ ہمدرد نسواں۔ اسقاطِ حمل اور اٹھرا کا بے نظیر علاج قیمت مکمل کورس ۔/۱۹ روپے

اکسیر جنین۔ اٹھرا کی گولیوں کے ساتھ اس کا استعمال نہایت ہی فائدہ مند ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ روپے

دوائی فضلِ الٰہی۔ اولادِ نرینہ کے لئے نہایت ہی مفید دوائی۔ قیمت مکمل کورس ۔/۱۶ روپے

۲۔ سُرمہ میر اخاص۔ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کا تیر بہدف علاج اور بینائی کو طاقت بخشنے والا سرمہ!
قیمت ۳ ماشہ ۱۵ ار ۔ ۶ ماشہ عہ/ ۔ ۱ تولہ ۔/۲ روپے

۳۔ تریاق کبیر (گھر کا ڈاکٹر) ہر قسم کی تیز بیماریوں کا فوری علاج امرت دھارا سے بھی زیادہ مفید۔ ہر گھر میں ایک شیشی ہونی ضروری ہے تاکہ ہر بیماری کا فوری علاج ہو سکے۔ قیمت نمونہ کی شیشی ۱ ار درمیانی شیشی ۴ ار بڑی شیشی ۸ عہ/

۴۔ شیاکن ملیریا کی بے نظیر دوائی۔ کونین سے بھی زیادہ اثر رکھنے والی۔ اس سے بہتر اور کوئی دوا نہیں۔ قیمت یکصد قرص ۔/۸/۱

شفائی۔ شیاکن کے ساتھ اسکے استعمال سے تلی، جگر کی اصلاح ہوتی ہے قیمت پچاس گولیاں ۔/۲ روپے

۵۔ معجون فوفل۔ سیلان الرحم، لیکوریا کا بہترین علاج۔ قیمت فی تولہ ۸ ر

سفوف جُند۔ ماہواری خون کا رُک رُک کر آنا، اس کے لئے مفید دوائی۔ قیمت فی تولہ ۱۰ ار

معجون کہربا۔ ماہواری خون کے کثرت کے ساتھ آنے کیلئے مفید دوائی۔ قیمت فی تولہ ۸ ر

۶۔ تحسین منجن۔ دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام بیماریوں کا بہترین علاج اور دانتوں کو موتیوں کی طرح صاف رکھنے والا منجن۔ قیمت فی تولہ ۴ ر

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمتِ خلق۔ ربوہ۔ ضلع جھنگ